Postal Reg.No:PB/0154/2003 to 2005

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسُولہِ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعُود

جلد 54

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

شمارہ 14.15

ہفت روزہ بدر قادیان

سیرت النبی نمبر

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

25 صفر 2 ربیع الاوّل 1426 ہجری 5.12 شہادت 1384 ہش 5.12 / اپریل 05ء

قادیان 10 اپریل (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہٖ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ۔ کل حضور پر نور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ کے متعلق بصیرت افروز تشریح فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم اور عمل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہیں

تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نہایت اعلیٰ اُسوہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ

☆ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (الفتح: رکوع ۴)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں جب تو انہیں دیکھے گا انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں۔ ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔

☆ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السمٰوات والارض لا الہ الا ھو یحی و یمیت (الاعراف: رکوع ۱۹)

ترجمہ: تو کہہ دے (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔

☆ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم (التوبہ: رکوع ۱۶)

ترجمہ: (اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔

☆ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا (الاحزاب: رکوع ۳)

ترجمہ: تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

☆ و انک لعلی خلق عظیم (القلم: رکوع ۱)

ترجمہ: اور تو اپنی تعلیم اور عمل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ و اول من ینشق عنہ القبر و اول شافع و اول مشفع (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ میں پہلا شخص ہونگا جس سے قبر پھٹے گی اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

☆ عن انس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامۃ و انا اول من یقرع باب الجنۃ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب نبیوں سے بڑھ کر میرے تابعدار ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

☆ عن جابرؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شھر و جعلت لی الارض مسجدا و طھورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوٰۃ فلیصل و احلت لی الغنائم و لم تحل لاحد من قبلی و اعطیت الشفاعۃ و کان النبی یبعث الیٰ قومہ خاصۃ و بعثت الیٰ الناس عامۃ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ خصوصیات ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے، میری امت میں سے جس پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے۔ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں۔ مجھے شفاعت کا حق ملا ہے۔ اور پہلے نبی کسی خاص ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

☆ عن ابی سعیدؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی و انا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے آدم اور ان کے علاوہ سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور میں پہلا ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔

☆ عن جابرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال: انا قائد المرسلین ولا فخر و انا خاتم النبیین ولا فخر و انا اول شافع و مشفع ولا فخر (دارمی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں انبیاء و مرسلین کا قائد ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہہ رہا، میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا سفارش کرنے والا ہوں اور پہلا ہوں جس کی سفارش قبول کی گئی۔ اور کوئی فخر نہیں ہے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت
جماعت احمدیہ کا حقیقی جہاد

۱۱ر ستمبر کے امریکہ پر حملہ کے بعد سے مسلمانوں پر دوطرفہ حملے شروع ہو چکے ہیں ایک تو امریکہ اور اس کے حلیفوں نے مسلم ممالک کو ایک ایک کر کے نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے تو دوسری طرف یورپ کے متعصب پادریوں اور بعض دانشور کہلانے والوں نے اس آڑ میں اسلام پر اور آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ناپاک حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں پھر انکی دیکھا دیکھی مشرق میں بھی غیر مسلم متعصبین یہاں پر ان کے حملوں کو ایک طرف اپنے اخبارات و رسائل میں من وعن شائع کر رہے ہیں تو دوسری طرف اپنی طرف سے بھی بلاتحقیق اعتراضات و بہتانات کے تیر برسا رہے ہیں۔

اس صورت حال کو دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ان دنوں مسلمانوں کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں بچا ظاہری سامانوں سے تو وہ دشمن کے حملوں کا مقابلہ کر ہی نہیں پا رہے بلکہ علمی رنگ میں دلائل کے میدان میں بھی وہ خود کو کمتر و کمزور پا رہے ہیں اسے دیکھ کر بعض معترضین نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا ہے کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی تعلیمات پر نظر ثانی کرنی چاہئے مسلمانوں کو آج یہ صلہ صرف اور صرف اس لئے ملا ہے کہ انہوں نے نہ صرف خدا کی طرف سے آنے والے مامور کو ٹھکرایا ہے بلکہ اس کی پیش کردہ تعلیمات کی ناقدری کرتے ہوئے اس سے استہزاء و توہین سے پیش آئے ہیں، خدا کی طرف سے آنے والے مامور نے انہیں سمجھایا تھا کہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا سچا امام مہدی و مسیح موعود ہوں اور میرے متعلق آنحضرت ﷺ کا فرمان تھا کہ جب وہ سچا امام مہدی و مسیح موعود آجائے گا تب جہاد کے نام پر تیر و تلوار کی جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا اور جو کوئی اس کے دور میں جہاد کے نام پر لڑنے کیلئے جائے گا سخت ہزیمت اٹھائے گا۔ البتہ اس کے دور میں تبلیغ اسلام کا جہاد جو قرآن مجید کی تعلیم کو پھیلانے کے نتیجہ میں ہوگا اور نفسوں کو پاک کرنے کا جہاد زور و شور سے جاری رہو گا۔

چنانچہ آج یہ دونوں جہاد یعنی تبلیغ قرآن کا جہاد اور نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری و ساری ہے۔ اور اب جبکہ مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کی پاک تعلیمات پر اور آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ناپاک اعتراضات کئے جا رہے ہیں تو ہمیں ہمارے پیارے موجودہ امام ہمام سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سمجھایا ہے کہ تمام دُنیا کے احمدی تبلیغ اسلام کے جہاد میں تیزی لائیں اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم دنیا میں ایک طرف قرآن مجید کی روشنی میں ان ناپاک اعتراضات کے جواب دیں تو دوسری طرف آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے حسین پہلوؤں کو دنیا کے سامنے رکھیں اور دنیا کے سامنے یہ واضح کریں کہ جو تعلیمات آنحضرت ﷺ نے دی ہیں اور جن پر آپ نے اپنی حیات طیبہ میں عمل کر کے دکھایا ہے اس کا عشر عشیر بھی دیگر انبیاء کی تعلیمات میں نہیں ملتا اور نہ ہی ان کو یہ توفیق ملی ہے کہ جو بھی ادھوری تعلیمات انہوں نے پیش کی ہیں ان پر عمل کر کے دکھا سکیں اس تعلق میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان افروز اور عظیم الشان سلسلہ خطبات کو شروع کر رکھا ہے ہم سب کا فرض ہے کہ نہ صرف ان خطبات کو خود غور سے سنیں اور پڑھیں بلکہ نظام جماعت کے تحت ان کو پھیلانے اور ان کی تشہیر کی بھی کوشش کریں اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر غیروں کے بیہودہ اتہامات و الزامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

’’آج بھی آپ کی ذات پر گھٹیا الزام لگائے جاتے ہیں ہنسی ٹھٹھے اور استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایسے لوگ جو آج بھی یہ کام کر رہے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت رکھتا ہے بعض لوگ جو اپنے میڈیا کے ذریعہ سے تاریخ کو یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں حق کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں یاد رکھیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا سچ اور سچ کا نور نہ کبھی پہلے ماند پڑا تھا یا چھپ سکا تھا نہ آج تم لوگوں کے ان حربوں سے یہ ماند پڑے گا یا چھپے گا یہ نور انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا پر غالب آنا ہے اور اس سچائی کے نور نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے

فرمایا:-

آجکل بھی بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی ذات پاک کے بارے میں بعض کتابیں لکھی ہیں اور وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں اسلام کے بارے میں اسلام کی تعلیم کے بارے میں یا آپ کی ذات کے بارے میں بعض مضامین انٹرنیٹ یا اخبارات میں بھی آتے ہیں کتب بھی لکھی گئی ہیں۔

فرمایا۔

ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے آپ ﷺ سے عشق کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی سیرت کے ہر پہلو کو، دیکھا جائے اور بیان کیا جائے اظہار کیا جائے یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی خلاف بات سنی جلوس نکالا ایک دفعہ جلسہ کیا ایک دفعہ غصے کا اظہار کیا۔ اور بیٹھ گئے بلکہ مستقل ایسے الزامات جو آپ کی پاک ذات پر لگائے جاتے ہیں ان کا رد کرنے کیلئے آپ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے جائیں ان اعتراضات کو سامنے رکھ کر آپ کی سیرت کے روشن پہلو دکھائے جاسکتے ہیں کوئی بھی اعتراض ایسا نہیں جس کا جواب موجود نہ ہو جن جن ملکوں میں ایسا بیہودہ لٹریچر شائع ہوا ہے یا اخباروں میں چھپا ہے وہاں کی جماعت کا کام ہے کہ اس کو لکھیں اور اگر اس اعتراض کے جواب میں براہ راست کسی بات کا جواب دینے کی ضرورت ہے تو پھر وہ جواب اگر لکھنا ہے تو پہلے مرکز کو دکھائیں نہیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہے سیرت کا بیان تو ہر وقت جاری رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر فروری ۲۰۰۵ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ فروری ۲۰۰۵)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام کے ارشاد کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو پھیلانے اور آپ کی سیرت کے تمام پہلوؤں سے اپنی زندگیوں میں روشنی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(منیر احمد خادم)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں ڈوبا ہوا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا نعتیہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پہ ہر اِک نظر ہے بدرُ الدُّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُسنے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سَو سَو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دو نہایت ضروری ارشادات

تحریک جدید کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

’’ہر مہینہ میں ایک خطبہ جمعہ تمام احمدی جماعتوں میں میری جدید تحریک کے متعلق پڑھا جائے اور اس میں جماعت کو قربانیوں پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے‘‘ (خطبہ جمعہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۵)

اسی طرح احباب جماعت کو مخاطب کرتے حضورؓ نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ کے کام پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں سے وابستہ نہیں ہوتے۔ اور نہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی جماعت سے یہ پوچھے گا کہ تمہارا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری کیسا تھا۔ بلکہ وہ افراد سے پوچھے گا کہ تم کیسے تھے اگر کسی جگہ کا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سست ہوگا اور اُن کی سستی کی وجہ سے جماعت کے لوگ تحریک میں حصہ لینے سے محروم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ کہے گا کہ تم میں سے ہر شخص پریذیڈنٹ اور سیکرٹری تھا اور تمہارا فرض تھا کہ جب کوئی پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سستی میں مبتلا تھا تو تم خود اس کی جگہ کام کرتے ...... کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اُسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہئے جب تک کہ اس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لے لیں‘‘۔ (خطبہ جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

تمام عہدیداران جماعت اور احباب جماعت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ان ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جائزہ لیں کہ آپ کی جماعت میں کون کون سے دوست ہیں جو اس بابرکت الٰہی تحریک میں حصہ لینے سے ابھی تک محروم ہیں انہیں اس میں شامل کریں اور جلد از جلد اپنی جماعت کا تحریک جدید کا بجٹ دفتر کو ارسال کریں۔

(وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لازوال عشق و محبت

''ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے۔ اور ایک ہی قران شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آجکل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو صراط مستقیم سے بھگانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا۔ گویا اپنی الگ شریعت بنالی۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ کے فرمان کی پیروی اور نماز و روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کو کھولنے کی کوئی اور کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں۔ اور اور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۷۹)

''میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں''

''دیکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ روشن مذہب اسلام ہے جس کے ساتھ خدا کی تائیدیں ہر وقت شامل ہیں کیا ہی بزرگ قدر وہ رسول ہے جس سے ہم ہمیشہ تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محبت سے روح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے۔ تب ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں زندہ خدا کا مزہ ہم اسی راہ میں دیکھتے ہیں، باقی سب مردہ پرستیاں ہیں۔ کہاں ہیں مردہ پرست؟ کیا وہ بول سکتے ہیں؟ کہاں ہیں مخلوق پرست؟ کیا وہ ہمارے آگے ٹھہر سکتے ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ؟ جو شرارت سے کہتے تھے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہوا۔

دیکھو میں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہونگے اور عنقریب وہ چھپتے پھریں گے۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آ گیا ہے کہ اسلام کی سچائی کا نور منکروں کے منہ پر طمانچے ماریگا اور انہیں نہیں دکھائی دیگا کہ کہاں چھپیں؟

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا۔ وہ شعر یہ ہے:

كُنْتَ السَّوادَ لِنَا ظِرِىْ فَعَمِىَ عَلَيكَ النَّاظِر
مَنْ شَآءَ بَعدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ ''کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا''

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سخت سے سخت زمانے آئے ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے حوادث کی آندھیاں سر سے گذریں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا مزا چکھا حتیٰ کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گذرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپؑ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی لیکن علیحدگی میں اپنے آقا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گذر چکے تھے) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔ اور آپ کی یہ قلبی حسرت چھلک کر باہر آ گئی کہ ''کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا''!!! اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضرت حسان کا یہ شعر محبت رسولؐ کے اظہار میں ہر دوسرے کلام پر فائق ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں عشق رسولؐ کے کمال کی وجہ سے ہر غیر معمولی اظہار محبت کے موقعہ پر یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش یہ الفاظ بھی میری ہی زبان سے نکلتے۔

❁❁❁

پنڈت لیکھرام کو کون نہیں جانتا۔ وہ آریہ ساج کے بہت بڑے مذہبی لیڈر تھے اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے بدترین دشمن بھی تھے جن کی زبان اسلام اور مقدس بانی اسلام کی مخالفت میں قینچی کی طرح چلتی اور چھری کی طرح کاٹتی تھی۔ انہوں نے ساری عمر حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل پر کھڑے ہو کر اسلام اور مقدس بانی اسلام پر گندے سے گندے اعتراض کئے اور ہر دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو ایسے دندان شکن جواب دئے کہ کوئی کیا دے گا مگر یہ صاحب رُکنے والے نہیں تھے آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پنڈت لیکھرام کا یہ مقابلہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مباہلہ پر ختم ہوا جس کے نتیجہ میں پنڈت جی حضرت مسیح موعودؑ کی دن دونی رات چوگنی ترقی دیکھتے ہوئے اور ہزاروں حسرتیں اپنے سینہ میں لئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انہی پنڈت لیکھرام کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں ایک اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار کررہے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا بھی ادھر گذر ہوگیا اور یہ معلوم کرکے کہ حضرت مسیح موعودؑ اس جگہ تشریف لائے ہوئے ہیں پنڈت جی دنیا داروں کے رنگ میں اپنے دل کے اندر آگ کا شعلہ دبائے ہوئے آپؑ کے سامنے آئے آپؑ اس وقت نماز کی تیاری میں وضو فرمارہے تھے پنڈت لیکھرام نے آپؑ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ گویا کہ دیکھا ہی نہیں۔ اس پر پنڈت جی نے دوسرے رُخ سے ہو کر پھر دوسری دفعہ سلام کیا اور حضرت مسیح موعود پھر خاموش رہے جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی نے یہ خیال کرکے کہ شاید حضرت مسیح موعودؑ نے پنڈت لیکھرام کا سلام نہیں سنا ہوگا حضورؑ سے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی غیرت کے ساتھ فرمایا کہ:

''ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے!!!''

یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے مجسم رحمت تھا۔ ہندوؤں میں اس کے روز کے ملنے والے دوست تھے اور سکھوں میں اس کے دوست تھے۔ اور عیسائیوں میں اس کے دوست تھے اور اس نے ہر قوم کے ساتھ انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی کا سلوک کیا مگر جب اس کے آقا اور اس کے محبوب ﷺ کے لئے غیرت کا سوال آیا تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دنیا میں کوئی نہیں تھی۔

❁❁❁

اسی قسم کا ایک واقعہ لاہور کے جلسہ وچھووالی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کیلئے ہر مذہب وملت کو دعوت دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کیلئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں اسلام کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اس بندہ خدا نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک ﷺ کے خلاف اتنا زہر اُگلا اور ایسا گند اچھالا کہ خدا کی پناہ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپؑ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے اور کیوں نہ فوراً اٹھ کر باہر چلے آئے؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے اور پھر آپؑ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ:

اِذَاسَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُبِهَا وُيسْتَهزءُ بِها فلا تقعدوامعهم حتى يخوضوا في حديث غيره

''یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور ان پر ہنسی اڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز گفتگو کو اختیار کریں''

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفہ اوّل بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم وندامت سے کٹی جارہی تھی۔ (کتاب ''درمنثور'' مجموعہ تقاریر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ)

خطبہ جمعہ

ہزاروں ہزار درود وسلام ہوں اس پاک نبیؐ پر جس نے خود بھی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور اپنی امت کو بھی اس کی نصیحت فرمائی

—— (قرآن مجید و احادیث نبویہ کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی عبادات کا روح پرور تذکرہ

(آنحضرت ﷺ پر بیہودہ اعتراضات کرنے والوں کے جواب دینے کے لئے

—— خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو خصوصی ٹیمیں تیار کرنے کی ہدایت)——

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 18/فروری 2005ء بمطابق 18/تبلیغ 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِىَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا﴾ (سورۃ المزمل آیت 7)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ رات کا اٹھنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

یہ وہ قرآنی حکم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپؐ نے اس کا حق ادا کر دیا بلکہ دعویٰ سے پہلے بھی، نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی تلاش میں اسی طرح اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اپنی راتوں کو آرام میں یا کسی شوق میں گزارنے کی بجائے عبادتوں میں گزارتے تھے۔ راتوں کی عبادت جب رات گہری ہو، ہر طرف خاموشی ہو، بندے اور خدا کے درمیان کسی قسم کی روک ڈالنے والی چیز نہ ہو، بندے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز میں کوئی چیز روک نہ بنے، اس وقت جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں وہ یقیناً اللہ کا قرب پانے والے اور اس کا پیار حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خالصتاً اللہ کے قرب کے لئے یہ عبادت بجالا رہے ہوتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس طرح رات کو اٹھنا اپنے نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے برابر ہے۔ بلکہ یہ شیطان کو ختم کرنے اور اپنے نفس پر قابو پانے کا ایسا زبردست حربہ ہے کہ اس کا مقابلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس وقت کے عہد و پیمان اتنے پکے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کو توڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ شیطان کی ملونی اس میں ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بننے اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں کہ رات کو اٹھ کر عبادت کی جائے۔ اور یہ عبادت کے اعلیٰ معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑھ کر حاصل کئے۔ بلکہ آپؐ کی قوت قدسی نے صحابہ میں اور امت میں بھی راتوں کو عبادت کے لئے اٹھنے والے پیدا کئے۔

جس سورۃ کی آیت میں نے پڑھی ہے اس سورۃ کے آخر میں ہی اللہ تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رات کے دو تہائی حصے میں یا آدھے حصے میں یا وقت کے لحاظ سے تیسرے حصے میں تو نے عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کر دیئے، حق ادا کر دیئے۔ ان کی اللہ گواہی دیتا ہے۔ بلکہ ان لوگوں کی بھی گواہی دیتا ہے جو آپؐ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ ان حکموں پر عمل کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہ جو ہدایت کی گئی تھی کہ عبادت کے لئے اُٹھ اور ان اندھیری راتوں کی دعاؤں میں اپنے آپ کو بھی مضبوط کر اور اپنی امت کے لئے بھی حصار بن جا۔ اس پر نہ صرف پورا اترا بلکہ اعلیٰ ترین معیار قائم کئے، حق ادا کر دیا۔ دوسری جگہ اس کی ایک اس طرح بھی گواہی ملتی ہے۔ فرماتا ہے کہ ﴿اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ○ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ○﴾ (سورہ الشعراء: 219-220) یعنی جو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور سجدہ کرنے والوں میں تیری بے قراری کو بھی۔ پس جس کو خدا تعالیٰ یہ سند دے دے کہ تمام سجدہ کرنے والوں میں تیرے جیسا بے قرار سجدہ کرنے والا کوئی نہیں۔ جب تو کھڑا ہوتا ہے تو تیرا کھڑا ہونا عبادت کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی خاطر ہے، عبادت کے لئے ہے۔ اور جب تیرا سجدہ ہوتا ہے تو وہ بھی خدا اور صرف خدا کے لئے ہے۔ اس کے آگے جھکنے کے لئے ہے۔ اس کا رحم حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اپنے لئے بھی اور اپنی امت کے لئے بھی۔ تو ایسے شخص کے بارے میں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ دنیاوی لذات کے پیچھے چلنے والا تھا یا ہو سکتا ہے۔

لیکن دنیا میں ایسے لوگ پیدا ہوتے آئے ہیں اور آج کل بھی ایسے پیدا ہو رہے ہیں جو اسلام دشمنی میں خود یا نام نہاد مسلمانوں کو خرید کر، لالچ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گھٹیا اور بیہودہ الزام لگاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو وہ جاہل، اُجڈ اور مشرک لوگ، اس عظیم نبی کی قوت قدسی اور دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بنتے نظر نہیں آتے۔ لیکن جو لوگ بغض اور کینے اور دشمنی میں اس حد تک چلے جائیں جن کی انصاف اور دین کی آنکھ کام نہ کرتی ہو، اس لحاظ سے بالکل اندھے ہوں، جن کے دل سیاہ ہوں جو خود غلاظت میں پڑے ہوئے ہوں۔ وہ جب بھی دیکھیں گے، اپنی اسی نظر سے دیکھیں گے۔ وہ جب بھی دیکھیں گے ان کو اپنا اندرونہ ہی نظر آ رہا ہوگا۔ اور صاف اور شفاف شیشہ وہی کچھ دکھاتا ہے جیسی کسی کی شکل ہو، جیسا کسی کا رنگ ہو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شفاف آئینے میں یہ لوگ جب دیکھیں گے تو ان کو اصل میں تو اپنا آپ نظر آ رہا ہوگا۔ نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر، آپؐ کا حسین چہرہ۔ آپ کا حسین چہرہ دیکھنے کے لئے تو پاک دل ہونا ضروری ہے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ضروری ہیں۔ خدا کا خوف ضروری ہے، دلوں کے زنگ دور ہونے ضروری ہیں، پھر اس حسین چہرے کی پہچان ہو سکتی ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ایسے لوگ جو اسلام کو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنے زعم میں بدنام کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔ اور ایسی ایسی بیہودہ گوئیاں کر رہے ہوتے ہیں جنہیں کوئی بھی شریف آدمی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہ لوگ اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے ہونے اور آزاد خیال ہونے کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کے سامنے اپنے خیال میں

اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حقائق بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ اصل میں یہ ایسے لوگ ہیں جن کا اپنا چہرہ ان بیہودہ گوئیوں سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ بہرحال ایسے لوگوں میں سے یہاں آج کل ایک صاحب نے پچھلے دنوں مضمون لکھا تھا، جرنلسٹ ہیں چارلس مور (Charles Moore)۔ استہزاء کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہؓ سے شادی کے بارے میں لکھا۔ لیکن بے چارہ اپنے کینے کی وجہ سے، دل میں جو بغض بھرا ہوا تھا اس کی وجہ سے بالکل ہی اندھا ہو گیا ہے۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی عمر کی بچیوں سے کوئی دلچسپی تھی۔ حالانکہ جس کتاب کا حوالہ دے کر اس نے اپنی بات کی ہے، راجرسن (Barnaby Rogerson) کی کتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ۔ اس نے واضح طور پر لکھا ہے کہ رخصتانہ حضرت عائشہؓ کا بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد ہوا تھا۔ پھر اس اندھے کو یہ بھی نظر نہیں آیا کہ آپؐ کی پہلی شادی کس عمر میں ہوئی جو جوانی کی عمر تھی۔ پھر یہ نظر نہیں آیا کہ آپؐ کی تمام دوسری بیویاں بڑی عمر کی تھیں۔ جب انسان اندھا ہو جائے تو تاریخ کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے۔ جب بغض اور کینے بڑھ جائیں تو حق بات کہنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ بہرحال اس بحث کو میں اس وقت نہیں لے رہا۔ اس وقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس کام کا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ میری عبادت کرو اور میرے عبادت گزار پیدا کرو۔ صرف اسی کام سے آپؐ کو دلچسپی تھی اور اسی کے اعلیٰ معیار قائم کر کے دکھانے پر اللہ تعالیٰ نے گواہی بھی دی ہے۔ تو بہرحال جیسا کہ میں نے کہا مور (Moore) کی ان بیہودہ گوئیوں کا اس وقت جواب نہیں دے رہا۔ لیکن حقائق اور واقعات اور تاریخ کو سامنے رکھ کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی دلچسپی تھی تو اپنے پیدا کرنے والے خدا سے تھی اور نہ صرف دلچسپی تھی بلکہ عشق تھا۔ اور ایسا عشق تھا جو کسی عشق کی داستان میں نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی خواہش تھی تو صرف یہ کہ میرا جسم، میری جان، میری روح اللہ تعالیٰ کے در پر پڑی رہے۔ اور اس کی راہ میں قربان ہوتی رہے۔ جوانی کے دنوں میں بھی آپؐ کو عورتوں یا لہو ولعب یا کھیل کود سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس وقت بھی ایک خدا کی تلاش میں، اس کی محبت میں، گھر بار چھوڑ کر بیوی بچے چھوڑ کر میلوں دور ایک غار میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے تا کہ کوئی بھی وہاں آ کے ڈسٹرب (Disturb) کرنے والا نہ ہو۔ کیا دنیا سے دلچسپی رکھنے والا یا دنیا کی چیزوں سے دلچسپی رکھنے والا، دنیا کی چیزوں پر منہ مارنے والا اس طرح کے عمل دکھایا کرتا ہے؟ اور یہ ایسی چیز ہے جس سے مخالفین بھی اپنی کتابوں میں انکار نہیں کر سکے، چاہے نتیجے اپنی مرضی کے جو بھی نکالیں۔ لیکن حقائق سے انکار نہیں ہو سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپؐ عبادت کرنے کے لئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اس قدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کو اس لئے پسند کیا ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہنچے گا۔ آپؐ بالکل تنہائی چاہتے تھے۔ شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کا حکم ہوا ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ (سورہ المدثر :2-3) اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 34۔ جدید ایڈیشن)

تو اس تنہائی کو چھوڑنا اور اس کو چھوڑ کر دنیا کے سامنے آنا اور اپنے محبوب کا پیغام دنیا کو پہنچانا یہ بھی اس لئے تھا کہ حکم ہوا تھا کہ یہ کرو۔ نہ کہ اپنی کوئی خواہش کو پورا کرنے کے لئے۔

ایک روایت میں آتا ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل تن تنہا کچھ زادِ راہ ساتھ لے کر اکیلے چلے جاتے تھے۔ کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر، حرا نامی غار میں جا کر معتکف ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔ وہاں آپ کئی کئی راتیں عبادت میں گزارتے اور پھر جب زادِ راہ ختم ہو جاتا تو آپؐ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور مزید زادِ راہ ساتھ لے لیتے اور پھر تنہائی میں جا کر اللہ کو یاد کرنے لگتے"۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

مسلسل کئی کئی دن یہ عمل جاری رہتا تھا۔ ہر وقت یہ فکر ہوتی تھی اور اس کوشش میں ہوتے تھے کہ میں اپنے محبوب اللہ سے راز و نیاز کی باتیں کروں۔ جیسا کہ ذکر آ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے جب تبلیغ شروع کی تو خانہ کعبہ میں کی۔ عبادت کے لئے بعض دفعہ تشریف لایا کرتے تھے اور کفار مکہ کو بڑا سخت ناگوار گزرتا تھا کہ یہاں آ کر اس طرح اپنے طریقے سے عبادت کریں۔ اور وہ آپ کو اس عبادت کرنے سے روکنے کے لئے مختلف حیلے اور کوششیں بھی کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ کو جو خدائے واحد سے عشق تھا وہ ان روکوں اور مخالفتوں سے ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس مخالفت کے ایک واقعہ کا یوں ذکر بھی ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اس وقت ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران اُن میں سے کسی نے کہا تم میں سے کون فلاں لوگوں کی اونٹنی کی بچہ دانی لائے گا تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر جبکہ وہ سجدے میں ہوں رکھے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے بدبخت ترین شخص اٹھا اور اونٹنی کی بچہ دانی اٹھا لایا اور وہ اس وقت کا انتظار کرتا رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوں۔ پھر جونہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اس نے وہ بچہ دانی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں ان کو یہ سب کچھ کرتے دیکھتا رہا مگر میں کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ کاش مجھ میں ان کو روکنے کی طاقت ہوتی۔ پھر وہ لوگ ایسا کرنے کے بعد ہنستے ہوئے ایک دوسرے پر گرنے لگے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل سجدے میں رہے۔ آپؐ اپنا سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فاطمہؓ آئیں اور انہوں نے اس بچہ دانی کو آپؐ کی کمر سے اتارا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ کہا اے اللہ! ان قریش کو تو ہی سنبھال اور یہ بددعا بھی ان پر بڑی گراں گزری۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضورؐ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر آپؐ نے نام لے لے کر دعا کی کہ اے اللہ! میں تجھ سے ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط پر گرفت کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ تو راوی کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ساتویں آدمی کا بھی نام لیا تھا مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن بہرحال راوی کی روایت یہ ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے ان لوگوں کو جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں گنا تھا بدر کے گڑھے میں قتل ہونے کے بعد گرے ہوئے دیکھا"۔

(بخاری کتاب الوضوء۔ باب اذا القیٰ علی ظھر المصلی.....)

تو یہ قبولیت دعا کے نظارے اللہ کا پیارا ہی دکھا سکتا ہے۔ کیا کوئی دنیاوی دلچسپیوں میں ڈوبا ہوا یہ نظارے دکھا سکتا ہے؟ تھوڑے ہی عرصہ میں سب کچھ پورا ہوتا ہوا نظر آیا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی دلی خواہش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "اللہ نے ہر نبی کی ایک خواہش رکھی ہوتی ہے اور میری دلی خواہش رات کی عبادت ہے"۔

(المعجم الکبیر للطبرانی۔ جلد 12 صفحہ 84)

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس رات کی عبادت میں بھی وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جن کی مثال نہیں مل سکتی۔ اس بارے حضرت عائشہؓ کی گواہی ہے۔ رسول اللہؐ کی نماز یعنی تہجد کی نماز کی کیفیت جب آپؐ سے پوچھی گئی تو فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا اس کے علاوہ دنوں میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے مگر وہ اتنی لمبی اور پیاری اور حسین نماز ہوا کرتی تھی کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن و خوبی کے متعلق مت پوچھو۔ یعنی میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں آپؐ کی اس خوبصورت عبادت کا نقشہ کھینچ سکوں۔

(بخاری کتاب الجمعہ۔ باب قیام النبی بللیل فی رمضان)

ایک روایت میں آتا ہے مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت شدت گریہ وزاری کے باعث آپؐ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب بکاء فی الصلوٰۃ)

ایک دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ: آپؐ کے سینے سے ایسی آواز اٹھ رہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔(سنن نسائی کتاب السہو .باب البکاء فی الصلوٰة)

حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں کہ: ایک رات مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو عبادت کی توفیق ملی۔آپؐ نے پہلے سورۃ بقرہ پڑھی۔آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رک کر دعا کرتے اور آپؐ کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رک کر پناہ مانگی۔ پھر قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔یعنی جتنی دیر کھڑے تھے، تلاوت کی اتنی ہی دیر رکوع کیا، جس میں تسبیح و تحمید کرتے رہے۔ پھر قیام کے برابر سجدہ کیا۔سجدے میں بھی یہی تسبیح دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہو کر آل عمران پڑھی ۔پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔

(ابو دؤد .کتاب الصلوٰة .باب فی الدعاء ما یقول الرجل فی رکوعه و سجوده)

تو یہ رک رک کر، سمجھ کر، رحمت اور عذاب کے موقعوں پر دعا کر کے، پناہ مانگ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح غور کرنا اور پناہ مانگنا، یہ رکنا یہ غور بھی کوئی معمولی نہیں ہوتا تھا۔یہ دعائیں بھی اور یہ غور بھی بہت اعلیٰ معیار کا تھا جس تک انسان کی شاید سوچ بھی پہنچنی بہت مشکل ہو۔تبھی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ ان کی نمازوں کے حسن کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو وہ بیان ہی نہیں کی جاسکتیں۔

پھر حضرت حذیفہؓ بن یمان فرماتے ہیں۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان صحابی تھے۔ایک رات رسول اللہؐ کے ساتھ نماز ادا کی جب نماز شروع کی تو آپ نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرْ ذُوْالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ۔ یعنی اللہ بڑا ہے جو اقتدار اور سطوت کبریائی اور عظمت والا ہے۔پھر آپؐ نے سورۃ بقرہ مکمل پڑھی۔پھر رکوع فرمایا جو قیام کے برابر تھا۔پھر رکوع کے برابر کھڑے ہوئے۔پھر سجدہ کیا جو کہ قیام کے برابر تھا۔پھر دونوں سجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِی میرے رب مجھے بخش دے، میرے رب مجھے بخش دے کہتے ہوئے اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر سجدہ کیا تھا۔پھر دوسری رکعتوں میں آپؐ نے آل عمران، نساء، مائدہ، اَنعام وغیرہ طویل سورتیں پڑھیں۔ (ابو داؤد .کتاب الصلوٰة .باب ما یقول الرجل فی رکوعه و سجوده)

تو دیکھیں یہ تھے آپؐ کی عبادتوں کے معیار۔اس لئے روایتوں میں آتا ہے کہ: بعض دفعہ کھڑے کھڑے آپؐ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی لمبی نماز ادا فرمایا کرتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جاتے تھے۔ایک دفعہ میں نے آپؐ سے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپؐ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے تمام قصور معاف فرمادیئے ہیں۔تو آپؐ نے فرمایا اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔کیا میں یہ نہ چاہوں کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔ (بخاری کتاب لتفسیر .سورہ الفتح)

پھر ام المومنین حضرت سوداءؓ کی ایک روایت ہے۔نہایت سادہ مزاج اور نیک خاتون تھیں۔ایک رات انہوں نے بھی اپنی باری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے کا ارادہ کیا۔اور حضورؐ کے ساتھ جا کر نماز میں شامل ہوئیں۔ پتہ نہیں کتنی دیر نماز ساتھ وہ پڑھ سکیں لیکن بہر حال اپنی سادگی میں دن کے وقت انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس لمبی نماز پہ جو تبصرہ کیا اس سے حضورؐ بہت محظوظ ہوئے۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ رات آپ نے اتنا لمبا رکوع کروایا کہ مجھے تو لگتا تھا جیسے جھکے جھکے کہیں میری نکسیر نہ پھوٹ پڑے۔ (الاصابه فی تمییز الصحابه جلد 7صفحه 721)

پھر ایک روایت میں آتا ہے عطاء روایت کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں ابن عمرؓ اور عبید اللہ بن عمرؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات بتایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو۔اس پر حضرت عائشہؓ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یاد سے بیتاب ہو کر رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا ہی نرالی ہوتی تھی۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس تشریف لائے۔میرے ساتھ میرے بستر میں لیٹے پھر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کرلوں۔میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو آپؐ کی خواہش کا احترام ہے اور آپ کا قرب پسند ہے۔میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔تب آپ اٹھے اور مشکیزہ سے وضو کیا۔نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے سینہ پر گرنے لگے۔نماز کے بعد آپ دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپؐ کا دایاں ہاتھ آپؐ کے دائیں رخسار پر تھا۔آپؐ نے پھر رونا شروع کر دیا۔یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔آپؐ اسی حالت میں تھے کہ فجر کی اذان دینے کے بعد بلال آئے جب انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (تفسیر روح البیان زیر تفسیر سورہ آل عمران آیت 191-192)

اب مور صاحب (Moore) کیا کہتے ہیں ؟جس بیوی سے شادی کے بارے میں مور(Moore) نے ذہن کا گند نکالا ہے اس کی گواہی یہ ہے کہ مجھے چھوڑ کر اللہ کے حضور گریہ وزاری کرنے کے لئے حاضر ہو گئے۔اور یہ کوئی ایک دو دفعہ کی بات نہیں ہے۔اکثر ایسے واقعات ہوا کرتے تھے۔بلکہ ہر روز ہر بیوی کے ہاں یہ نظارے نظر آئیں گے۔اب دیکھیں حضرت عائشہؓ کی باری بھی آتی ہے۔جب نو بیویاں تھیں تو نو دن کے بعد آتی ہوگی۔آپؐ کی لاڈلی بیوی بھی ہیں۔اس میں بھی کوئی شک نہیں۔لیکن لاڈلی بھی اس لئے ہیں کہ اس بیوی کے گھر سب سے زیادہ وحی آپؐ پر نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کا کلام اترا ہے۔تو یہاں بھی لاڈ اور پیار کا معیار اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔تو نو دن کے بعد جب اس بیوی کے پاس آتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ دل بے چین ہے، مجھے خدا کی عبادت کرنے دو۔اور پھر ساری رات گڑگڑا کر زمین کو تر کرتے رہتے ہیں۔روتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے گزری۔اس رب کی شکر گزاری کرتے ہیں جس نے اتنے احسانات کئے ہیں۔کیا کوئی دنیا دار آدمی ایسے عمل کر سکتا ہے؟ لیکن دنیا داروں کے، اندھوں کے یہ معیار ہی نہیں۔ان کے تو معیار ہی اور ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔’’خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی صفت میں فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا﴾ (سورہ الفرقان :65) کہ وہ اپنے رب کے لئے تمام رات سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں۔اب دیکھو رات دن بیویوں میں غرق رہنے والا خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق رات کیسے عبادت میں کاٹ سکتا ہے۔وہ بیویاں کیا کرتا ہے گویا خدا کے لئے شریک پیدا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور باوجود ان کے آپ ساری ساری رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے تھے۔ایک رات آپ کی باری عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، کچھ حصہ رات کا گزر گیا تو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھلی۔دیکھا کہ آپؐ موجود نہیں۔اسے شبہ ہوا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے ہاں گئے ہوں۔اس نے اٹھ کر ہر ایک گھر میں تلاش کیا مگر آپؐ نہ ملے۔آخر دیکھا کہ آپؐ قبرستان میں ہیں اور سجدے میں رو رہے ہیں۔اب دیکھو کہ آپ زندہ اور چہیتی بیوی کو چھوڑ کر مردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے۔تو کیا آپؐ کی بیویاں حظّ نفس یا اتباع شہوت کے ہی بنا پر ہو سکتی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 4صفحه 50-51 جدید ایڈیشن)

لیکن اعتراض کرنے والوں کو یہ چیز کبھی نظر نہیں آئے گی۔

یہ واقعہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں بیان ہوا ہے اس کی تفصیل حضرت عائشہؓ یوں بیان فرماتی ہیں: ایک رات حضورؐ میرے پاس تشریف لائے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لئے لیٹے مگر سوئے نہیں۔اٹھ بیٹھے اور کپڑا اوڑھ لیا۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میرے دل میں سخت

غیرت پیدا ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاید میری کسی سوکن کے ہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو کہتی ہیں کہ میں آپ کے تعاقب میں گئی تو میں نے آپؐ کو بقیع قبرستان میں دیکھا۔ آپؐ مومن مردوں، عورتوں اور شہداء کے لئے مغفرت طلب کر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے اپنے دل میں کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ اپنے رب کی طلب میں لگے ہوئے ہیں۔ اور میں دنیا کے خیالات میں ہوں۔ کہتی ہیں میں جلدی جلدی وہاں سے واپس آ گئی۔ کچھ دیر کے بعد حضور بھی میرے پاس تشریف لے آئے جبکہ ابھی تیز چلنے کی وجہ سے میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ تو حضورؐ نے دریافت کیا کہ اے عائشہ! تیرا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ تو میں نے حضور کو ساری بات بتائی۔ اس پر آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیری حق تلفی کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ ایک بھیڑ کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو آگ سے نجات بخشتا ہے۔ یعنی کثرت سے نجات بخشتا ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ نہ کسی مشرک پر نظر کرتا ہے اور نہ کسی کینہ پرور پر۔ نہ قطع رحمی کرنے والے پر اور نہ تکبر سے کپڑے لٹکانے والے پر۔ اور نہ والدین کی نافرمانی کرنے والے پر اور نہ کسی شراب خور پر۔ تو حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ نے جو چادر اوڑھ رکھی تھی وہ اتاری اور مجھے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں آج کی باقی رات بھی عبادت میں گزاروں۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ضرور۔ تب حضور نے نماز شروع کی اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے وہم ہوا کہ شاید آپؐ کا دم نکل گیا ہے۔ کہتی ہیں: میں نے ٹٹول کر آپ کے پاؤں کو چھوا تو آپ کے پاؤں میں حرکت پیدا ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدے میں دعائیں کرتے سنا۔ صبح حضورؐ نے فرمایا کہ جو دعائیں میں رات سجدے میں کر رہا تھا وہ جبریل نے مجھے سکھائی تھیں اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں سجدوں میں ان کو بار بار دہراؤں۔

(تفسیر الدر المنثور جلد 6 صفحہ 27)

اب بتائے کوئی کہ کیا اس محسن انسانیت جیسا کوئی اور ہے جو ساری ساری رات اپنے رب کے حضور لوگوں کے لئے مغفرت مانگتے ہی گزار دیتا ہے، بخشش مانگتے ہی گزار دیتا ہے۔ اپنے رب کے عشق میں سرشار ہے اور اس کی مخلوق کی ہمدردی نے بھی بے چین کر دیا ہے۔ اپنی رات کی نیند کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہے اپنی سب سے چہیتی بیوی کے قرب کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ خواہش ہے تو صرف یہ کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے اور اس کی مخلوق عذاب سے بچ جائے۔ کیا ایسے شخص کے بارے میں کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ دنیا کی رنگینیوں میں ملوث تھا۔ آپ کی راتیں کس طرح گزرتی تھیں اس کی ایک اور گواہی دیکھیں۔

حضرت ام سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر اٹھ کر نماز میں مصروف ہوتے۔ پھر سو جاتے، پھر اٹھ بیٹھتے اور نماز ادا کرتے۔ غرض صبح تک یہی حالت جاری رہتی۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ باب یغفر لک اللہ)

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ ایک رات میری باری میں باہر تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک کپڑے کی طرح زمین پر پڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَ خَیَالِیْ وَاٰمَنَ لَکَ فُؤَادِیْ۔ رَبِّ ھٰذِہٖ یَدَایَ وَ مَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ۔ یَا عَظِیْمًا یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ۔ کہ اے اللہ! تیرے لئے میرے جسم و جان سجدے میں ہیں میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اے میرے رب! یہ میرے دونوں ہاتھ تیرے سامنے پھیلے ہیں اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ اے عظیم! جس سے ہر عظیم بات کی امید کی جاتی ہے، عظیم گناہوں کو تو بخش دے۔ پھر فرمایا کہ اے عائشہ! جبریل نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کے لئے کہا ہے۔ تم بھی اپنے سجدوں میں یہ پڑھا کرو۔ جو شخص یہ کلمات پڑھے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ہیثمی جلد 2 صفحہ 128 مطبوعہ بیروت)

آپؐ کو یہ کسی طرح گوارا نہیں تھا کہ آرام دہ بستر پر سوئیں اور گہری نیند ہو جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ حضرت حفصہؓ روایت کرتی ہیں کہ: ایک رات انہوں نے بستر کی چادر کی چار تہیں کر دیں، ذرا نرم ہو گیا۔ تو صبح آپ نے فرمایا رات تم نے کیا بچھایا تھا۔ اسے اکہرا کر دو یعنی ایک رہنے دو۔ اس نے مجھے نماز سے روک دیا۔ (الشمائل النبویہ۔ الترمذی باب ما جاء فی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) شاید کچھ دیر کے لئے گہری نیند آ گئی ہوگی۔ اور آپؐ کو یہ گوارا نہ تھا کہ ذرا دیر کے لئے بھی اللہ سے غافل ہوں۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ: جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری یا کسی اور وجہ سے رات کی جب آپ کی تہجد رہ جاتی تھی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعتیں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 515)

خدا کی عبادت کے سامنے آپؐ نے اپنی صحت کی بھی کبھی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیمار تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج بیماری کا اثر آپ پر نمایاں ہے۔ فرمانے لگے اس کمزوری کے باوجود آج رات میں نے نماز تہجد میں طویل سورتیں پڑھی ہیں۔

(الوفاء باحوال المصطفی للجوزی صفحہ 511۔ بیروت)

اپنی امت کو بھی، اپنے صحابہ کو بھی آپ نے اپنے نمونے سے یہی نصیحت فرمائی کہ خدا کی عبادت سے کبھی غافل نہ ہونا اور خاص طور پر تہجد کی نماز پر توجہ فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن ابی قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: قیام اللیل مت چھوڑنا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے۔ اور جب آپ بیمار ہو جاتے، جسم میں سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ (سنن ابی داؤد۔ الترغیب و الترہیب)

تو اس میں اتنی باقاعدگی تھی اور یہ نصیحت بھی تھی۔ تبھی تو حضرت عائشہؓ نے یہ نصیحت آگے چلائی ہے۔ آپ کی خواہش کی تھی کہ میرے ماننے والے بھی اسی طرح نمازوں اور تہجد میں باقاعدگی اختیار کریں۔

حضرت کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دن کے وقت سفر سے واپس تشریف لاتے اور سب سے پہلے مسجد تشریف لے جاتے۔ وہاں دو رکعت نفل ادا کرتے پھر کچھ دیر وہاں بیٹھتے۔ (صحیح مسلم۔ باب استحباب الرکعتین فی المسجد لمن قدم من سفر اول قدومہ)

اب عام آدمی ہو تو سفر سے واپس آ کر یہ ہوتا ہے کہ سیدھے گھر پہنچیں، بیوی بچوں سے ملنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اپنے سفر کی تھکان اتارنے کی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کیا ہے کہ آپ واپسی پر پہلے اپنے رب کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ اس کا شکر بجالاتے ہیں۔ اس کا رحم اور فضل مانگتے ہیں۔ اور پھر دوسرے کام کرتے ہیں یا گھر جاتے ہیں۔ جنگ احد میں بھی مسلمانوں کو کیسی خطرناک اور خوفناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے تھے لیکن یہ چیز آپ کی عبادت کے رستے میں روک نہیں بن سکی۔ آپ کی عبادت کے رستے میں حائل نہیں ہو سکی۔

ایک روایت میں آتا ہے: غزوہ احد کی شام جب لوہے کے خود کی کڑیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے رخسار میں ٹوٹ جانے کی وجہ سے آپؐ کا بہت سا خون بہہ چکا تھا۔ کلّے پر لگنے کی وجہ سے خون بہہ چکا تھا۔ آپؐ زخموں سے نڈھال تھے۔ علاوہ ازیں 70 صحابہ کی شہادت کا زخم اس سے کہیں بڑھ کر اعصاب شکن تھا۔ اس روز بھی آپ بلالؓ کی ندا پر (یعنی بلال کی اذان کی آواز پر) نماز کے لئے اسی طرح تشریف لائے جس طرح عام دنوں میں تشریف لاتے تھے۔

(بخاری کتاب المواقیت الصلوٰۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت)

غرضیکہ واقعات تو بہت ہیں۔ آپؐ کی زندگی کا تو ہر لمحہ عبادتوں سے سجا ہوا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ اپنی امت کے افراد میں بھی، صحابہ میں بھی عبادتوں کے معیار قائم کروا کر دکھائے۔ نصیحت بھی تبھی اثر کرتی ہے جب نصیحت کرنے والا خود اپنے عمل سے بھی انتہائی معیار دکھا رہا ہو۔ اور اس بارے میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپؐ نے جو کہا وہ کیا نہیں۔ بلکہ صحابہ کی یہ حسرت ہوتی تھی کہ ہم بھی اتنا کر سکیں جتنا آپؐ کرتے ہیں۔ غرضیکہ آپ نے ان لوگوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا

ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپؐ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی"۔ لیکن بعض ایسے اندھے ہوتے ہیں جو اس طرح جائزہ نہیں لیتے یا دیکھتے ہیں تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ فرمایا: "کہ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو نقشہ کھینچا ہے ﴿وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ﴾۔ (سورۃ محمد:13) یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ "یعنی وہ اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ ﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا﴾ (سورہ الفرقان :65) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔ جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانے کو اعتراف کرنا پڑے گا"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 117 جدید ایڈیشن)

پھر آخری بیماری میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید بخار میں مبتلا تھے اس وقت بھی اگر آپ کو فکر تھی تو صرف نماز کی تھی۔ گھبراہٹ کے عالم میں بار بار پوچھتے کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ بتایا گیا کہ لوگ آپؐ کے منتظر ہیں۔ بخار ہلکا کرنے کی خاطر فرمایا میرے اوپر پانی کے مشکیزے ڈالو۔ پانی ڈالو۔ تعمیل ارشاد ہوئی۔ حکم پورا کیا گیا۔ پھر غشی طاری ہوگئی۔ پھر ہوش آیا، پھر پوچھا کہ نماز ہوگئی۔ جب پتہ چلا کہ صحابہ ابھی انتظار میں ہیں تو پھر فرمایا مجھ پر پانی ڈالو۔ پھر پانی ڈالا گیا۔ پھر اس طرح پانی ڈالنے سے جب بخار کچھ کم ہوا تو نماز پر جانے لگے۔ مگر پھر کمزوری کی وجہ سے بیہوشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور مسجد تشریف نہ لے جا سکے۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاتہٗ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ اس لئے آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آرام محسوس کیا اور نماز کے لئے نکلے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہوگئی تو آپ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی آپ اس طرح مسجد کی طرف نکلے کہ دو آدمی آپؐ کو سہارا دے کر لے جا رہے تھے۔ کہتی ہیں کہ میری آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے اس وقت آپؐ کے قدم زمین سے گھسٹتے جاتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ اس ارادے کو معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف اشارہ فرما کر کہا اپنی جگہ پہ کھڑے رہو۔ پھر آپؐ کو وہاں لایا گیا۔ پھر آپؐ ابوبکرؓ کے ساتھ بیٹھ گئے اور اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی شروع کی اور آپؐ کی جو حرکت ہوتی تھی اس پر حضرت ابوبکرؓ تکبیر کہتے تھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَر بولتے تھے۔ اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی اتباع میں آپؐ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے"۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد المریض)

حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت اور آخری پیغام جبکہ آپؐ جان کنی کے عالم میں تھے اور سانس اکھڑ رہا تھا۔ یہ تھا کہ اَلصَّلٰوةَ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ نماز اور غلام کے حقوق کا خیال رکھنا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب ھل اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہترین خلاصہ ہے۔ کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے تجویز فرمایا ہزاروں ہزار درود و سلام ہوں اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے خود بھی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور اپنی امت کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔

اللھم صلّ علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے بجا طور پر آپؐ کی تعریف میں یہ شعر لکھا ہے کہ۔

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

کہ آپ اس وقت بستر سے الگ ہو کر رات گزار دیتے ہیں جب مشرکوں پر بستر کو چھوڑنا نیند کی وجہ سے بوجھل ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الجمعہ باب فضل من تعار من اللیل)

بہر حال ایسے لوگ جو یہ لغویات، فضولیات اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے گزشتہ ہفتے بھی میں نے کہا تھا کہ جماعتوں کو انتظام کرنا چاہئے۔ مجھے خیال آیا کہ ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو بھی کہوں کہ وہ بھی ان چیزوں پہ نظر رکھیں کیونکہ لڑکوں، نوجوانوں کی آج کل انٹرنیٹ اور اخباروں پر توجہ ہوتی ہے، دیکھتے بھی رہتے ہیں اور ان کی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ نظر رکھیں اور جواب دیں۔ اس لئے یہاں خدام الاحمدیہ بھی کم از کم 100 ایسے لوگ تلاش کرے جو اچھے پڑھے لکھے ہوں جو دین کا علم رکھتے ہوں۔ اور اسی طرح لجنہ اپنی 100 نوجوان بچیاں تلاش کر کے ٹیم بنائیں جو ایسے مضمون لکھنے والوں کے جواب مختصر خطوط کی صورت میں ان اخبارات کو بھیجیں جن میں ایسے مضمون آتے ہیں یا خطوط آتے ہیں۔

آج کل پھر اخباروں میں مذہبی آزادی کے اوپر ایک بات چیت چل رہی ہے۔ اسی طرح دوسرے ملکوں میں بھی جہاں جہاں یہ اعتراضات ہوتے ہیں۔ وہاں بھی اخباروں میں یا انٹرنیٹ پر خطوط کی صورت میں لکھے جا سکتے ہیں۔ یہ خطوط گو ذیلی تنظیموں کے مرکزی انتظام کے تحت ہوں گے لیکن یہ ایک ٹیم کی Effort نہیں ہوگی بلکہ لوگ اکٹھے کرنے ہیں۔ انفرادی طور پر ہر شخص خط لکھے یعنی 100 خدام اگر جواب دیں گے تو اپنے اپنے انداز میں۔ خط کی صورت میں کوئی تاریخی، واقعاتی گواہی دے رہا ہوگا اور کوئی قرآن کی گواہی بیان کر کے جواب دے رہا ہوگا۔ اس طرح کے مختلف قسم کے خط جائیں گے تو اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تصویر واضح ہوگی۔ ایک حسن ابھرے گا اور لوگوں کو بھی پتہ لگے گا کہ یہ لوگ کس حسن کو اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے ماند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جو تصور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے مسلمانوں کے پاس دلیل نہیں ہے اس لئے جلد غصے میں آ جاتے ہیں۔ اس کو بھی اس سے رد کرنا ہوگا۔ ہمارے پاس تو اتنی دلیلیں ہیں کہ ان کے پاس اتنی اپنے دفاع کے لئے نہیں ہیں۔ لیکن کیونکہ مسلمان تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ اس لئے انبیاء کے خلاف تو کوئی بات کر نہیں سکتے اور یہ لوگ بے شرم ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھالنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کے شر سے پناہ دے۔

حضرت سید ناصر شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک بار بھائی فضل شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر میرے پاس کشمیر آنے لگے۔ تو عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی نصیحت نامہ لکھ دیں۔ حضور نے نصیحت نامہ لکھ دیا۔

1) نمازوں کو وقت پر قائم رکھو اور استغفار بہت پڑھتے رہنا۔
2) قرآن شریف کو سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔
3) اپنے بھائی کے ساتھ بہت محبت و پیار سے گزارنا چاہئے۔
4) جلدی جلدی یہاں آنا چاہئے۔
5) چالیس دن میں ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے وقت رونا اور گڑگڑانا ضروری ہے۔ یہ انبیاء اور صالحین کی سنت ہے۔

J. K. JEWELLERS
KASHMIR JEWELLERS
Shivala Chowk Qadian (INDIA)

جے کے جیولرز
کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of :
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY
Lucky Stones are Available hear

چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے

اللہ
الیس بکاف عبدہ

Ph. 01872-221672,(S) 220260 (R) Mobile: 9814758900 E-mail:
kashmirsons@yahoo.co.in

سیرت آنحضرت ﷺ عائلی زندگی کی روشنی میں

معاشرہ کی اصلاح عائلی زندگی کی بہتری کے ساتھ وابستہ ہے

تقریر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی وناظر اعلیٰ قادیان ۔ برموقعہ جلسہ سالانہ 2004ء

یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس و الحجارة علیھا ملائکة غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون (التحریم)

ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما (الفرقان)

سامعین کرام! آج میں آپ کے سامنے سیرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایک تربیتی موضوع پر کچھ بیان کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں وقت کی رعایت سے میں یہ بتاؤں گا کہ عائلی اصلاح کے ذریعہ ہی ہم معاشرہ کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ ابھی جو دو آیات آپ نے سماعت فرمائیں ان کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

حاضرین کرام! عصر حاضر کا انسان اپنے آپ کو ترقی یافتہ تہذیب یافتہ انسان خیال کرتا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ سائنس، صنعت وتجارت اور ایجادات میں جتنی ترقی اس نے کی ہے، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مادی اعتبار سے موجودہ دور کے انسان نے ہر میدان میں خوب ترقی کی ہے۔ مگر اس کا سب سے تاریک اور افسوسناک اور قابل فکر پہلو یہ ہے کہ وہ بڑی تیزی اور دلیری کے ساتھ گناہوں، معاصی اور پاپوں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ تقریبا تمام مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اسے انبیا اور رسولوں کے ذریعہ یہ بھی سمجھایا ہے کہ الٰہی قوانین کے مطابق ہی اس دنیا میں وہ اپنی زندگی گزارنے سے ہی اپنے رب کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔ مگر آج انسانوں کی اکثریت اپنے رب سے دور ہوتی چلی جارہی ہے۔ وہ اپنے خالق کے غضب کو بھڑکانے کا موجب بنتی چلی جارہی ہے۔ وہ تمام مذاہب میں موجود پاک زندگی گذارنے کے اصول وقوانین کی پرواہ نہیں کررہی۔ بلکہ مستزاد یہ کہ وہ ان قوانین کو بیہودہ وفرسودہ سمجھنے لگی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ انکی فیملی لائف یا عائلی زندگی تباہ ہو کر رہ گئی۔ گھروں کا سکون برباد ہوگیا۔ مغربی ممالک جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ ترقی یافتہ خیال کرتے ہیں انکے اخبارات پڑھ لیں انکی گھریلو زندگی کا جائزہ لے لیں تو انکی اکثریت کی فیملی لائف یا عائلی زندگی جہنم کے نمونہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ خاوند کو بیوی پر اعتبار نہیں، تو بیوی خاوند پر طرح طرح کے الزام واتہام لگاتی ہے۔ روزانہ ایسے گھروں میں مار پیٹ اور پولیس کی مداخلت ہوتی رہتی ہے۔ بیٹی کی عزت باپ کے گھر میں محفوظ نہیں۔ بہن اپنے بھائی سے خوف کھاتی ہے۔ جنسی بے راہ روی کی زیادتی کے نتیجہ میں ایڈز کی لاعلاج بیماری بڑی تیزی کے ساتھ دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ڈرگس اور دیگر منشیات کے استعمال نے نہ جانے کتنے گھروں کو ویران کردیا ہے۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ میرے نزدیک آج دنیا کے انسانوں کی زندگیوں کو ایٹم بم سے اتنا خطرہ نہیں جتنا ڈرگس اور منشیات اور نشہ آور مواد کے بڑھتے استعمال سے ہے۔ اگر ہم اس خطرناک استعمال اور رجحان کو روکنے میں کامیاب نہ ہوئے تو اس دنیا کی ایک بڑی آبادی کو تباہ ہونے میں دیر نہ لگے گی۔ آپس میں لڑنے جھگڑنے والے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کے نشہ استعمال کرنے والے والدین کے گھرانوں میں سب سے زیادہ بربادی بچوں کی ہوتی ہے۔ جب بچے ایسے گمراہ ماں باپ کے گھروں میں پرورش پاتے ہیں تو انہیں بھی غلط راستہ اختیار کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ جو اخلاقی بیماریاں انہیں اپنے گھروں سے لگتی ہیں اسے وہ اپنے سکول محلے اور ساتھیوں میں پھیلا دیتے ہیں۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لا کر دنیا بھر کے احمدی گھرانوں کی اکثریت مذکورہ بالا اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ ہے۔ مگر بعض اوقات یہ خطرہ بھی لاحق رہتا ہے کہ نئی نسل کے کچھ کمزور بچے اور ان کے والدین مذکورہ بالا کمزوریوں سے متاثر نہ ہو جائیں۔ لہٰذا آج کی تقریر میں، میں آپ کے سامنے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات اور سیرت میں سے کچھ باتیں بیان کروں گا۔ جو عائلی زندگی اور معاشرہ کی مزید اصلاح اور دینی وروحانی ترقی کے لئے ممد ومعاون ثابت ہوں گی۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة یعنی تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ وہ ہر زماں اور مکاں کے لئے نمونہ بنائے گئے ہیں۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے نمونہ پر چلیں اور آپ کے ہر قول وفعل کی پیروی کریں چنانچہ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة پھر فرماتا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اگر آنحضرتؐ کے اقوال اور افعال عیب سے خالی نہ تھے تو کیوں ہم پر واجب کیا کہ ہم آپ کے نمونہ پر چلیں اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال غلطی سے پاک تھے۔ (تفسیر سورہ آل عمران) ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کہہ کر آنحضرت ﷺ نے ہر ایک طبقہ کے انسان کو مخاطب کیا ہے کہ ہر ایک قسم کا سبق مجھ سے لو۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک ایک اسوہ سامنے نہ ہو انسان عمل درآمد سے قاصر رہتا ہے۔ ہر ایک قسم کے کمال کے حصول کے لئے نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسانی طبائع اس قسم کی واقع ہوئی ہیں کہ وہ صرف قول سے متاثر نہیں ہوتیں جبتک اس کے ساتھ فعل نہ ہو، اگر صرف قول ہو تو صدہا اعتراض لوگ کرتے ہیں۔ دین کی باتوں کو سن کر کہا کرتے تھے کہ یہ سب باتیں کہنے کی ہیں کون ان کو بجا لاسکتا ہے۔ یوں ہی بنا چھوڑی ہیں اور ان اعتراضوں کا رد نہیں ہوسکتا جب تک ایک انسان عمل کر کے دکھانے والا نہ ہو“۔

(تفسیر سورہ آل عمران)

”یہ خصوصیت آنحضرتؐ ہی کو حاصل ہے اور یہ آپ کی حیات کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اس طرح پر آپ کے برکات و فیوض کا سلسلہ لاانتہا اور غیر منقطع ہے۔ اور ہر زمانہ میں گویا امت آپکا ہی فیض پاتی ہے۔ اور آپ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت بنتی ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

عائلی زندگی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، جیسا کہ فرمایا وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (الذاریات ۵۷۔۵۱) پھر اسی عبادت کے ذریعہ ہمیں تسکین قلب حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الذین آمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد ۲۹۔۱۳) جو ایمان لائے ہوں ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہوں پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ اور عبادت کا بہترین اور بنیادی طریق نماز ہے۔ اور اسی نماز کے بارے میں فرمان الٰہی ہے: واقم الصلوة ان الصلوة تنھی عن الفحشاء والمنکر (العنکبوت ۲۹۔۴۶) نماز کو ادا کر یقیناً نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ ہمیں اپنے افراد خانہ کو نماز کا عادی بنانا چاہئے۔ اور اس کوشش کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں فرمان الٰہی ہے۔ وأمر اھلک بالصلوة واصطبر علیھا (طٰہٰ ۲۰۔۱۳۳) اور تو اپنے اہل کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور تو خود بھی نماز پر قائم رہ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے خودرات میں اٹھ کر نماز ادا کی اور اپنی بیوی کو نماز کے لئے اٹھایا، اور اگر وہ اٹھنے کے لئے تیار نہ ہوئی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر اٹھایا۔ اور اللہ تعالیٰ اس خاتون پر رحمت فرمائے جو خود رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی نماز کے لئے اٹھایا اور اگر وہ اٹھنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے (مشکوة باب تحریض علیٰ قیام الیل) اگر ہم اس حدیث پر گہرائی سے نظر ڈالیں تو ہم اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جائیں گے کہ نبی کریم ﷺ نے عائلی زندگی کی اصلاح کے لئے یہ نصیحت فرمائی کہ خاوند کو بیوی اور بیوی کو خاوند کے لئے یہ فکر اور کوشش کرنی چاہئے کہ وہ عبادت کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرے۔ اور اس کی رحمت کا وارث بن جائے۔ پانی کے چھینٹے ڈالنا تو بیدار کرنے کا ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ ضروری نہیں کہ صرف یہی طریق اختیار کیا جائے۔ بلکہ جو بھی طریق اس مقصد کے حصول کے لئے مناسب ہو اسے اپنانا چاہئے۔

معاشرے میں بہت سی برائیاں اور خرابیاں اس وجہ سے پروان چڑھ رہی ہوتی ہیں کہ بعض لوگ ناجائز مال کھانے میں کوئی حرج اور عیب نہیں سمجھتے۔ اور جب یہ رجحان بڑھتا ہے تو پھر حلال وحرام کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔ آج ہمارے ملک اور بعض دوسرے ممالک میں بھی کرپشن، رشوت خوری، حرام خوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی ہے۔ شائد ہی کوئی ادارہ ایسا ہوگا جو رشوت خوری اور اموال غبن کرنے سے محفوظ رہا ہو۔

اگر ہم نے اپنے معاشرے کو کرپشن اور ناجائز اموال کے غبن سے بچانا ہے تو ہمیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کو یہ سکھانا ہوگا کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کے اسوہ کے مطابق زندگی گذارنے والوں کے لئے ان اموال واشیاء کا استعمال حرام ہے۔ ہمارے آقا بھوکے رہے بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت آگئی مگر کسی ناجائز کی تمنا تو درکنار صدقات میں سے کچھ لینا بھی گوارا نہ فرمایا۔ بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس سے باز رکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈال لی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا اس کو جلدی

سے تھوک دو'' (متفق علیہ) اس حدیث کے بہت سے مفہوم ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے نواسے کو بچپن میں یہ سکھایا کہ وہ چیز جو تمہاری نہیں ہے (خواہ کتنی ہی معمولی ہو) اپنی ذات کے لئے ہرگز استعمال نہ کرو۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو ہم کسی کام پر متعین کریں اور وہ شخص اس سلسلہ میں سوئی کے ناکے کے برابر یا کم چیز کو چھپائے تو یہ ایسی خیانت ہے جس کا قیامت میں مواخذہ ہوگا۔ (مشکوۃ کتاب الزکوۃ)

ہمارے مشرقی معاشرے میں یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ نسبتا آسودہ حال گھرانے، اپنے گھروں میں نوکر یا ملازم رکھ لیتے ہیں۔ اور اپنے بچوں سے گھریلو کام نہیں کرواتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں میں سستی، کاہلی اور ایک جھوٹی رعونت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ محنت کے عادی نہیں ہوتے۔ اور جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو ہاتھ سے کام کرنے کو عیب خیال کرتے ہیں۔ معمولی سے کام کے لئے بھی نوکر تلاش کرتے ہیں۔ یہ نکما پن انکی زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور جب اس طرح کے کئی نکمے جمع ہو جائیں تو معاشرہ کی خرابی کا موجب بنتے ہیں۔

سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنے اسوہ اور نمونے سے ہمیں یہ سکھایا کہ بچوں کو ہاتھ سے کام کرنے کا عادی بنانا چاہئے۔ اس ضمن میں آپکی سیرت پاک سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

ایک دفعہ حضور کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر تشریف لائیں لیکن حضور سے ملاقات نہ ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عائشہؓ کو اپنے ہاتھ دکھائے جو چکی پینے کی وجہ سے زخمی ہو گئے تھے۔ اور یہ کہا کہ حضور کو پیغام دینا کہ مجھے بھی کوئی غلام یا لونڈی چکی پینے کے لئے میری مدد کے لئے مجھے دیدیں یہ کہہ کر حضرت فاطمہؓ اپنے گھر واپس چلی گئیں۔ جب حضورؐ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کا پیغام پہنچایا۔ آپ پیغام سنتے ہی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے گھر پہنچے۔ اور ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور بڑی محبت سے نصیحت فرمانے لگے۔ اے فاطمہ میں تمہیں ایسی بات نہ سکھاؤں جو غلام سے بہتر ہے۔ وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد اور رات کو سونے سے قبل ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو

سامعین کرام!! اس موقعہ پر اگر کوئی اور باپ ہوتا تو بیٹی کے ہاتھوں کے زخم دیکھ کر فوراً غلام دے دیتا۔ مگر آپ نے اپنی پیاری بیٹی کے مطالبہ کو باوجود استطاعت کے پورا نہ فرمایا۔ بلکہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے خود ہی کرنے کی ترغیب دلائی۔ اور پھر اپنے رب کی تسبیح و تحمید اور تکبیر بیان کرتے رہنے کی تلقین فرمائی۔

یہ ہے ہمارے پیارے آقا محمد مصطفی ﷺ کا تربیت کرنے کا طریقہ اور اصول، آج ضرورت ہے کہ ہم اسے اپنائیں اور اس پر عمل کریں اور اپنی اولادوں کو ہر دو جہان میں سرخرو کریں۔

اپنا کام خود کرنے کے جذبہ کو قائم کرنے کی خاطر ہی سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے وقار عمل کا نظام جاری فرمایا تھا۔ اور خود وقار عمل کر کے جماعت کو اپنا کام خود کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔

آجکل دنیا کے اکثر ملکوں اور معاشروں میں ایک اور برائی ہے جو خطرناک صورت اختیار کرتی چلی جارہی ہے۔ ''وہ ہے انصاف کا فقدان'' اگر کوئی انسان کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے سفارش یا رشوت دے کر بچانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے مجرم، جرم میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اسکا رجحان بھی گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس کو روکنے کے لئے سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت میں سے ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں قبیلہ قریش کی ایک عورت نے چوری کی۔ اسلامی قوانین کے مطابق چوری کرنے والی کے ہاتھ کاٹے جانے تھے۔ قبیلے کے لوگوں نے سوچا کہ اگر ہمارے قبیلے کی عورت کے ہاتھ کاٹے گئے تو معاشرہ اور برادری میں ہماری بہت بدنامی ہوگی۔ لوگوں نے کہا کہ اس بارے میں کون رسول اللہ ﷺ سے بات کرے، بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت اسامہ بن زید کے سوا کوئی ایسی جرآت نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں۔ پس حضرت اسامہ نے حضورؐ سے بات کی۔ اس پر حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک کئے گئے کہ جب کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اسکا ہاتھ کاٹ دیتے۔ واللہ لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا، خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔

اللہ اللہ اصلاح معاشرہ کا کیا سنہری اصول بیان فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سب انسانوں کے لئے ہیں۔ ہر امیر و غریب کو اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کا یہ نمونہ دنیا والے آج بھی اپنالیں تو اس دنیا کو جنت بنتے دیر نہیں لگے گی۔

آج دنیا میں موجود بدامنی اور بے چینی اور بداخلاقی کی ایک بڑی وجہ بڑھتی ہوئی جھوٹ کی عادت ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں جھوٹ کے استعمال کی بیماری اتنی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے جیسے انسانی جسم میں کینسر، اور افسوس تو یہ ہے کہ ''جھوٹ'' کو برائی سمجھا ہی نہیں جا رہا۔ قرآن مجید نے ہمیں نہ صرف جھوٹ بولنے سے منع کیا ہے بلکہ فرمایا: قولوا قولاً سدیدا (الاحزاب) یعنی وہ بات کہو جو پیچدار نہ ہو، بلکہ سچی ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا یصلح لکم اعمالکم اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا۔

اگر آج ہر گھر سے اور ہر معاشرہ سے جھوٹ بولنے، اور جھوٹ کے استعمال کی برائی کو ختم کر دیا جائے تو دنیا کا ہر معاشرہ جنتی معاشرہ بن جائے گا۔ اور دنیا سے تمام برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس تعلق سے سیرت پاک سیدنا حضرت محمد ﷺ سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک شخص دربار نبوی میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور بیعت کر کے اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگا، اے میرے آقا! معاشرے کی کوئی برائی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔ چوری میں کرتا ہوں، شراب میں پیتا ہوں، غرض کوئی برائی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔ اور مشکل یہ ہے کہ میں ان برائیوں کو چھوڑنا چاہتا ہوں، مگر یہ مجھ سے چھوٹتی نہیں۔ ہمارے آقا ﷺ نے اس کی باتوں کو بڑی توجہ سے سنا۔ پھر فرمایا کیا تو مجھ سے یہ عہد کرتا ہے کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا؟ اسنے کہا: اے اللہ کے رسول! میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولونگا۔ وہ آدمی حضور کی مجلس سے واپس لوٹ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ما اھون ما طلب منی ھذا النبی الکریم۔ اس نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کتنا آسان مطالبہ کیا ہے۔ اب جب رات آئی اور خیال ہوا، کہ کسی کے گھر چوری کی جائے، چوری کا خیال آتے ہی اس نے سوچا اگر میں نے چوری کی، اور کل میں حضور کی مجلس میں گیا اور حضورؐ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا میں نے رات کو چوری کی تھی؟ تو اگر میں نے ہاں کہا تو اسلامی قوانین کے مطابق میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس طرح میری بدنامی ہو گی۔ اور جھوٹ میں بول نہیں سکتا، بہتر یہی ہے کہ چوری نہ کی جائے۔ پھر جب بھی کسی برائی کے ارتکاب کا خیال اس کے دل میں آتا تو وہ سوچتا کہ حضورؐ نے پوچھا تو کیا جواب دوں گا؟ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ اب میں کوئی برائی نہیں کیا کروں گا۔ روایت میں آتا ہے کہ صار من خیار الناس کہ وہ بہترین اور صالحین میں سے ہو گیا۔

سامعین: سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کا بتایا ہوا یہ اصول آج بھی ہماری، ہمارے بچوں اور معاشرے کی اصلاح کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اپنے بچوں کو سچ بولنے کے عادی بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ضمناً جھوٹ سے متعلق ایک اور واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے بھی پیش کر دیا جائے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں بھی سچ پر قائم رہا جا سکتا ہے۔ اور اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ قابل تقلید ہے۔ ۱۸۷۷ء کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''رلیارام'' نامی ایک شخص کے پریس میں ایک پیکٹ بھیجا جس میں ایک کتاب کا مسودہ تھا۔ اور وہ مطبوعہ مواد تھا۔ حضور نے اس میں ہاتھ سے تحریر کردہ ایک خط بھی ڈال دیا۔ حضور کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ قانوناً جرم ہے۔ اور اس کی سزا قوانین ڈاکخانہ کی رو سے پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ چنانچہ ''رلیارام'' نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے مل کر حضور کے خلاف مقدمہ دائر کروا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مقدمہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا۔ اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ طلب کیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ گوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے۔ اور کوئی طریق رہائی نہیں۔ مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا، اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اس پیکٹ میں رکھ دیا تھا۔ اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے۔ اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔ مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا۔ اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا۔ اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو، نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ آخر میں حاکم نے مجھ کو کہا کہ اچھا۔ آپ کو رخصت! یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا۔ اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا۔ جس نے ایک انگریز افسر کے مقابل مجھ کو فتح بخشی۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسی وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۹۷)

اب میں چند اور واقعات سیرت آنحضرت ﷺ سے آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو کہ اصلاح معاشرہ اور خاص طور پر بچوں کی تربیت کے سلسلے میں ممد و معاون ثابت ہونگے۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں انصار کے نخلستان میں چلا جاتا۔ اور ڈھیلوں سے مار کر کھجوریں گراتا۔ لوگ مجھ کو حضور کی خدمت میں لے گئے۔ میں بہت ڈرا ہوا تھا۔ حضورؐ نے مجھ سے پوچھا ڈھیلے کیوں مارتے ہو؟ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لئے۔ حضورؐ

بقیہ صفحہ (29) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لگاؤ بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی عبادت اور محبت رسول ﷺ کی طرف تھا۔ نیز آپ کا اکثر وقت قرآن کریم کی تلاوت میں گزرتا تھا۔ اگرچہ اُس وقت آپ کے خاندان کے لوگوں کو دین کی طرف کوئی توجہ نہ تھی اور بڑا مشغلہ اس زمانہ میں کتوں کے ذریعے شکار تھا۔ مَیں نے بچپن میں خود اس نظارے کو دیکھا ہے کہ بعض لوگ جو آپ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ جنگلی بلے وغیرہ کے شکار کے لئے نکلے۔ ان کے ساتھ متعدد کتّے تھے جو مختلف اقسام اور مختلف نسلوں سے تھے۔ ایک جماعت شکاریوں کی ساتھ تھی جن میں سے بعض سانسی اور چوہڑے وغیرہ تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ وہ کتّوں کی ڈوریاں تھامے ہوئے تھے۔ اور جب کسی کُتّے کو شکار پر ڈالا جاتا۔ تو وہ اپنی آوازوں سے ایک ہنگامہ برپا کر دیتے تھے اور اسی طرح یہ شکاری ایک درخت سے دوسرے درخت پر اور ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں بھاگے پھرتے تھے۔ یہ آخری وقتوں کا نظارہ ہے۔ جب کہ یہ مشغلے چراغ سحری کی طرح ٹمٹمار ہے تھے۔

قادیان کے حالات لکھنے والے لوگوں نے لکھا ہے کہ اس زمانے کا بڑا مشغلہ بٹیر بازی اور مرغ بازی تھا۔ اچھے اچھے سن رسیدہ اشخاص کے ہاتھ میں بٹیر ہوتے تھے۔ جہاں ان کی پالیاں لڑائی جاتی تھیں اور یہ مشغلے عام طور پر ان لوگوں کے ہوتے ہیں جن کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہوتا یہ نظارہ بھی دھندلی شان میں میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ایسے زمانے میں جبکہ قادیان کے امراء اور عوام بڑے اور چھوٹے اس قسم کی ذلیل زندگی میں منہمک تھے۔ جس کا کوئی مقصد ہی نہ تھا، فضا مسموم تھی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عنفوانِ شباب میں ایک ایسی زندگی بسر کر رہے تھے گویا ان کا اس فضا سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب کی ایک روایت حیات النبی جلد دوم صفحہ 108 میں چھپی ہوئی موجود ہے کہ:۔

”آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار (10,000) مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔“

حضرت نانی اماں صاحبہ کی ایک روایت سیرت المہدی میں ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادیان میں بغرض مشورہ آئی ہوئی تھیں۔ تو اس وقت انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؑ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے ریل پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے تھے۔ مَیں نے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ میرزا صاحب (یعنی میرزا غلام مرتضٰی صاحب) کا چھوٹا لڑکا ہے اور بالکل وَلی آدمی ہے۔ قرآن پڑھتا رہتا ہے۔

(سیرۃ المہدی صفحہ 202)

ایک اور روایت ہے کہ آپ کبھی سفر پر جاتے تو سواری میں بیٹھ کر قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیتے اور قادیان سے بٹالہ تک ایک ہی صفحہ کھلا رہتا۔ یہ محبت قرآن کریم سے ایسی تھی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور قرآن کریم کو دیکھ کر آپ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اس سے اس عشق اور اس والہانہ کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آپ کے اندر موجزن تھی۔ اس حالت میں جبکہ آپ کی تمام تر توجہ مذہب کی طرف تھی آپ کے قلب میں ایک اور تحریک پیدا ہوئی، اور وہ یہ کہ ان اعتراضات کو جانچا جائے جو عیسائیوں کی طرف سے اسلام اور رسول پاک ﷺ کی ذات پر لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

”مَیں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں۔ اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔“ (الحکم جلد 5 نمبر 16)

گویا کہ یہ ۱۸۵۰ء کی بات ہے .... کہ آپ کا دردمند دل اس تکلیف کو محسوس کر رہا تھا کہ دشمنانِ اسلام کس بیدردی کے ساتھ اسلام پر اور آنحضرت ﷺ پر حملے کر رہے ہیں۔ آپ نے اس تکلیف کو دیکھا اور محسوس کیا اور آپ نے ان اعتراضوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور ان پر غور فرمایا۔ اس سے اس محبت اور عشق کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپ کو آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارک سے تھا۔ آپ کی بعد کی تصانیف اور عیسائیت کے متعلق پر شوکت علمی حملے اور تحدیاں سب اس حالتِ کرب کا نتیجہ تھیں جو ان کتابوں کو پڑھنے اور ان اعتراضات کو جمع کرتے ہوئے آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔

معلوم نہیں اس حالتِ اضطراب میں آپ نے کیسی کیسی دعائیں اسلام کے لئے کی ہوں گی۔ اور کس قدر درود اپنے آقا محمد ﷺ پر بھیجا ہوگا۔ اس کا اندازہ اس ایک امر سے ہی لگ سکتا ہے کہ آپ کے قلب کو آنحضرت ﷺ سے اس قدر شدید مناسبت اور اس قدر قُرب حاصل ہوا کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا مصداق ہو گئے۔ آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں کوئی جدائی نہ رہی۔ خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحبؒ مرحوم نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ:

”ایک بات مَیں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) کے متعلق ذراسی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں ذراسی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً اس مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ میرزا صاحب نے بار بار اس مضمون کو دُہرایا۔ اور کہا کہ حضرت صاحبؑ کو تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۰۰)

چنانچہ آپؑ خود اس امر کی یوں تائید فرماتے ہیں کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

در رہِ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

سبحان اللہ! کیا عشق رسول تھا۔

میرزا سلطان احمد جیسا انسان جو ہندوستان اور بلاد اسلامیہ اور یورپ کی سیاحت کر چکا تھا۔ پختہ کار ادیب، مصنف، شاعر، فلاسفر دنیا کے ہر قسم کے گھاٹوں پر گزر چکنے والا انسان جب یہ کہتا ہے کہ میں نے ایسا عشق کسی انسان میں نہیں دیکھا تو یاد رکھو وہ عشق کے تمام مدارج اور تمام کیفیات کو سامنے رکھ کر کہتا ہے۔ ان کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات ایک ایسے انسان کی بات نہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک بات کہہ گزرتا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ کہا کہ ایسا عشق تو مَیں نے کسی انسان میں نہیں دیکھا تو انہوں نے اس کیفیت کا بالکل صحیح نقشہ کھینچا ہے جو آپ کے قلب میں موجزن تھی۔ چنانچہ اسی عشق کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسیکہ لافِ تعشق زَند منم

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرنے والا نہ تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ؎

تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

(ماخوذ از الحکم قادیاں)

❀❀❀❀❀

محمدؐ کا خدا اپنا خدا ہے

وصالِ یار سے مجھ پر کھلا ہے
محبت ہی محبت کی جزا ہے
ہمیں سچا سمجھتی ہے جو دنیا
شہادت در شہادت کا صلہ ہے
قسم اپنے شہیدوں کی ہے مجھ کو
کہ باقی اُن سے یادِ کربلا ہے
خدا دشمن کو بھی رکھے نہ پیاسا
مرے سوکھے ہوئے لب پہ دعا ہے
جو ناواقف ہیں ہم سے جان لیں وہ
محمدؐ کا خدا اپنا خدا ہے
جُدا اُن سے نہیں منزل ہماری
جُدا اُن سے ہمارا راستہ ہے
رہے گی حشر تک اُس کی شریعت
مرا مولا محمد مصطفیؐ ہے
غلام اُسؐ کا مگر آتا نہ کیسے
کہ دروازہ غلامی کا کُھلا ہے
ظفؔر جانے بھٹک جاتا کدھر کو
خلافت نے اُسے رستہ دیا ہے

(صابر ظفر)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ

عطاء المجیب راشد۔ لندن)

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاO وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًاO وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًاO وَ لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰھُمْ وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا﴾

(سورۃ الاحزاب: ۴۶ تا ۴۹)

اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔ اور مومنوں کو خوشخبری دیدے کہ (یہ) ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر اور ان کی ایذا رسانی کو نظر انداز کر دے۔ اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سیرت کا موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر جتنا بھی کہا جائے، کبھی بھی موضوع کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بیان کرنے والے کے دل کی حسرت پوری نہیں ہوتی اور سننے والوں کے دل بھی اس زندگی بخش تذکرہ سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع واقعی کیسا دلربا موضوع ہے۔ ایک طرف دلوں اور روحوں کو سیراب کرتا ہے تو دوسری طرف ان کی تشنگی کو مزید بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ آج اس عاجز کو سیرت النبی ﷺ کے جس پہلو پر کچھ عرض کرنا ہے وہ توکل علی اللہ ہے۔

توکل کا حقیقی مفہوم

توکل ایک عربی لفظ ہے جس کے لفظی معنی سپرد کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے یہ مراد ہے کہ انسان اپنے آپ کو کلیتہً اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنے نفس کو اس کے آستانہ پر ڈال دے۔ توکل کے مضمون میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے اور مہیا کردہ اسباب و قوانین کو اختیار کرے۔ لیکن اس اعتدال کے ساتھ کہ نہ تو کلیتہً اسباب کا بندہ بن کر رہ جائے اور نہ یہ کہ رعایت اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں توکل کا یہی مفہوم سمجھایا ہے کہ عندالضرورت خداداد طاقت و صلاحیت کو انسانی وسعت کی آخری حد تک بروئے کار لایا جائے۔ اس کے باوجود انسانی کوشش میں جو کمی یا نقص رہ جائے اسے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت بالغہ سے خود اسے پورا کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

''توکل ایک طرف سے توڑ اور ایک طرف جوڑ کا نام ہے''۔ (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۱۹۲)

تدبیر اور توکل کے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''انسان کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اور انسان کے امکان اور طاقت میں ہو خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنی ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے۔ اس کا نام توکل ہے۔ اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہوگا اور نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی ہوگی''۔

(ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

توکل کی عملی تشریح

اس امر کی ایک خوبصورت اور عملی تشریح ہمیں ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

''ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لیے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آکر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں نے تو توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا اور پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔''

(ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

ایک روایت یوں بھی آتی ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھوں اور پھر توکل کروں یا اُسے آزاد رہنے دوں اور خدا پر توکل کروں۔ آپ نے فرمایا: اِعْقِلْھَا وَ تَوَکَّلْ کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو۔

(ترمذی جلد ۲ باب صفتہ القیامۃ)

یاد رکھنا چاہیے کہ گھٹنا باندھ کر معاملہ کو خدا کے سپرد کر دینا درحقیقت توکل کی پہلی منزل ہے۔ یہ ایک عام انسان کا مقام ہے۔ توکل کا مضمون بہت گہرا ہے اور اس کی راہیں بہت باریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرتوں پر کامل ایمان رکھنے والے مومن کے توکل کا معیار اس سے بہت بلند ہوتا ہے۔ اسباب موجود ہوں تو وہ حکم خداوندی کے مطابق ان کو ضرور استعمال کرتا ہے لیکن اس بات پر بھی کامل یقین رکھتا ہے کہ ایک قادر و توانا خدا ہے جو کل اسباب کا خالق و مالک ہے۔ وہ آستانہ الوہیت پر جھکتا ہے اور رحمت باری تعالیٰ کو اس طرح حرکت دیتا ہے کہ خدا جو اسباب کا پابند اور محتاج نہیں، اپنی قادرانہ قدرت کی تجلی سے معجزانہ طور پر غیر ممکن باتوں کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ یہ توکل کا وہ مقام ہے جو مومنوں کی زندگیوں میں اور خاص طور پر انبیاء کرام کی زندگیوں میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ میں یہ حقیقی اور سچا توکل علی اللہ اپنے نقطۂ معراج پر نظر آتا ہے۔ اس اعلیٰ مقام توکل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے''

(کشتی نوح صفحہ ۱۳، روحانی خزائن جلد ۱۹)

قرآن مجید میں توکل کا مضمون بڑی کثرت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ توکل علی اللہ کو مومنوں کی ایک صفت قرار دیا گیا ہے۔ انبیاء کرام کے حوالہ سے بڑی کثرت سے یہ بات مذکور ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کا نمونہ دکھایا۔ انبیاء کے ماننے والوں کے توکل کا بھی ذکر ملتا ہے۔ سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ توکل کے ضمن میں ہمارے پیارے ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر مختلف انداز میں ملتا ہے۔ توکل علی اللہ کے سلسلہ میں آپ کے عملی نمونوں کو قرآن کریم نے ہمیشہ ہمیش کے لئے مشعل راہ کے طور پر محفوظ کر دیا ہے۔ قرآن مجید کی گیارہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور پیارے رسول ﷺ کو توکل کی تاکید فرمائی ہے۔ گیارہ کی تعداد میں کیا حکمت ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ مضمون بہت واضح ہے کہ آپ کو توکل اختیار کرنے کی اس تاکید میں دراصل آپ کی ساری کی ساری امت قیامت تک کے لئے مخاطب ہے۔

جہاں تک ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد عربی ﷺ کا تعلق ہے آپؐ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن کے مطابق قرآن مجید کی جملہ تعلیمات پر سب سے زیادہ عامل اور ان کی مجسم تصویر تھے۔ آپؐ کے مقام توکل علی اللہ کا اندازہ لگانا عام انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لیئے ایک عارف باللہ کی نظر اور چشم بصیرت کی ضرورت ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس موضوع پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل، حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ اس لئے مضمون کو آگے بڑھانے اور واقعات کے آئینہ میں توکل علی اللہ کی جھلک دیکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پُر معارف ارشادات سے روشنی اور بصیرت حاصل کریں۔ دو ارشادات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

''واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجا لائے۔ اور جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔'' (براہین احمدیہ جلد اوّل۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۱۱۱،۱۱۲)

اسی موضوع پر آپ مزید فرماتے ہیں:

''وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی ﷺ پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رُعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پُورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۷)

توکل کا مقام خاتم

اللہ تعالیٰ کے سب انبیاء کرام اپنے اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر محکم ترین ایمان رکھنے والے اور کلیتہً اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے والے مقدس وجود ہوتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ، ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیّن کے عالی منصب پر فائز فرما کر امام الانبیاء کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ میں نہ صرف جملہ انبیائے کرام کی صفات ودیعت فرمائیں بلکہ آپ کی زندگی میں ہر فضیلت اپنی معراج پر نظر آتی ہے۔ توکل علی اللہ کے باب میں بھی یہ کیفیت آپ کی ساری حیات طیبہ میں اس شان سے جلوہ گر نظر آتی ہے کہ پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو اس میدان میں بھی سب انبیاء کرام پر افضلیت اور اکملیت کا مقام خاتم عطا فرمایا گیا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر آپ کی حیات طیبہ کے واقعات زندہ گواہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے تحت آپ کی حیات طیبہ مختلف ادوار میں سے گزری۔ زندگی میں نشیب و فراز آتے رہے۔ سیرت نبوی کا مطالعہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپؐ نے زندگی کے ہر موڑ پر، حالات کے ہر مرحلہ پر توکل علی اللہ کی صفت کو ہمیشہ سر بلند رکھا۔ توکل علی اللہ کی شمع فروزاں نے آپ کی مبارک زندگی کے ہر زاویہ کو منور کیا۔ مکی زندگی کے پُر آشوب دنوں میں جبکہ زہرہ گداز مظالم نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا، تیرہ سالہ عرصہ کا ایک ایک دن امتحان تھا۔ آپ کی ذات کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ کے پیاروں اور جانثاروں سے آپ کی آنکھوں کے سامنے سفاکی اور بربریت کا سلوک کیا گیا لیکن آپ توکل علی اللہ کا پہاڑ بن کر یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے اور اپنے صحابہ کو بھی صبر و استقامت کی نصیحت کرتے ہوئے یہی فرماتے رہے کہ گھبراؤ نہیں یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی اور ایک دن خدا ضرور ہماری مدد اور نصرت فرمائے گا۔ آپ کا یہ نمونہ تھا جو صحابہ کے دلوں کا سہارا تھا۔ ہجرت کے بعد آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا جس میں آپ کو دشمنوں کے پے در پے حملوں کے جواب میں دفاعی جنگوں کے میدانوں میں اترنا پڑا۔ ہر غزوہ کے موقع پر نفری، اسلحہ اور تیاری کے لحاظ سے حملہ آور دشمن کا پلہ بھاری ہوتا۔ ان حالات میں میدان مقابلہ میں اترنا گویا اپنے آپ کو موت کے منہ

میں دھکیلنے والی بات ہوتی۔ عملاً بھی متعدد مراحل ایسے آئے کہ موت آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی اور وقتی ہزیمت بھی اٹھانی پڑی لیکن ان حوصلہ شکن اور انتہائی خطرناک حالات میں بھی ہمارے پیارے آقا محمد عربی ﷺ نے استقامت، جرأت، یقین اور توکل علی اللہ کے ایسے ایسے ایمان افروز نمونے دکھائے کہ دنیا کی تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ دشمنانِ اسلام آج بھی ان واقعات کو حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آقائے دو جہاں محمد مصطفی ﷺ کی عظمت و رفعت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ ہمارے ہادی کامل حضرت محمد عربی ﷺ کی ساری زندگی توکل علی اللہ کے حسین نمونوں سے بھری پڑی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین محکم اور قادر و توانا خدا کی تائید و نصرت پر کامل بھروسہ آپ کی حیات طیبہ کے ایسے عنوان ہیں جن کی جھلک آپ کی ساری زندگی پر محیط نظر آتی ہے۔ آپ نے ہر حالت میں، ہر موقع پر توکل علی اللہ کے علم کو سربلند رکھا۔ توکل کے اچھوتے اور دلکش انداز اختیار فرمائے، نئے سے نئے اسلوب دنیا کو عطا فرمائے اور توکل علی اللہ کی ہر راہ میں اپنے اسوہ حسنہ سے ایسے سنگِ میل نصب فرمائے جو رہتی دنیا تک روشنی اور عظمت کے مینار کے طور پر قائم رہیں گے۔ چند ایک متفرق واقعات پیش کرتا ہوں۔

واقعات کی دنیا میں

رسول مقبول ﷺ کے توکل علی اللہ کے اس اجمالی ذکر کے بعد آیئے ہم واقعات کی دنیا میں اتر کر دیکھیں کہ ہمارے پیارے آقا نے کس کس انداز میں توکل علی اللہ کی شمعیں فروزاں کی ہیں۔

آپ کی مطہر زندگی میں توکل علی اللہ کے ایمان افروز واقعات اس کثرت سے نظر آتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ خوبصورت ستاروں سے بھرا ہوا آسمان ہے۔ ہر ستارہ ایک دلآویز رعنائی رکھتا ہے اور ستاروں کی یہ خوبصورت کہکشاں ایک مسحور کن منظر پیش کرتی ہے۔

☆ اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے۔ جب مکہ میں رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا تو رؤسائے مکہ نے سوچا کہ ہم لالچ اور دباؤ کے ذریعہ اس پیغام کو ہمیشہ کے لئے دبا دیں۔ وہ رسول پاک ﷺ کے چچا ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس کام سے روکیں۔ اگر وہ عزت کا خواہاں ہے تو ہم اسے سردار بنانے کو تیار ہیں، دولت کا آرزومند ہے تو ہم اس کے لئے دولت کا انبار لگا دیتے ہیں اگر شادی کی خواہش ہے تو اسکی پسند کی خوبصورت عورت سے شادی کرا دیتے ہیں لیکن ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ توحید کی منادی کرے اور ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہے۔ انہوں نے ابوطالب سے مطالبہ کیا کہ یا تم اپنے بھتیجے کو اس بات سے روکو ورنہ اسے اپنی پناہ سے آزاد کر دو یا پھر اپنی سرداری سے ہاتھ دھو لو۔ ابوطالب نے یہ بات آپ سے بیان کی تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے جرأت و استقامت اور توکل علی اللہ کا بے نظیر مظاہرہ فرمایا۔ آپ نے فوراً فرمایا:

چچا! آپ میری وجہ سے اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالیں۔ آپ بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ کبھی میرا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ اور اے میرے چچا! میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ میں تو اپنے مولیٰ کا ہو چکا ہوں وہی میرا سہارا اور معین و مددگار ہے۔ مجھے ان دنیاوی سہاروں اور وجاہتوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ جن چیزوں کی پیشکش یہ کر رہے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے ؟ یہ لوگ اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دیں اور پھر مجھ سے یہ چاہیں کہ میں توحید کی منادی سے رک جاؤں تو بخدا یہ بات کبھی نہ ہو سکے گی۔ میں زندگی کے آخری سانس تک توحید کی منادی کرتا چلا جاؤں گا اور اسی راہ میں ساری زندگی قربان کر دوں گا۔ توکل اور استقامت کا یہ اعلان سن کر ابوطالب کی خوابیدہ فطرت بیدار ہوگئی۔ آپ نے کہا:

اے میرے بھتیجے جا اور اپنا فرض ادا کرتا رہ۔ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بے شک چھوڑ دے لیکن میں تجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔

(سیرۃ ابن ہشام۔ الجزالاول ذکر ما دار بین الرسول ﷺ وابی طالب)

☆ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے موقعہ پر بھی رسول کریم ﷺ کے توکل علی اللہ کی عجیب شان نظر آتی ہے۔ حضرت عمر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے۔ راستہ میں بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو فوراً ان کا رخ کیا اور سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھنے سے یکدفعہ دل کی کایا پلٹ گئی۔ اسی طرح ننگی تلوار ہاتھ میں لئے دار ارقم پہنچے جہاں رسول پاک ﷺ صحابہ کے ساتھ موجود تھے۔ صحابہ نے اس دشمن اسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ڈرے کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔ لیکن رسول خدا ﷺ کے توکل علی اللہ اور جرأت کا عالم دیکھئے کہ آپ نے ایک لحظہ توقف کئے بغیر صحابہ سے فرمایا کہ ڈرو نہیں اور دروازہ کھول دو۔ عمر تلوار پکڑے اندر داخل ہوئے۔ آپ آگے بڑھے اور فرمایا عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ عمر نے عرض کیا:

یارسول اللہ! مسلمان ہونے آیا ہوں۔ آپ نے بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا اور صحابہ کے پرجوش نعروں سے مکہ کی وادی گونج اٹھی!

(سیرۃ ابن ہشام۔ الجزالاول ذکر سبب اسلام عمرؓ)

☆ سفر طائف کا واقعہ بھی ایک دلگداز واقعہ ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عزم و حوصلہ، استقامت اور توکل علی اللہ پر غیر معمولی روشنی ڈالتا ہے۔ تبلیغ کے بے پناہ جذبہ سے سرشار آپ نے طائف کی بستی کا سفر اختیار کیا۔ اس امید پر کہ شاید اہل طائف کو خدا تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرما دے لیکن یہ لوگ تو اہل مکہ سے بھی سنگدل نکلے۔ رؤسائے طائف نے نہ صرف دعوت اسلام کو رد کر دیا بلکہ شہر کے اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان نوجوانوں نے کتے ساتھ لیے، جھولیوں میں پتھر بھر لیے اور نہایت سفاکی سے سید المعصومین حضرت محمد عربی ﷺ پر اس قدر پتھراؤ کیا کہ آپ کا جسم لہولہان ہو گیا اور جوتیاں مقدس خون سے بھر گئیں۔ اس حالت میں ان ظالموں نے خدا کے فرستادہ کو بستی سے باہر دھکیل دیا۔ آپ نے ایک قریبی نخلستان میں پناہ لی۔ پہاڑوں کے فرشتے نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو پہاڑوں کو الٹا کر اس بستی کا نام و نشان مٹا دوں لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں تو ان کے لئے ہدایت اور رحمت کا پیغام لیکر آیا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں ایسے اشخاص پیدا کرے گا جو خدائے واحد کے پرستار بنیں گے۔

زید بن حارثہؓ اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ جب آپ چند روز آرام کے بعد مکہ کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت زیدؓ نے عرض کیا: حضور! آپ پھر وہاں تشریف لیجا رہے ہیں حالانکہ قریش نے آپ سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ آپ نے کمال توکل اور یقین سے فرمایا:

"زید! تم دیکھو گے کہ ایک دن اللہ اپنے دین کی مدد فرمائے گا اور اپنے نبی کو غلبہ نصیب کرے گا اور مشکلات کی یہ گھڑیاں ختم ہو جائیں گی"۔

اس وقت آپ کی حالت بہت ہی کسمپرسی کی تھی۔ دو بستیوں کے درمیان بے یار و مددگار پڑے تھے لیکن اس حالت میں بھی حصول مدد کیلئے آپ کی نگاہ اٹھی تو اپنے قادر و توانا خدا کی طرف اٹھی اور آپ نے ایک درد بھری دعا کی جس میں اپنی بے بسی کے حوالہ سے خالق کائنات سے مدد کی التجا کی۔ اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ آپ نے یوں عرض کیا:

"اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَ هَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ.
اَللّٰهُمَّ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَ اَنْتَ رَبِّيْ... الخ

(سیرۃ ابن ہشام۔ الجز الثانی صفحہ ۱۶۔ ذکر سعی الرسول الی الطائف)

یعنی اے اللہ! میں اپنے ضعف و ناتوانی اور کوتاہی تدبیر کا حال تیرے سوا کس سے کہوں۔ میں لوگوں میں رسوا ہو گیا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! تو غریبوں اور کمزوروں کا خدا ہے اور تو میرا بھی خدا ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد کرے گا؟ کیا ایسے دشمن کے حوالے کرے گا جو مجھے تباہ کر دے یا کسی ایسے قریبی کے سپرد جسے تو میرے معاملہ میں سب اختیار دے دے؟ خیر! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں مگر ہاں تیری وسیع تر عافیت کا پھر بھی میں طلبگار ہوں۔ میں تیرے عزت والے چہرے کے نور کی پناہ مانگتا ہوں کہ جس سے زمین و آسمان روشن ہیں اور جس نے اندھیروں کو منور کر دیا ہے۔ اور دنیا اور آخرت کے معاملے جس کے ساتھ درست ہوتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضگی کا موجب ٹھہروں۔ تیری مرضی ہے تو جو چاہے کرے کہ سب قوت و طاقت تجھے ہی حاصل ہے۔ یہ دعا آپ کے بلند حوصلہ اور توکل علی اللہ کا شاہکار ہے۔

آپ نے اس کربناک حالت میں بھی توکل علی اللہ کے علم کو سربلند رکھا۔ مشہور و معروف مصنف سر ولیم میور نے اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

There is something lofty and heroic in this Journey of Muhammad to At-Ta'if; a solitary man, despised and rejected by his own people, going boldly forth in the name of God,- like Jonah to Nineveh, and summoning an idolatrous city to repent and support his mission. It sheds a strong light on the intensity of his belief in the divine origin of his calling.

(Life of Muhammad by Sir W. Muir, 1923 edition, pp.112-113)

"محمد (ﷺ) کے سفر طائف میں ایک شاندار شجاعت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اکیلا آدمی جس کی اپنی قوم نے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور دھتکار دیا، خدا کے نام پر کس بہادری کے ساتھ نینوا کے یونس نبی کی طرح ایک بت پرست شہر کو توبہ کی اور اپنے مشن کی دعوت دینے کو نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہ بات اس کے پختہ ایمان کو خوب آشکار کرنے والی ہے کہ وہ اپنے آپ کو قطعی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتا تھا"۔ (لائف آف محمد از سر ولیم میور مطبوعہ 1923 صفحات 112-113)

ایک غیر مسلم مستشرق کا یہ بیان آپ کے توکل علی اللہ کا منہ بولتا اعتراف ہے۔

☆ رسول پاک ﷺ کے عظیم الشان توکل علی اللہ کے سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ مدینہ میں ایک رات یکدم شور اٹھا کہ جیسے کسی فوج نے مدینہ پر حملہ کر دیا ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ قیصر کی فوجوں کے حملہ کا خطرہ تھا۔ آدھی رات کو شور سن کر صحابہ پریشان ہوگئے اور تیاری کرنے لگے کہ باہر جا کر حقیقت حال معلوم کی جائے۔ ابھی وہ یہ ارادہ کر ہی رہے تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے حبیب خدا ﷺ گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ میں سب جائزہ لے آیا ہوں۔ (بخاری کتاب الجہاد باب السرعۃ والرکض فی الفزع)

آنحضرت ﷺ کی بہادری، جرأت اور توکل علی اللہ کا کیا ہی ارفع مقام ہے کہ آدھی رات کو خطرہ محسوس ہوتا ہے اور آپ اکیلے ہی باہر نکل جاتے ہیں اور کسی کو ساتھ بھی نہیں لیتے۔ گھوڑے پر زین ڈالے بغیر، بے خوف و خطر گھوم پھر کر حالات کا جائزہ لیکر واپس آجاتے ہیں اور ان صحابہ کو تسلی دیتے ہیں جو ابھی باہر جانے کی تجویزیں سوچ رہے ہوتے ہیں! سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کا کیسا ایمان افروز نظارہ ہے!

☆ یہ جاننے کے لئے کہ کسی انسان کا اللہ تعالیٰ پر توکل ہے یا نہیں اور یہ کہ توکل ہے تو کس معیار کا ہے، مشکلات اور آزمائش کی گھڑیاں اس کی میزان بن جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر خاص طور پر پانچ ایسے مواقع آئے جبکہ آپ پر سخت خطرے اور امتحان کی گھڑی تھی۔ اور ان پانچوں مواقع پر خاص طور پر آپ نے بے مثال استقامت، جرأت اور توکل علی اللہ کا نمونہ دکھایا۔ ان مواقع کا ذکر متفرق مقامات پر کیا گیا ہے۔ بطور مثال ایک موقع کا ذکر اس جگہ بیان کرتا ہوں۔

جب ہمارے آقا مبلغ اعظم ﷺ نے وقت کے بادشاہوں کو بذریعہ خطوط دعوت اسلام دی تو ان میں شہنشاہ فارس خسرو پرویز بھی شامل تھا۔ کسریٰ ایران نے آپ کا خط سن کر بڑے تکبر اور رعونت سے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب آپ کو بادشاہ کے اس رد

عمل کا علم ہوا تو آپ نے دینی غیرت کے جوش میں اور اللہ تعالیٰ کی غالب تائید و نصرت پر کامل توکل کے نتیجہ میں بڑے جوش سے فرمایا۔ ''خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے''۔(البخاری.کتاب الجہاد باب دعوة الیہودی والنصرانی و علی ما یقاتلون علیہ وما کتب النبی ﷺ الی کسری و قیصر)

اس کے بعد کسریٰ نے یمن کے گورنر کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے دو سپاہیوں کو خط دے کر مدینہ بھجوایا۔ آپ نے خط کا مضمون سنا۔ جس میں لکھا تھا کہ فی الفور اپنے آپ کو ان لوگوں کے سپرد کر دیں۔ اس خطرناک موقع پر آپؐ نے کسی گھبراہٹ کا اظہار کئے بغیر ان لوگوں سے فرمایا کہ تم آج رات یہاں ٹھہرو میں انشاء اللہ تمہیں کل جواب دوں گا۔ رات کو خدا کے متوکل بندے نے اپنے مولیٰ سے کیا مناجات کیں یہ کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ اسی رات کو خدائے ذوالجلال نے اپنی طاقت و قدرت کا عظیم الشان جلوہ دنیا کو دکھایا۔ صبح ہوئی تو آپؐ نے ان نمائندوں کو فرمایا: ''تم واپس جاؤ اور اپنے آقا والئی یمن سے جا کر کہہ دو کہ میرے رب نے آج رات اس کے رب یعنی کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔(الخصائص الکبری.الجز الثانی صفحہ ۱۰ باب ما وقع عند کتابہ ﷺ الی کسری)

وہ لوگ یہ بات سن کر ہکا بکا رہ گئے اور واپس چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسی رات خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا اور رسول خدا کی فرمائی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔ یہ عظیم الشان واقعہ اللہ تعالیٰ کی غالب قدرت کا اور رسول خدا ﷺ کے بے مثال توکل علی اللہ کا ایک درخشندہ نمونہ ہے۔

☆ رسولِ خدا ﷺ کے توکل علی اللہ میں ہر پہلو سے ایک عجیب شان دلربائی پائی جاتی ہے۔ آپؐ اگر چاہتے تو اپنے لئے دنیاوی اموال و اسباب کے پہاڑ اکٹھے کر لیتے لیکن آپؐ نے ایسا نہ فرمایا۔ بلکہ اموال بکثرت آنے پر بھی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا متوکلانہ نعرہ بڑی شان سے لگایا اور یہی نمونہ آپؐ نے اپنی ازواج اور اولاد کے لئے چھوڑا۔ آپؐ کی ساری زندگی اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ آپؐ کو ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل رہی اور جب بھی ضرورت پیش آئی اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اس ضرورت کو پورا کیا۔ ساری زندگی کا نچوڑ آپؐ کے سامنے تھا اور یہ یقین آپ کی روح کی پاتال تک اتر چکا تھا کہ جو معطی اور وہاب خدا میری ضروریات کا متکفل رہا وہ میرے بعد میرے پسماندگان کا بھی متولی ہوگا۔ خدا پر اس کامل توکل کی وجہ سے آپؐ نے نہ پسند فرمایا نہ ضرورت محسوس کی کہ اپنے پسماندگان کے لئے دنیا کے اموال چھوڑ کر جائیں۔ آپؐ کو خدا پر کامل توکل تھا اور آپؐ توکل کی یہ عظیم دولت ہی اپنے بعد ورثہ میں چھوڑ کر گئے۔ یہ توکل کا وہ اعلیٰ مقام ہے جس کی نظیر نہ پہلے انبیاء میں ملتی ہے اور نہ آپؐ جیسے توکل والا کوئی انسان دنیا میں پیدا ہوا نہ پیدا ہو سکتا ہے۔

☆ دنیا میں عام مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس مال و دولت ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کے حق میں اسے وقف کر چھوڑتے ہیں۔ رسولِ خدا ﷺ کے پاس دولت تو کبھی بھی جمع نہ ہوئی کیونکہ آپؐ ہمیشہ ہر چیز ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن خدا نے آپؐ کو حکومت اور اقتدار و اختیار سے بھی مالا مال کیا۔ اگر آپؐ چاہتے تو دنیا کے لوگوں کی طرح اپنی اولاد کے لئے کوئی معین حصہ بیت المال کے مصارف میں مخصوص کر دیتے۔ اگر چاہتے تو زکوٰۃ اور غزوات کے اموال غنیمت میں اپنی اولاد در اولاد کو بھی شامل کر دیتے لیکن آپ کی شان توکل علی اللہ کا کیا ہی حسین نمونہ ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کے لئے کوئی ایسا استثنائی قاعدہ قانون نہ بنایا۔ باغیرت اور متوکل دل جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا تھا وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اپنی اولاد کو دیگر پیروکاروں پر اس پہلو سے ترجیح دے۔ پھر یہ بھی عین ممکن تھا کہ مسلمان، سادات کو صدقات کا اولین حقدار سمجھ لیتے اور سادات بھی انہی صدقات کو اپنا ذریعہ معاش سمجھ لیتے۔ اس کی پیش بندی کے طور پر ہمارے محسن آقا ﷺ نے یہ بھی فرما دیا کہ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِیْ لِآلِ مُحَمَّدٍ۔ (مسلم کتاب الزکوۃ باب ترک استعمال آل النبیؐ علی الصدقة)

یعنی میری ذریت و نسل کے لئے صدقہ و خیرات کی کوئی رقم لینا جائز نہ ہوگا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی جسمانی ذریت کو اور ان کے حوالہ سے ساری روحانی ذریت کو بھی عزتِ نفس اور توکل کا کیسا عمدہ سبق دیا اور ان کو خود محنت کرنے اور رزقِ حلال کما کر زندگی بسر کرنے کا راستہ دکھایا۔ آپؐ کے اس نمونہ میں سادات کے لئے یہ درسِ نصیحت بھی شامل ہے کہ اگر ایک متقی کی سات نسلوں تک خدا تعالیٰ رعایت رکھتا ہے تو وہ خدا خاتم المتقین ﷺ سے نسبت رکھنے والوں کا قیامت تک متکفل رہے گا بشرطیکہ وہ اس نسبت میں سچے اور وفادار ٹھہریں۔

☆ مسیلمہ کذاب کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بھی رسول پاک ﷺ کی شان توکل علی اللہ کو ایک عجیب انداز میں اجاگر کرتا ہے۔ یہ مدعی نبوت آپؐ کی زندگی میں ایک لشکر جرار لے کر مدینہ آیا اور آپ سے درخواست کی کہ اگر آپؐ اسے اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیں تو وہ اپنی جماعت سمیت آپؐ کی اطاعت کرنے کو تیار ہے۔ اگر کوئی دنیاوی مشن کا علمبردار ہوتا، دنیاوی وجاہت کا طالب ہوتا یا دنیاوی عزت و توقیر کا متمنی ہوتا تو فوراً یہ پیشکش مان لیتا لیکن ہمارے آقا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس کی بات سنتے ہی اس کو رد فرما دیا۔ اور کھجور کی شاخ سے ایک چھوٹا سا تنکا اتار کر اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے جلال سے فرمایا: لَوْ سَاَلْتَنِیْ هٰذَا الْعَسِیْبَ مَا اَعْطَیْتُکَهٗ۔ (سیرۃ ابن ہشام الجز الرابع صفحہ ۱۲۳ ذکر ما حدث بین الرسول ومسیلمة)

اگر اس ایک تنکا کے بدلہ میں مجھے تیری حمایت مل سکتی ہو اور تو اس کا سوال کرتا تو میں یہ ایک تنکا بھی تجھے دینے کو تیار نہیں۔ اللہ! اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا و مولیٰ کے توکل علی اللہ کی۔ یہ شان تو کسی اور نبی کی زندگی میں بھی نظر نہیں آتی۔

آپؐ کے عظیم توکل کی شان اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اگر آپؐ چاہتے تو اسی وقت مسیلمہ کذاب کو پکڑ کر مروا دیتے کیونکہ وہ اس وقت مدینہ میں آیا ہوا تھا اور آپؐ کے ہاتھ کے نیچے تھا لیکن اس معاملہ میں بھی آپؐ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا کہ خدا خود ہی اس جھوٹے کو اپنے دستِ قدرت سے ہلاک کر دے گا۔

ایک عظیم نکتۂ معرفت

توکل علی اللہ کے باب میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ عظیم نکتۂ معرفت بھی اپنی امت کو سکھایا کہ ہر حال میں اپنے خدا کو یاد رکھو اور ہر ضرورت کے وقت خواہ وہ ہمالہ جیسی بڑی ہو یا جوتی کے تسمہ جیسی چھوٹی، ہمیشہ تمہاری نظر اسی خدا کی طرف اٹھے جو ہر چھوٹی بڑی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور پھر یہی نہیں کہ ایک دنیادار مطلبی شخص کی طرح صرف ضرورت پڑنے پر تمہیں خدا یاد آ جائے اور باقی وقتوں میں تم اپنے زورِ بازو یا لیاقت پر اترانے لگ جاؤ۔ آپ نے یہ نکتہ سمجھایا کہ حقیقی مومن وہ ہے جو ہر وقت اپنے آپ کو نعمائے الٰہی کا محتاج سمجھے اور اپنا کشکول لئے ہر وقت اس کے در پر بیٹھا رہے۔ ہر قدم پر آپ نے دعا سکھائی اور ہر اہم موقعہ کے لئے ایک دعا تعلیم فرمائی۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ صحت کی حالت میں بھی خدا کو یاد رکھو کہ بیماری میں وہ تمہارا ساتھی اور شافی ہوگا۔ فراخی کے وقت میں بھی اپنے مولیٰ کو یاد رکھو کہ مشکل کے وقت وہ تمہارا معین و مددگار اور مشکل کشا ثابت ہوگا۔

حق یہ ہے کہ اس نصیحت پر سب سے زیادہ جس وجود نے عمل کیا وہ خود آپ کا وجودِ مبارک تھا۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت اپنے مولیٰ کی یاد میں مصروف رہتے، ہاتھ کاموں میں مصروف ہوتے اور دل خدا کی یاد سے آباد رہتا۔ عسر و یسر میں آپ کی آنکھ اسی خدا کی طرف اٹھتی جس پر آپ کا سارا توکل تھا۔ یہ کیفیت اسی کو نصیب ہو سکتی ہے جو توکل علی اللہ کے حقیقی مفہوم سے خوب آشنا ہو، جس کی نظر میں بس خدا ہی خدا ہو، جو اپنا سب کچھ راہ خدا میں فدا کر کے بس اسی کا ہو چکا ہو۔ لاریب یہی کیفیت ہمارے آقا و مولیٰ، رسولِ خدا ﷺ کی تھی۔

واقعہ ہجرت میں توکل علی اللہ

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی میں مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کا واقعہ ایک غیر معمولی عظمت اور اہمیت کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ سے اسلامی سن ہجری کا آغاز ہوتا ہے۔ بظاہر ایک واقعہ ہے لیکن اس میں آپ کے توکل علی اللہ کے بے شمار پہلو جلوہ گر ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس عظیم تاریخی واقعہ کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا جائے اور اس میں آپ کے توکل علی اللہ کے تابندہ گوہر تلاش کئے جائیں۔

تیرہ سالہ مکی دور کا ایک ایک دن پہاڑ کی مانند تھا۔ مکہ میں حالات نازک ہوتے جا رہے تھے لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدینہ میں اسلام کا پودا لگ چکا تھا اور تیزی سے نشو و نما پا رہا تھا۔ بذریعہ خواب آپ کو ہجرت کا اشارہ مل چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ مدینہ ہجرت کر جائیں۔ رفتہ رفتہ یہ مرحلہ آ گیا کہ اب مکہ میں آپ کے ساتھ گنتی کے چند افراد رہ گئے۔ کفار مکہ نے دارالندوہ میں اکٹھے ہو کر یہ طے کیا کہ رات کے وقت آپ پر یکدفعہ حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا جائے اور حملہ کرنے میں سب قبائل کے نمائندے شامل ہوں تا کہ سب سے انتقام نہ لیا جا سکے۔ اِدھر کفار نے یہ فیصلہ کیا اُدھر عَلَّامُ الْغُیُوب خدا نے اپنے حبیب ﷺ کو کفار کے اس ارادہ کی اطلاع دیتے ہوئے ہجرت کی اجازت عطا فرما دی۔ آپ کے توکل علی اللہ کا کیسا ایمان افروز نظارہ ہے۔ دنیا کے صاحبانِ اقتدار تو خطرہ کے وقت بھاگنے میں سب سے آگے ہوتے ہیں اور رسولِ خدا ﷺ کا نمونہ یہ ہے کہ آپ نے سب کو پہلے بھجوایا اور خود اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہوئے آخر وقت تک مکہ میں مقیم رہے اور اُس وقت تک وہاں سے ہجرت نہ کی جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہ مل گئی۔ یہ واقعہ اتنا عظیم ہے کہ ایک مشہور غیر مسلم مستشرق tanley Slane-poole نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

Like the captain of a sinking ship, the Prophet would not leave till all the crew were safe.(Studies in a mosque, 1966 Khayats Beirut, Page 60)

ایک ڈوبتے ہوئے جہاز کے کپتان کی طرح محمد ﷺ آخر دم تک مکہ میں ٹھہرے رہے! اس مصنف نے نہایت شاندار انداز میں آپ کی جرأت، استقامت اور توکل علی اللہ کو کتنا عظیم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ آپ اس دین کے پیغمبر اور اس پیغام کے علمبردار تھے جس کا محافظ خود خدا تھا۔ اور اسی خدا پر کامل توکل اور بھروسہ کی بنا پر آپ پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ، جرأت و استقامت کا پیکر بنے آخری وقت تک مکہ کی بستی میں قیام پذیر رہے۔

پھر جن حالات اور جس انداز میں آپ نے ہجرت فرمائی اس میں قدم قدم پر توکل علی اللہ کے ایمان افروز مناظر نظر آتے ہیں۔ جونہی آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا اذن ملا آپ فوراً اس ہجرت کے لئے تیار ہو گئے جبکہ حالت یہ تھی کہ ہر طرف موت کے سائے منڈلا رہے تھے۔ چاروں طرف سے دشمنوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا۔ لیکن آپ ان سب خطرات سے بے نیاز اپنے قادر و توانا مولیٰ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اس حال میں روانہ ہوئے کہ صرف ایک ساتھی آپ کا شریکِ سفر تھا۔ کسی دنیاوی سہارے پر آپ کا بھروسہ نہ تھا۔ بھروسہ تھا تو صرف ایک خدا پر تھا جو بحر و بر کا مالک اور ہر جگہ حافظ و ناصر تھا۔

روایت میں آتا ہے کہ آپ کو ہجرت کی اجازت دوپہر کے وقت ملی۔ آپ کے توکل کی شان دیکھئے کہ آپ اسی وقت، چلچلاتی دوپہر میں، اپنے گھر سے نکلے اور مخالفانہ ماحول میں سے گزرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور انھیں اس بات سے مطلع فرمایا اور رات کو روانگی کا پروگرام طے کر کے واپس تشریف لائے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ ایسے خطرناک حالات میں بڑے بڑے بہادروں پر کیا گزرتی ہے۔ گھبراہٹ اور خوف سے نبضیں چھوٹنے لگتی ہیں لیکن رسول پاک ﷺ توکل علی اللہ کی وجہ سے اطمینان اور یقین کی دولت سے مالا مال اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف تھے۔ مکہ کے لوگوں نے باوجود ہزار مخالفت کے اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھوائی ہوئی تھیں آپ نے یہ سب امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں تا کہ قیامت تک کوئی شخص اس لاثانی امین اور صدیق پر انگشت نمائی نہ کر سکے۔ اور

انہیں اپنے بستر پر لٹا کر اللہ پر توکل کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔

تصور کی آنکھ سے دیکھئے وہ کیا نظارہ تھا۔ آپ تن تنہا گھر سے روانہ ہوئے۔ اور اس حالت میں نکلے کہ کفار مکہ نے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ جان کے دشمن اور خون کے پیاسے درندے اس ڈیوٹی پر کھڑے ہیں کہ آپ نکلیں اور وہ آپ کے سلسلۂ حیات کو منقطع کر دیں۔ اللہ کا بندہ ان کے سامنے سے گزرا اور کچھ ایسا تصرف الٰہی ہوا کہ وہ اسے دیکھ نہ سکے۔ آسمانی فرشتوں کی حفاظت میں محفوظ و مامون نکل گیا اور کوئی اس کا بال بیکا نہ کر سکا۔ ایسے توکل علی اللہ اور نصرت الٰہی کی مثال باقی دنیا میں کہاں نظر آتی ہے! راستہ میں مقررہ جگہ پر حضرت ابوبکرؓ سے ملے اور تین میل کا فاصلہ رات کی تاریکی میں پیدل طے کر کے آپ جبلِ ثور کی چوٹی پر ایک متروک غار میں پناہ گزین ہو گئے۔ جہاں آپ نے تین رات قیام کیا۔

دوسری طرف مکہ میں یہ حالت تھی کہ صبح جب کفار کو معلوم ہوا کہ آپ مکہ سے جا چکے ہیں تو دشمنوں پر عجیب دیوانگی طاری ہو گئی۔ ہر طرف آپ کی تلاش ہونے لگی اور اعلان کیا گیا کہ جو آپ کو زندہ یا فوت شدہ حالت میں لائے گا اسے ایک سو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ اس خطیر انعام کا سن کر سارے علاقے میں انعام کے متلاشی پھیل گئے۔ کفار مکہ نے ایک ماہر کھوجی کی خدمات حاصل کیں جو انہیں سیدھا ثور پہاڑ کی چوٹی پر واقع اس غار کے دروازہ پر لے آیا جس کے اندر آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ کھوجی کا کہنا تھا کہ یہ دونوں یا تو اس غار میں ہیں اور یا پھر آسمان پر چلے گئے ہیں۔ غار کا نقشہ کچھ اس طرح ہے کہ اندر سے آپ دونوں کو باہر کھڑے ہوئے جانی دشمنوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور ان کے پاؤں بھی نظر آتے تھے۔ اگر وہ ذرا بھی جھک کر غار کے اندر دیکھنے کی کوشش کرتے تو بات ختم ہو جاتی لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ غار کے دروازے پر مکڑی کے جالے اور کبوتری کے گھونسلے کی وجہ سے کسی دشمن نے اندر دیکھنے کا خیال تک نہ کیا اور اس امکان کو ہی رد کر دیا کہ کوئی شخص وہاں پر موجود ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کو محفوظ رکھا لیکن ذرا سوچئے کہ اس وقت وفا شعار اور جان نثار ابوبکرؓ کے دل پر کیا گزر رہی تھی۔ اپنا تو کچھ غم نہ تھا، فکر تھی تو یہ تھی کہ اگر دشمن نے دیکھ لیا تو پھر کیا بنے گا۔ اضطراب اور غم کی کیفیت ناقابلِ بیان تھی۔ دل بے قابو ہو رہا تھا۔ جذبات کو دبانا ممکن نہ تھا۔ بے اختیار آپ کی زبان سے نکلا:

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اگر دشمن نے نظر جھکا کر دیکھ لیا تو پھر تو ہم پکڑے جائیں گے! لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں عبدِ کامل محمد مصطفےٰ ﷺ پر کہ حالات کی نزاکت کے پورے احساس کے باوجود، خوف اور ڈر اور مایوسی کا گزر تک آپ کے دل میں نہیں ہوا۔ وہ دل تو اللہ کے یقین سے پُر تھا۔ ایسا دل تھا جہاں خدائی نور اور سکینت کا بسیرا تھا۔ آپ نے یارِ غار کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (۹:۴۰) کہ اے میرے حبیب! میری محبت میں اپنی جان کو ہلکان کرنے والے! تم ڈرو نہیں، خدا ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ اس بات کا بھی غم نہ کرو کہ ہم دو ہیں۔ نہیں، ہم تین ہیں۔ ہمارا قادر و توانا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہوتے ہوئے پھر ڈرنے کی کیا بات ہے! کتنی عظمت اور رفعت ہے اس توکل علی اللہ میں کہ ہمالیہ کی چوٹیاں بھی اس کے مقابل کوتاہ نظر آتی ہیں۔

تین راتیں غارِ ثور میں گزارنے کے بعد آپ نے پھر سفر کا آغاز کیا۔ ایک اونٹنی پر آپ ﷺ اور ایک راہنما سوار تھے اور دوسری اونٹنی پر حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے ایک غلام۔ آپ نے ساحلِ سمندر کا راستہ لیا اور تیزی سے سفر طے ہونے لگا۔ کفار مکہ نے آپ کو پکڑ کر لانے والے کے لئے جس انعامِ کثیر کا اعلان کر رکھا تھا اس کی جستجو دلوں میں مچل رہی تھی۔ سراقہ بن مالک انعام کے لالچ میں آپؐ کے تعاقب میں نکلا اور اس نے آپ کو دیکھ لیا۔ وہ اس طرح آپ کی طرف لپکا جس طرح ایک شکاری اپنے شکار کی طرف لپکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی آزمائش اور امتحان کا وقت تھا۔ بہادر سے بہادر انسان بھی ایسی حالت میں ہمت ہار دیتا ہے۔ لیکن قربان جایئے پیارے محمد مصطفےٰ ﷺ کی استقامت اور جرأت پر کہ آپ نے اس انتہائی خطرناک موقعہ پر ذرا برابر بھی پریشانی یا فکر کا اظہار نہیں کیا۔ آپ برابر قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف رہے اور ایک بار بھی چہرہ مبارک پھیر کر دائیں بائیں یا پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔ یہ اس توکل علی اللہ کا نتیجہ تھا جو آپ کی روح میں بسا ہوا تھا۔ آپ کو یقین تھا کہ کائنات کا خدا میرے ساتھ ہے اس کے حکم اور اس کی اجازت سے میں اس سفر پر نکلا ہوں اور وہی ہر جگہ میرا محافظ ہے! اس بات نے سراقہ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور وہ ساری عمر اس بات کو نہ بھول سکا اور اپنی روایت میں بطورِ خاص اس بات کا ذکر کیا۔

اس موقعہ پر آپ کے یارِ غار پر کیا گزری؟ سراقہ نے بیان کیا کہ جب میں دونوں کے اتنا قریب آگیا کہ مجھے تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی اور آپؐ اب میرے نشانہ کی زد میں تھے تو غم کے مارے ابوبکرؓ کا یہ حال تھا کہ آپ اپنے محبوب کی جان کے خوف سے بار بار پلٹ کر دیکھتے۔ سخت اضطراب اور پریشانی آپ پر طاری تھی۔ حضرت ابوبکرؓ خود روایت کرتے ہیں کہ میں جذبات خوف سے مغلوب ہو گیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اب تو پکڑنے والا بالکل سر پر آپہنچا ہے اور میں اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کی خاطر فکر مند ہوں۔ اس پر ایک بار پھر آپ کی زبان مبارک سے وہی مبارک کلمات نکلے جن سے آپؐ کی روح کا خمیر اٹھایا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ کہ اے ابوبکر ہرگز غم نہ کر۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ دشمن ہمارے سر پر آگیا ہے تو پھر بھی گھبراؤ نہیں۔ سب قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہمارا خدا اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایسا حتمی یقین اور کامل توکل علی اللہ صرف اور صرف ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو عطا کیا گیا تھا!

سراقہ اس تعاقب میں گھوڑے سے بار بار گرا اور سنبھلا اور بالآخر اپنا ارادہ ترک کر کے صلح کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے معافی کا خواستگار ہوا۔ اس کا گھوڑا ریت میں دھنس گیا تھا جو آپ کی دعا کی برکت سے باہر نکلا۔ سراقہ نے جو کچھ دیکھا اور مشاہدہ کیا اس کی بنا پر اسے یقین ہو گیا کہ بالآخر آپ یقیناً غالب آئیں گے۔ اس خیال سے اس نے کمال دور اندیشی سے درخواست کی کہ مجھے امن کی تحریر عطا فرمائیں۔ چنانچہ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھ کر اسے دے دی گئی۔

یہاں ایک لحہ کے لئے رک کر ذرا یہ سوچئے کہ اس واقعہ میں بھی توکل علی اللہ کی کیسی ارفع شان نظر آتی ہے۔ آپ کتنی کسمپرسی اور خوف کی حالت میں، جان بچاتے ہوئے، حالتِ سفر میں ہیں۔ ہر طرف دشمن آپ کی تاک میں ہے اور ہر لحہ جان کا خطرہ ہے لیکن یقین اور وثوق سے آپ کا دل پر ہے کہ بالآخر اللہ تعالیٰ آپ کو یہ مقام عطا کرے گا کہ آپ ہی لوگوں کو امن کی ضمانت دیں گے اور بالآخر یہی تقدیر فتح مکہ کے روز بڑی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی!

اس موقعہ پر آپ کے استغناء اور توکل علی اللہ کی ایک اور شان ظاہر ہوئی۔ سراقہ اس وقت آپ کا ممنونِ احسان تھا۔ آپ چاہتے تو اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ آپ جو کہتے وہ کرنے کو تیار ہو جاتا لیکن آپ کے توکل کا کمال تھا کہ آپ نے سراقہ سے کوئی فائدہ طلب نہیں کیا۔ نہ اس کو کوئی سزا دی بلکہ آپ نے تو نہ صرف اسے معاف کیا بلکہ امن کی ضمانت بھی لکھ کر دی تا کہ بعد میں بھی کوئی مسلمان اس سے انتقام نہ لے۔ آپؐ نے اسے کوئی جھوٹی بات کہنے اور پھیلانے کو نہ کہا۔ کہا تو صرف یہ کہا کہ بس ہمارے بارہ میں کسی سے ذکر نہ کرنا۔ روایت میں آتا ہے کہ سراقہ نے واپسی سے قبل اپنے زادِ راہ میں سے کچھ حصہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا لیکن آپ نے اس مشرک کی طرف سے یہ امداد قبول نہ فرمائی۔ حالتِ سفر میں انسان محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے اور بالعموم ہر امداد بخوشی قبول کی جاتی ہے۔ لیکن رسول پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اپنی طبیعت کے استغناء کی وجہ سے ایک مشرک کی طرف سے ادنیٰ سا احسان قبول کرنا بھی پسند نہ فرمایا۔ آپ کا مقام محسنِ انسانیت کا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے الید العلیا عطا فرمایا تھا اور آپ نے اس ہاتھ کو ہمیشہ بالا رکھا۔ (البخاری۔ کتاب بدء الخلق باب ہجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینۃ۔ و سیرۃ ابن ہشام و زرقانی)

سراقہ امان کی تحریر وصول کرنے کے بعد جانے لگا تو رسولِ پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اپنے اس دشمن کو جو آپ کی جان لینے آیا تھا ایک ایسی نوید سنائی جس کو سن کر وہ حیران و ششدر رہ گیا آپ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے؟“ (اسد الغابۃ ذکر سراقۃ۔ بحوالہ سیرۃ خاتم النبیین صفحہ ۲۴۲)

یہ ایک ایسی بات تھی کہ ان حالات میں سوچی بھی نہ جا سکتی تھی۔ ایسی ناقابلِ یقین کہ سراقہ جو اگرچہ مال و دولت کا متمنی تھا اور اسی دولت کے لالچ میں آپ کے تعاقب میں نکلا تھا لیکن جب سونے کے کنگنوں کا وعدہ دیا گیا تو یہ بات اس کے لئے بھی ناقابلِ یقین تھی۔ وہ حیرت کی تصویر بن گیا اور اس نے بڑے تعجب سے پوچھا: کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران؟ آپؐ نے فرمایا: ”ہاں۔ اسی بادشاہ کے سونے کے کنگن ایک دن تیرے ہاتھوں میں ہوں گے“۔ یہ سن کر سراقہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور وہ حیرت میں گم ہو گیا۔ کہاں عرب کے صحرا کا ایک بدو انسان اور کہاں شہنشاہِ ایران کے طلائی کنگن! کیا واقعی ایک روز ایسا ہو گا؟ سراقہ کو کیا معلوم تھا کہ خدا کی تقدیر اسے اور ساری دنیا کو یہ نظارہ دکھانا چاہتی ہے کہ جو آج اللہ کے محبوب بندے محمد مصطفےٰ ﷺ کے خون کا پیاسا ہے اور دنیاوی دولت کے لالچ میں اس کے تعاقب میں بھاگا چلا آیا ہے یہی سراقہ ایک دن اپنا سر اسی حبیب خدا کے پاؤں پر رکھنا اپنا فخر سمجھے گا۔ جو دنیا کی دولت کے لالچ میں آیا اسے خدا دین کی دولت سے مالا مال کرے گا اور بطور نشان دنیاوی دولت کی علامت کے طور پر وقت کے مشہور بادشاہ کے سونے کے کنگن اس کو عطا ہوں گے۔ یہ نظارہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو کشفاً دکھایا اور آپ نے کمال توکل علی اللہ سے، پورے یقین اور تحدی سے اسی وقت اس کا اعلان بھی کر دیا کہ یہ خدا کی بتائی ہوئی بات ہے جو اپنے وقت پر لازماً پوری ہو کر رہے گی۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ قریباً سترہ سال بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یہ بشارت لفظاً لفظاً پوری ہو کر رہی۔!

آٹھ دن کا یہ سفرِ ہجرت جو بظاہر ایک واقعہ ہے لیکن رسولِ پاک ﷺ کے توکل علی اللہ کے بے شمار ایمان افروز جلووں پر مشتمل ہے۔ حق یہ ہے کہ آپؐ کی ساری زندگی اور آپ کا ہر قول و فعل توکل علی اللہ کے خمیر سے گندھا ہوا تھا!

آج دنیا کا ہر اسود و احمر امن و سکون اور سلامتی کا متلاشی ہے۔ ہر جگہ یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ یہ مقصد کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ بظاہر اس بہت مشکل سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ اپنے معاملات کلیۃً خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینے سے اور توکل علی اللہ کے مفہوم کو حقیقی معنوں میں اختیار کرنے سے سب کچھ نصیب ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح پاک موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

”یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے“۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۴۵)

اور اگر یہ سوال ہو کہ اس سفر کی منازل کیا ہیں اور ہم کس طرح ان منازل سے گزر کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں؟ تو اس کا ایک ہی جواب ہے کہ جس ذات کو خدا تعالیٰ نے ہر خُلق میں اسوۂ حسنہ قرار دیا اور جس نے مکارم اخلاق کی ہر چوٹی کو سر کیا۔ وہی ایک ہے جو اس منزل کے لئے ہمارا ہادی اور رہنما ہو سکتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ ہم اس ہادیٔ کامل کے پیروکار ہے۔ وہ ہمارا آقا ہے اور ہم اس کے غلام۔ دیکھو ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ نے کس طرح اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کر کے توکل علی اللہ کی بلند ترین چوٹیوں کو تاراج کیا اور اسی توکل کی برکت سے اس نے مقام محمود پایا، نفس مطمئنہ اس کو عطا ہوا اور خدا تعالیٰ سے قرب اور محبت کا وہ مقام اسے نصیب ہوا جس سے قریب تر کوئی اور مقام نہیں۔

دیکھو اور سنو! کہ آج ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ فلاح اور نجات کا نہیں کہ ہم اس ہادیٔ کامل، فخرِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیروی

باقی صفحہ (30) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہندو رشیوں کا درود و سلام

خورشید احمد پربھاکر، درویش قادیان

"اک رامِ سنسی گرکل میں مجھ کو ملا تھا یاروں میں
توحید کی مالا ہاتھوں میں رکھتا تھا وہ بازاروں میں"

دُنیا کے مذاہب کے سبھی قریباً مقدس صحیفوں میں پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزگی، حمد و ثنا، تعریف و توصیف وفضیلت و مدحت اور آپؐ کے خدا نما مقام کا بیان ملتا ہے۔ خدا رسیدہ بزرگ انسانوں، رشیوں، منیوں حتیٰ کہ اوتاروں و نبیوں نے آپ پر درود و سلام بھیجا ہے قرآن پاک میں خدا تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے آپؐ پر دعا و دُرود بھیجا گیا ہے۔ بقول شری دِلّو رام کوثری ؎

"عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ"

پس ہندو رشیوں نے اپنی روحانی چشم بصیرت سے جو کچھ دیکھا وہ بغیر کسی خوفِ لعنت ملامت صاف صاف بیان کر دیا۔

قدیم ویدک دور کے خدا رسیدہ رشیوں کی پارسائی کا تذکرہ ہندو بچے بچے کی زبان پر ہے۔ آپ ﷺ کو رشیوں نے خدا نما وجود قرار دیا ہے ایسے پارسا رشیوں کے بارے میں ہندو کتب میں مذکور ہے کہ:

ہندُو رشی

"ہندو رشی منی ہمیشہ صداقت شعار رہے جنگلوں کے پتے کھا کر بھگوت بھجن کرنے والے کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت؟ جبکہ انہیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہ تھی...... وہ تو صرف خدا تعالیٰ کے ہی عبادت گذار تھے۔ اس لئے وہ خود کسی کے لئے جھوٹ بول کر خود کیوں گنہگار بنتے، انہوں نے اپنی ملکوتی و درخشاں بصیرت سے جو کچھ دیکھا وہ صاف صاف لکھ دیا" (ہندو دھرم نمبر ۲ صفحہ ۹۳ مصنفہ شری لال چند دھنّتا جرنلسٹ ڈبل گولڈ میڈلسٹ، شائع کردہ سناتن دھرم پرچار منڈل امرتسر)

مہرشی وید ویاس جی کی عقیدت

ہندو رشیوں میں سے مہرشی وید ویاس جی کو ہندو رشیوں کا سرتاج مانا جاتا ہے، آپ کا مقام تمام رشیوں سے بلند تر ہے آپ نے چاروں ویدوں، اٹھارہ پورانوں، چھ شاستروں، اُپنشدوں اور قریباً سارے ہندو دھرم گرنتھوں کو سنسکرت منظوم کلام کا روپ دے کر روشنی میں لا کھڑا کیا ہے۔

مہرشی وید ویاس جی نے ویدوں اور پورانوں کے مختلف مقامات میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف و توصیف۔ حمد و ثنا اور مہا عقیدت کے پھول پیش کئے ہیں۔ آپ کی مہا۔ عقیدت و خلوص ہندوؤں کی مذہبی کتب میں اپنی بہار دکھا رہی ہے۔

بھوشیہ پوران میں مدح رسول خدا ﷺ

بھوشیہ پوران:۔ ہندو سماج میں ویدوں کو سب سے مقدم مقام دیا جاتا ہے اور دیگر مذہبی کتب میں دوسرے مقام پر پورانوں کو عزت دی جاتی ہے۔ اٹھارہ پورانوں میں سے بھوشیہ پوران کا اہم، پرعظمت اور بلند درجہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس عظیم الشان کتاب کو بھی مہرشی وید ویاس جی نے اپنی خداداد ذہانت و عقل سے ویدوں کی طرح سنسکرت منظوم کلام میں پیش کیا ہے۔ یہ مہرشی کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

اس مقدس کتاب کی اہمیت و عظمت اس سبب سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس میں زمانہ مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والی پیشگوئیاں تفصیل سے بیان ہوئی ہیں۔ اسی بنیاد پر اس کتاب کا نام بھوشیہ پوران رکھا گیا ہے۔ یعنی قدیم زمانے کے رشیوں کے وہ اسرار و رموز جو زمانہ مستقبل میں منصۂ شہود پر نمودار ہوں گے اس میں پیغمبر اسلام کے اسماء مبارک اسلامی کارنامے تعلیمات اسلام مسلمان قوم کا تشخُّص ملک اور مقدّس مقامات وغیرہ کے حالات کا بیان ہوا ہے۔

مہاراجہ بھوج کا دُرود و سلام و عقیدت

مہرشی وید ویاس جی مہاراجہ بھوج کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں:۔ سنسکرت سے ہندی میں ترجمہ شری پنڈت شری رام شرما۔ آچاریہ بھگوتی دیوی بریلی نے کیا ہے اُسی ہندی ترجمہ سے اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے)

ترجمہ: "اے گرجاپتی! پاروتی کے ناتھ ریگستانی ملک (عرب) واہیک میں قیام رکھنے والے بہت سی طاقتوں کو جمع کر کے تیار بر تیار ملیچھوں اور لٹیروں سے محفوظ خالص مظہر سرورِ کامل الوہیتِ تام آپؐ ہو...... آپ مجھے اپنا ایک کنکر، ادنیٰ نوکر سمجھئے۔ میں آپ کے قدموں میں پناہ لینے کیلئے حاضر ہوا ہوں" (بھوشیہ پوران حصہ دوئم صفحہ ۲ پرتی سرگ پرو نمبر ۳ ادھیائے نمبر ۳ شلوک نمبر ۷۔ ۸ مترجم ہندی آچاریہ شری رام)

شری دِلّو رام کوثری۔ ہندُو کی نعت

کوثری صاحب نے حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنی عقیدت کا نظرانہ پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمدؐ
تمہاری بدولت خدا مجھ کو بخشے
ہو مقبول میری دُعا یا محمدؐ
تیرا کوثری رہتا ہے ہندوؤں میں
ہے ظلمت میں آبِ بقا یا محمدؐ

برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ دوئم صفحہ ۷۹

بھوشیہ پوران

بھوشیہ پوران کے مندرجہ ذیل شلوکوں میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اور آپ کے اسماء مبارک کا ذکر ملتا ہے جو آپ کی مدح و حمد و ثنا سے لبریز ہیں۔

1- مہامت (محمدؐ) عالمگیر عظیم الشان مذہب کا بانی (۲) خدا کی محبت میں سرشار و متوالا۔ بھوشیہ پوران پرتی سرگ پرو نمبر ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵

اسلام سے باہر کے بھائی لوگ مہامت کا معنیٰ کرتے ہیں وہ جو بہت پینے والا مست متوالہ بڑا شرابی ہو۔ مگر بھوشیہ پوران میں مذکور دیگر اسماء و قرائن اس فاسد خیال کی تردید کرتے ہیں۔

مہامد (محمدؐ) مبالغہ سے بڑھ کر حمد و ثنا کے قابل شلوک ۷۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۸ محامداتی کھیاتا (محمدؐ) حضرت محمد نیک شہرت کے ساتھ بیحد مشہور مجسم حمد و ثنا شلوک ۱۸

2- مہادیو محمدؐ۔ دیوتاؤں فرشتوں کی سیرت والوں کا سرتاج محمد شلوک ۶۔ ۷ سنسکرت اور ہندی میں ایک ہی قسم کی ہ استعمال ہوتی ہے لفظ محامد کو مہامد سمجھ کر یہ معانی اپنائے جاتے ہیں۔ شرابی متوالا مست شراب کے نشہ میں چو بہ معانی کرنا قدر نیت پر بھی منحصر ہوتا ہے جیسے کوئی شرارتاً مہاتما گاندھی لفظ کے یہ معنے کرے۔ مہا طمع گاندھی یعنی گاندھی وہ شخص ہے جو بڑا طامع بیحد لالچی حریص اور طالب زر ہے۔

3- سچد انند سروپ (محمدؐ) مظہر وظلِ خدا۔ حقیقی سرور کامل کا بروز و ظل خدا نما وجود۔ شلوک ۱۲۔

4- گرجاپتی (محمدؐ) پاروتی کا ناتھ و شوہر سوامی۔ شلوک صفحہ نمبر ۸

5- اللّو اپنشد۔ کلمہ طیبہ

ہندو سماج کی کتب میں ایک کتاب اللّو اُپنشد (اللہ اپنشد) کے نام سے مشہور ہے اس میں حضرت رسول اللہ کا کلمہ طیبہ آپ کا نام محمد لکھا ہوا موجود ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ·

(بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۸۲۔ دسواں ایڈیشن (اردو) اپریل ۱۹۳۱ مصنفہ پنڈت دیانند جی سرسوتی بانی آریہ سماج)

کلمہ طیبہ کے تعلق سے سوامی دیانند جی لکھتے ہیں کہ "اللّو اپنشد کا مصنف کچھ عربی کچھ سنسکرت پڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۸۲)

حقیقت یہ ہے کہ اللّو اپنشد میں شروع سے لیکر آج تک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مطہر نام اور کلمہ طیبہ محفوظ اور مرقوم چلا آرہا ہے۔ کسی شخص کو اللّو اُپنشد سے یہ حصہ نکال باہر کرنے کی ناجائز ہمت اور حوصلہ نہیں ہوسکا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسلام کی جڑیں ہندو مقدس کتب میں قدیم زمانہ ویدک سے مضبوطی کے ساتھ قائم چلی آرہی ہیں۔ ویدک زمانے کے قدیم صحیفوں اور ویدوں میں اکتیس بار احمدؐ رسول اللہ کا نام آیا ہے۔ اس کی کچھ تفصیل کتاب "اب بھی اگر نہ جاگے تو......" صفحہ ۱۰۰ مصنفہ جناب شمس نوید عثمانی صاحب رامپور۔ یو پی بھارت۔ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

رشیوں کی استدعا

رگوید کے دور کے مہاتما رشیوں کی نظر میں حضرت نراشنس محمد مصطفیٰ افضل الرسل کی عظیم الشان ہستی کا یہ تصور تھا کہ وہ آپ کو شافعی اور گناہوں سے بچانے والا یقین کرتے تھے اور اس کے ظہور کیلئے دعائیں کرتے تھے چنانچہ ویدک سنسکرت کے آچاریہ مہا پنڈت وید پرکاش پروفیسر برلن یونیورسٹی۔ اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ:

الف: "منتروں کا جاپ کرنے والے رشی نراشنس (محمدؐ) سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ آکر تمام لوگوں کو گناہوں سے بچائے"

ب: "اس منتر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے کے رشیوں کے اندر نراشنس (محمدؐ) کے لئے کتنی عقیدت تھی"

ج: "نراشنس کو سارے گناہوں سے بچانے والا کہا گیا ہے" رگوید ۴: ۱۰۶: ۱ (نراشنس اور آخری رسول صفحہ ۱۰۔ ۱۱ مصنفہ پنڈت وید پرکاش ایم اے آچاریہ ویدک سنسکرت پروفیسر برلن یونیورسٹی۔ برلن جرمنی مترجم وصی اقبال صاحب۔ مکتبہ جماعت اسلامی چتلی قبر۔ نزد جامع مسجد پرانی دلی بھارت)

"نراشنس سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جن کے بارے میں ویدوں میں پیشگوئی کی گئی نہ کہ کوئی اور"

پنڈت وید پرکاش موصوف نے اپنے کتابچہ نراشنس اور انتم رشی (ہندی) میں حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں کافی تحقیقی امور کی تفصیل دی ہے۔

اتھر وا رشی کا درود و سلام

رگوید کے علاوہ برہم واکیہ (اتھرُ وید) کے کنتاپ سوکت کے نراشنسی حصہ میں نراشنس کے بارے میں مسلسل اور مربوط مضمون چلا آرہا ہے۔ اس سوکت کے منتر ۷۔ ۱۴ میں اتھر وا رشی نے سنسار بھر کے تمام لوگوں کے سانجھے محبوب و پیارے ویشوانر سب کے لئے قابل تقلید اور استقبال کرنے، قبول کرنے اور اپنانے کیلئے جگت گور پر درود و سلام بھیجا ہے اور دنیا بھر کے تمام لوگوں کو محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ اتھرون رشی دنیا کے تمام اوتاروں میں سے صرف اسی اکیلے کو ہی شہنشاہ عالم، ساری دنیا کا راہبر اور جگت گرو مانتے ہیں چنانچہ اتھرو وید میں مرقوم ہے کہ:۔

ترجمہ:۔ "اے سنسار بھر کے لوگو! ایک ایسے شہنشاہ کی سچی، ٹھیک، حقیقی، پوری پوری حمد و ثنا و تعریف اور نعتیہ کلام Beautyful speach سے حمد و توصیف کرو جو دنیا کے تمام لوگوں کا سانجھا محبوب، من

موہن اور جگت گرو ہے۔ وہی استقبال کرنے عزت کرنے اور اپنانے کے قابل ہے یہ فانی سنسار دنیا (مرتیاں) اور جو کچھ اس دنیا میں ہے۔ اسی کے لئے بنایا گیا ہے وہ اِندر یعنی فرشتوں کا سرتاج ہے اور سردار انبیاء ہے۔ سو اس کی خوبصورت حمد وثنا اور بہت زیادہ تعریف کرو۔ (اتھروویدباب ۲۰ فصل ۱۲۷۔ آیت نمبر ۷۔۱۴)

منشی پیارے لال۔ رونق۔ دہلوی

سرورِ کائنات پر درود وسلام بھیجتے ہوئے کہتے ہیں:۔

” تو ہے محبوب خدا ہے چاہنے والا ترا
مرتبہ سارے رسولوں میں ہے بالا ترا
ہوگیا شوق میں وہ آج نثار احمد
دل جو تھا رونق بڑے نازوں کا پالا ترا

ہندومہاپرشوں میں سے ہی ایک لالہ بشن داس جی ایڈووکیٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہوئے اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا ہے۔

”حضرت ولیوں کے ولی، پیروں کے پیر، آسمان نبوت کے سورج، ہادیان مذاہب کے سرتاج اور راہنمایانِ دین کے راہبر تھے...... جس عزت ومان و توقیر تعظیم وتکریم صدق وارادات اور پریم سے خاتم الانبیآء محمد صاحب ﷺ کا نام لیا جاتا ہے کسی دوسرے پیر پیغمبر رشی ولی گرو اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا“ (ہمارا رسول غیروں میں مقبول حصہ دوئم صفحہ ۴۹)

پس اتھروارشی نے نہ صرف یہ کہ خود نراشنس محمدؐ مصطفیٰ ﷺ پر خلوص دل سے درود وسلام بھیجا ہے بلکہ آپؐ کی عالمگیر وسعت پذیر پیشوائی کے جلو میں زندگی بسر کرنے کا پیغام بھی دیا ہے۔

رگوید۔ سام وید اور اتھروید نیز دوسرے لٹریچر میں رسولِ خدا ﷺ کا سندر، دلربا ذکر خیر پایا جاتا ہے اور ہر مقام پر آپ کی تعریف ومہما اور عظمت بیان کی گئی ہے۔ رشیوں کے دلوں میں رحمۃ للعالمین کے لئے بیحد خلوص وعقیدت کے جذبات موجزن تھے کہ دنیا کے تمام لوگ پورے خلوص سے ان کو اپنا ہادی وجگت گرو تسلیم کرلیں۔ تا کہ وہ گناہوں سے پاک ہوسکیں اور فلاح و بہبود پاسکیں دنیا میں صرف وہی ایک ایسا ہادی ہے جو سچا شافعی ہے اور خداتعالیٰ اور انسانوں کے درمیان ملاپ کا واحد وسیلہ ہے۔

”عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں
کہ ہم ہیں غلاماں، غلامانِ محمدؐ

(نعت شری کوثری۔ بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ دوئم صفحہ 53)

احقر خورشید پربھاکر۔ درویش قادیان

ہے مصطفیٰ ظلِ خدا ہے شافعیئے امم جہاں
نور سے اُن کے منور ہر زمان دونوں جہان
وہ باعثِ تخلیق عالم ہے بنا کون و مکاں
مصطفیٰ کے نور سے روشن زمین و آسمان

پنڈت گنگا پرساد اُپادھیائے الہ آبادی آریہ سماجی عالم

پنڈت جی اپنی تصنیف میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

”چودہ سو برسوں تک اتنے ملکوں اتنی قوموں اور اتنے انسانوں نے آنحضرت ﷺ کو سرور کائنات اور نبی الانبیآء کے نام سے ملقب کیا ہے یہ کوئی چھوٹی بات نہیں“ (مصابیح القرآن صفحہ ۱۰ ٹریکٹ وبھاگ آریہ سماج چوک الہ آباد یوپی)

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

اللھم صل علی محمدؐ وعلیٰ ال محمدؐ
وبارك و سلم انك حميد مجيد

❁❁❁

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کا بے نظیر نعتیہ منظوم کلام

بدر گاہِ ذی شانِ خیرُ الانام — شفیعُ الورٰی مرجعِ خاص و عام
بصد عجز و مِنّت بصد احترام — یہ کرتا ہے عرض آپ کا اِک غُلام
کہ اے شاہِ کونین عالی مقام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

حسینانِ عالَم ہوئے شرمگیں — جو دیکھا وہ حسن اور وہ نُورِ جبیں
پھر اِس پر وہ اَخلاق اکمل تریں — کہ دُشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلق کامل زہے حُسنِ تام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

خَلائق کے دل تھے یقیں سے تہی — بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی — کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہُوا آپ کے دَم سے اِس کا قیام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

محبت سے گھائل کیا آپ نے — دلائل سے قائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے — شریعت کو کامل کیا آپ نے
بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
عَلیکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال — وہ سب جمع ہیں آپ میں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال — ہر اِک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

مقدس حیات اور مطہر مذاق — اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہانگیر یکراں براق — کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

علمدارِ عشاقِ ذاتِ یگاں — سپہ دار افواجِ قدوسیاں
معارف کا اِک قُلزمِ بیکراں — افاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلام

خریداران ”بدر“ سے گزارش

کیا آپ نے ”بدر“ کا سالانہ چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری مال یا نمائندہ ”بدر“ کو ادا فرماویں یا براہ راست دفتر بدر کو بذریعہ منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں۔ تا کہ آپ کا بدر مستقل جاری رہے۔ (مینیجر بدر)

اخبار بدر کی مالی و قلمی اعانت کر کے عندہ اللہ ماجور ہوں
نیز کاروباری اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر بدر)

الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of :
All Kinds of Gold and
Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی وسونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی کلکتہ ...... اسد محمود بانی کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

Ph Showroom: 237-2185, 236-9893 Ware House: 343-4006, 343-4137, Resi : 236-2096, 236-4696, 237-8749 Fax No: 91-33-236-9893

سنت نبویؐ اور ورزش کے زینے

وجاہت احمد طاہر قادیان

ہمارے اجتماعات میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات اور مرتب کردہ لائحہ عمل کے مطابق مختلف جسمانی اور ورزشی مقابلہ جات ہوتے ہیں ان مقابلوں کو دیکھ کر بعض نومبائعین اور غیر احمدی احباب یہ سمجھتے ہیں کہ قادیانیوں نے یہ بدعت شروع کردی ہے یہ بدعت نہیں بلکہ ہمارے آقا سیدنا حضرت اقدس رسول پاک ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

کتب سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں بہادری اور شجاعت نہایت اعلیٰ اوصاف سمجھے جاتے تھے اور عرب شاعر اپنی اور اپنے قبیلہ کی بہادری کے کارنامے دلی جوش وخروش کے ساتھ منظوم کرتے تھے اور بہادری گویا ان کے قومی خصائل میں سب سے نمایاں تھی بلکہ بہادری عربوں کی زندگی کے ساتھ بطور لازم وملزوم تھی اسی لئے لڑائی کے کچھ شرائط اور ضابطے بھی مقرر تھے۔

ایک ایک آدمی کا انفرادی مقابلہ ہوتا تھا اور پھر عام دھاوا بول دیا جاتا تھا جنگ میں عرب لوگ عموماً تین قسم کے ہتھیار استعمال کرتے تھے تیر کمان۔ نیزہ اور تلوار اور بچاؤ کے واسطے زرہ اور خود استعمال کی جاتی تھی عرب لوگ جنگ گھوڑے پر بھی کرتے تھے اور پیدل بھی لیکن بہادروں کے درمیان یہ بہادری کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ لڑائی کے وقت گھوڑے سے اتر کر اپنے عزیز گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر اسے نیچے گرا دیتے تھے اور یہ ثابت کرتے تھے کہ اپنے واسطے بھاگنے کا کوئی راستہ کھلا نہیں رکھا۔ ان حالات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور نبوت سے بھانپ لیا اور عربوں کے جذبات کا جو تجزیہ کیا تو اندازہ لگایا کہ ان میں صالحیت کے ساتھ ساتھ صلاحیت اور صحت، جوش، اور ولولہ سب کچھ ہے۔ مگر ضرورت ہے ان کی تربیت کی چنانچہ آپؐ نے عرب کے بے ہنگم پن کو سدھارنے اور ان کے اوصاف کو قومی جذبہ، محبت، قربانی کو اپنی ذات سے الگ کر کے ہر چیز کو اللہ کا رنگ دے دیا اور ان بدّوؤں کی نگاہ کو العزۃ للہ، القوۃ للہ، کی طرف مرکوز کردیا۔

چونکہ حضور اکرم ﷺ کو امت کی تعمیر درپیش تھی۔ اس لئے آپؐ نے صحت سازی کے فن کو سائنس اور آرٹس بنادیا اور وہ عرب جن کا کام ہی صدیوں سے مرنا اور مارنا تھا جوشہ زوری اور اسلحہ بازی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور جنگی لڑائی کا مقصد سوائے حرص اور انتقام کے اور کچھ نہ تھا۔ لڑائی صرف ضد کی وجہ سے تھی۔ کوئی ہنر یا فن نہ تھا ان میں تدبر، تنظیم، تعلیم اور تربیت وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں تھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کی ان کمزوریوں کے علاج کی طرف متوجہ ہوئے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر دعوت اسلام کا فریضہ بھی تھا جس کیلئے تیغ خنجر اور فوج و لشکر کی حاجت نہ تھی۔ مگر ان چیزوں کو تربیت وتعلیم کے ذریعہ انہیں ایک فن کا درجہ دیا اور آپؐ نے ورزش اور مشق کو ضروری قرار دیا اور لوگوں کو تحریک بھی کی کہ ان کھیلوں میں دلچسپی لیں اس کے ساتھ ہی گھوڑوں خچروں اور اونٹوں کو سدھانے کا بھی شوق پیدا کیا غرض کہ ان سب کاموں میں لوگوں کے رجحان کو موڑ کر مقابلہ جات کرائے تاکہ مسابقت کی روح سے زندگی میں ہلچل بدستور قائم رہے۔ اور اس طرح ایک عام شہری بوقت ضرورت تربیت یافتہ سپاہی بھی رہے۔

غرض کہ رسول پاک ﷺ کی تربیت گاہ سب کیلئے کھلی تھی اور عام دعوت تھی چنانچہ آپؐ نے مدینہ کے قریب ایک بہت بڑا میدان اس مقصد کیلئے مخصوص کررکھا تھا۔ جہاں گھوڑوں کو مشق کرائی جاتی تھی حضور صلعم نے اپنے گھوڑے سنجہ کو ایک بار گھوڑوں کے مقابلے میں دوڑایا اور اس کے جیتنے پر آپ کو مسرت ہوئی۔ گھوڑوں کی دوڑ آپؐ کے حکم سے کرائی جاتی۔ لمبی دوڑ پانچ یا چھ میل کی اور ہلکی ایک میل کی ہوتی تھی۔ گھوڑ دوڑ کا اہتمام حضرت علیؓ کے سپرد تھا۔ اس کے چند قاعدے مقرر تھے۔ اونٹوں کی بھی دوڑ ہوتی تھی۔ آپؐ کی سواری ہمیشہ بازی لے جاتی تھی۔ تیرنے کا بھی مشغلہ تھا۔ حضورؐ کبھی کبھار اپنے احباب کے ساتھ تالاب میں تیرا کی کرتے۔ دوڑوں اور تیراندازی کے مقابلے ہوتے اور اکھاڑے میں خود پوری دلچسپی سے شریک ہوتے۔ نشانہ بازی کی مشق کیلئے لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا کرتے۔ اور خود بھی اس میں شرکت فرماتے ورزش اور نشانہ بازی میں حضور کی دلچسپی صرف نوجوانوں ہی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ آپؐ نے اس کا ذوق ازواج مطہرات اور محلہ کے بچوں میں بھی پیدا کردیا تھا دو مرتبہ سفر کے موقعہ پر آپؐ نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ لگائی ایک بار حضرت عائشہ جیت گئیں اور ایک بار آپؐ خود۔ حضور ﷺ بچوں کو قطار میں کھڑا کر کے دوڑ لگواتے کہ کون اوّل آتا ہے بچوں کے ساتھ آپؐ کا یہ محبوب کھیل تھا تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قوت زور بازو اور مضبوطی میں ایسے تھے کہ جہاں بھر کے پہلوان آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے تھے رکانہ نامی ایک شدید القوت اور فن پہلوانی میں بے مثل اور منفرد پہلوان تھا جسے حضورؐ نے تین بار زمین پر گرایا۔ اور کشتی میں پچھاڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کے علاوہ اور کئی لوگوں سے بھی کشتی لڑی ہے اور آپؐ ان سب پر غالب رہے ہیں ابوال بڑا شہ زور تھا جب وہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا اور لوگ اس کے نیچے سے کھال کھینچنے کی پوری قوت صرف کر کے کھال اس کے نیچے سے نکالنا چاہتے کھال پھٹ جاتی مگر وہ اس کے نیچے سے نکال نہیں سکتے تھے بلکہ وہ اپنی جگہ سے ہٹتا تک نہ تھا۔ ایک روز آنحضور صلعم کو للکارا کہ آپؐ اس کے ساتھ کشتی لڑیں اس نے کہا اگر آپؐ مجھے زمین پر گرا دیں تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا حضور ﷺ نے اسے زمین پر چت کردیا مگر وہ پھر بھی ایمان نہ لایا۔

حضور صلعم نے صرف ان ہی ورزشوں اور مقابلوں میں دلچسپی لی ہے جن سے مردانہ اوصاف اُجاگر ہوتے ہیں یعنی کشتی، لاٹھی، دوڑ، گھوڑ دوڑ، اونٹ دوڑ، تیراکی وغیرہ، ان میں مقابلے بھی ہوتے اور اول آنے والوں کو انعام کے علاوہ تعریفی وحوصلہ افزا جملوں سے نوازا جاتا۔ ❁❁

سب نبیوں میں افضل و اکرم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نعتیہ کلام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے لمبے منظوم کلام میں سے دو بند پیش ہیں

حضرتِ سیّدِ وُلدِ آدم ، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
سب نبیوں میں افضل و اکرم ، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
نام محمد ، کام مُکَرَّم ، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
ہادیٔ کامل ، رَہبرِ اعظم ، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے ، شَرم سے نُوروں والے بھاگے
مہر و ماہ نے توڑ دیا دَم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
اک جلوے میں آناً فاناً بھر دیا عالَم ، کر دیئے روشن
اُتّر دَکھن پُورب پچھّم ، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
اوّل و آخر ، شارِع و خاتَم
صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دورِ نبوت کے افسانے
بند ہوئے عِرفان کے چشمے ، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے
تب آئے وہ ساقیٔ کوثر ، مَستِ مئے عِرفان ، پیَمبر
پیرِ مُغانِ بادۂ اطہر ، مَے نوشوں کی عید بنانے
گِھر آئیں گھنگھور گھٹائیں ، جھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جُھک گیا ابرِ رحمتِ باری ، آبِ حیاتِ نَو برسانے
کی سیراب بلندی پستی ، زِندہ ہوگئی بستی بستی
بادہ کشوں پر چھاگئی مَستی ، اک اک ظرف بھرا بَرکھانے
اک برسات کرم کی پیہم
صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آپ کے خطوط آپ کی رائے

جواب کیوں نہیں دیتے؟

کبھی کبھی مجھے میرا ایک دوست ،لدھیانہ کا ایک اخبار ''الاحرار'' لا کر دیتا ہے اس میں سوائے احمدیوں کی مخالفت کے اور کسی بات کا ذکر نہیں ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی مخالفت اور دشمنی کا فریضہ ہی یہ اخبار سرانجام دے رہا ہے۔

ایک جگہ حکومت سے یہ کہا گیا ہے کہ احمدیوں کو جو روپیہ آرہا ہے اس کی تحقیق سی بی آئی سے کرائی جائے۔

مجھے قادیان آنے کا موقع بھی ملا ہے اور جلسہ میں بھی شامل ہوتا ہوں۔ یہاں کے اسلامی ماحول سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ محبت وہمدردی کا عجیب ماحول ہے جو قادیان میں دیکھنے کو ملتا ہے اور دل یہ کہتا ہے کہ ایسا ماحول کوئی جھوٹا آدمی پیدا نہیں کرسکتا۔ دوسری طرف اس اخبار کے اعتراض پڑھتا ہوں تو عجیب لگتا ہے۔

میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس اخبار کے ان اعتراض کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ یہ ٹھیک بات ہے کہ اخبار بدر اپنا کام خاموشی سے کررہا ہے اور Positive باتیں ہی پیش کی جاتی ہیں لیکن ایسے لوگوں کا جواب بھی دیا جانا چاہئے تاکہ عوام کی غلط فہمیاں دُور ہوں۔ میں آپ کو یہ اخبار بھیج رہا ہوں امید ہے کہ آپ اس کا جواب ضرور دیں گے۔

(فقیر حسین، موضع رعیہ، امرتسر، پنجاب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کا چوبیسواں سال

1905ء کے اہم واقعات اور تائیدات الٰہیہ پر ایک نظر

زلازل کے غیر معمولی سلسلہ کا آغاز

قسط 13: ...

((مرتبہ :: حبیب الرحمن زیروی ، ربوہ پاکستان))

تسلسل کے لئے
گزشتہ سے پیوستہ شمارہ ملاحظہ فرمائیں

پنجاب میں بڑی سعادت ہے

اس کے بالمقابل پنجاب میں بڑی سعادت ہے۔ ہزارہا لوگ سلسلہ حقہ میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں پنجاب کی زمین بہت نرم ہے اور اس میں خدا پرستی ہے۔ طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہیں مگر یہ لوگ بہت سخت ہیں جس سے اندیشہ ایسے عذاب الٰہی کا ہے جو پہلے ہوتا رہا ہے۔ کیونکہ جب کوئی مامور من اللہ اور ولی اللہ آتا ہے اور لوگ اس کے درپے ایذا اور توہین ہوتے ہیں تو عادت اللہ اسی طرح واقع ہے کہ بعد اس کے ایسے شہر اور ملک پر جو سرکش اور بے ادب ہوتا ہے ضرور تباہی آتی ہے۔ پنجاب میں اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے وہ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کثرت سے پنجابیوں کا ہماری طرف رجوع ہو رہا ہے کہ بعض اوقات ان کو ہماری مجالس میں کھڑا ہونے کی جگہ نہیں ملتی۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۹۰)

دہلی سے روانگی ۴؍نومبر ۱۹۰۵ء

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ دہلی جاتی دفعہ لدھیانہ کے احباب کو حضرت اقدسؑ کا شرف زیارت نہیں ہو سکا تھا اور حضور کو اس کا بہت خیال تھا۔ اور دہلی پہنچتے ہی فرمایا تھا کہ واپسی پر ہم لدھیانہ میں ضرور قیام کریں گے۔ جماعت لدھیانہ کو بھی شرف زیارت نہ ہو سکنے کا بہت قلق تھا۔ اس نے حضرت مولوی عبد القادر صاحب لدھیانوی کو دہلی بھیجا تا وہ حضرت اقدسؑ سے جماعت لدھیانہ کی طرف سے درخواست دعوت حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کریں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب موصوف اس غرض کیلئے دہلی پہنچے جماعت کی درخواست دعوت پیش کی۔ جسے حضرت اقدسؑ نے بڑی خوشی سے منظور فرما لیا۔ ۴؍نومبر ۱۹۰۵ء کی شام کو حضور واپسی کی غرض سے معہ خدام دہلی کے اسٹیشن پر پہنچے۔ خواجہ حسن نظامی مرحوم بھی مشایعت کے لئے پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دہلی کے مقام اور مرتبے سے متعلق ایک تحریر قادیان سے لکھ کر روانہ فرمائیں حضور نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔

لدھیانہ میں ورود ۵نومبر ۱۹۰۵ء

حضرت اقدسؑ دہلی سے روانہ ہو کر ۵؍نومبر کو صبح ۱۱ بجے کے قریب لدھیانہ پہنچے۔ جہاں ایک ہزار کے قریب احباب حضور کے استقبال اور زیارت کیلئے موجود تھے۔ پٹیالہ، راہوں، بنگہ، حاجی پور، بسی اور مالیر کوٹلہ وغیرہ کی جماعتوں کے اکثر احباب اسٹیشن پر موجود تھے۔ احباب لدھیانہ نے حضرت اقدسؑ کے قیام کے لئے ایک وسیع مکان کا انتظام کر رکھا تھا۔ جس میں ضرورت کی تمام اشیاء موجود تھیں۔ ۵؍نومبر کی شام کو ہی حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کا لدھیانہ میں ایک وعظ ہوا۔ جو بہت ہی پسند کیا گیا۔ ۶؍نومبر کی صبح کو حضرت اقدسؑ نے کچھ نصائح فرمائیں۔

لیکچر لدھیانہ ۶؍نومبر ۱۹۰۵ء

۶؍نومبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدسؑ نے کئی ہزار کے مجمع میں ایک عام تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں حضور نے اسلام کی سچائی اور اس کی موجودہ حالت اور اصلاح کے وسائل کا ذکر فرمایا۔ نیز اپنے دعاوی کے دلائل بھی بیان فرمائے۔ یہ تقریر صبح ساڑھے آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک متواتر تین گھنٹہ تک ہوتی رہی اور لوگ پورے سکون کے ساتھ سنتے رہے۔

(حیات طیبہ صفحہ ۳۰۲)

حضور نے فرمایا "میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقعہ دیا کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں۔ میں اس شہر میں چودہ برس کے بعد آیا ہوں اور میں ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے اور تکفیر اور تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائے گی۔ اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور سارے ہندوستان میں اس فتویٰ کو پھرایا گیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اس شہر کے چند مولویوں نے دیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں۔ اس میں ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے، کافر ہے، دجال ہے، مفتری ہے، کافر ہے بلکہ اکفر ہے۔ غرض جو جو کچھ کسی سے ہو سکا میری نسبت اس نے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا کہ بس یہ ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دے گا۔ اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افتراء ہوتا تو اس کے ہلاک کرنے کے لئے یہ فتویٰ کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا۔ لیکن اس کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا۔ جس قدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی۔ اور آج میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۲۹۔۵۳۰)

امرتسر میں قیام اور لیکچر

حضرت اقدسؑ ۸؍نومبر کی صبح کو لدھیانہ سے روانہ ہوئے اور امرتسر تشریف لائے جہاں حضور نے دو روز تک اس مکان میں قیام فرمایا جہاں ۱۸۹۳ء کے مباحثہ جنگ مقدس کے دوران ٹھہرے تھے۔ ۹نومبر کی صبح امرتسر میں بھی حضور کی ایک تقریر ہونا قرار پائی۔ جماعت امرتسر نے اس لیکچر کے لئے اشتہار بھی دیا کہ عالی جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ہماری درخواست پر ایک پبلک وعظ اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور اس کے انوار و برکات کے بارے میں کرنا منظور فرما لیا ہے۔ چونکہ یہ جلسہ محض تبلیغ حق کی خاطر ہوگا اور اس سے کوئی غرض مباحثہ یا مناظرہ نہیں ہے اس لئے کسی شخص کو اس میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

لیکچر کے لئے کنھیا لال صاحب وکیل کا لیکچر ہال لیا گیا تھا۔ ۸ بجے کے بعد حضور نے تقریر شروع فرمائی پہلے یہ بیان فرمایا کہ قریباً چودہ سال پہلے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا گیا اور مولوی عبد الحق غزنوی نے میرے ساتھ مباہلہ کیا جس کے بعد خدا تعالیٰ نے میری بہت مدد فرمائی۔ تین لاکھ سے زیادہ آج میرے مرید ہیں اور کثرت سے مخلصین میرے ساتھ ہیں۔ مخالفوں کی زبردست کوششوں اور منصوبوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھے کامیاب کیا۔ غرض پون گھنٹہ کے قریب حضور نے تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے اسلام کی خوبیوں کا ذکر کرنا شروع کرنا چاہا تو مخالفین نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا بعض نے تالیاں بجائیں سیٹیاں ماریں اور فحش گالیاں دینا شروع کر دیں۔ امرتسر کے رؤساء نے کھڑے ہو کر بار بار ان کو سمجھایا مگر کسی نے ایک نہ سنی اور اس قدر شور برپا کیا کہ لیکچر بند کرنا پڑا۔ حضور گاڑی میں سوار ہوئے تو ہر طرف سے پتھر اور اینٹیں برسانا شروع کر دیں۔ عین سنگ باری کے دوران میں ایک آدمی نے زور سے السلام علیکم کہا۔ حضور نے فرمایا وعلیکم السلام اس نے کہا میں نے وہ سلام پہنچایا ہے جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب مہدی آئے تو اس کو میرا سلام پہنچانا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ الحمدللہ کے رسول کریمؐ کی پیشگوئی پوری ہو گئی پتھر بھی قوم نے برسائے اور السلام علیکم بھی پہنچ گیا۔

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں خدا کے فضل سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف ایک احمدی کو لاٹھی سے خفیف چوٹ آئی۔ اور ایک پتھر کا ٹکڑا گاڑی کے شیشے کو توڑ کر خاکسار مؤلف کے ہاتھ پر لگا۔ اس سے کوئی زخم تو نہیں آیا مگر میرے لئے ایک فخر کی یادگار باقی رہ گئی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان میں اور آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے خدا کے رستے میں پہلی ضرب میں نے کھائی ہے ۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۵۱)

احباب امرتسر کی مہمان نوازی

امرتسر کی غریب جماعت نے حضور اور حضور کے خدام کی مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ حضور کے لیکچر کی خبر سن کر اطراف سے بہت سے دوست امرتسر میں جمع ہو گئے تھے۔ جماعت امرتسر نے بھی نہایت ہمت، حوصلہ اور فراخ دلی کے ساتھ سب کی خدمت کی۔ کھانے، پینے اور رہائش گاہ کے انتظامات سب خاطر خواہ تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 429)

ورود قادیان ۱۰نومبر ۱۹۰۵ء

آخر ۱۰نومبر ۱۹۰۵ء کو دن کے ۱۲ بجے حضور معہ خدام بخیر و عافیت قادیان دار الامان پہنچ گئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔ جمعہ کا مبارک روز تھا۔ قادیان پہنچتے پر حضور نے نماز جمعہ باجماعت ادا فرمائی۔ جلد ہی خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایک تحریر اپنی درخواست کی یاددہانی کیلئے حضور کی خدمت میں پہنچی۔ حضور نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

"دہلی میں میرے دل نے اس بات کیلئے جوش مارا کہ وہ ارباب صدق و صفا اور عاشقان حضرت مولیٰ جو میری طرح اس زمین کے باشندوں سے بہت سے جور و جفا دیکھ کر اپنے محبوب حقیقی کو جا ملے ان کے متبرک مزاروں کی زیارت سے اپنے دل کو خوش کر لوں پس میں اسی نیت سے حضرت خواجہ شیخ نظام الدین ولی اللہ رضی اللہ عنہ کے مزار متبرک پر گیا اور ایسا ہی دوسرے چند مشائخ کے متبرک مزاروں پر بھی۔ خدا ہم سب کو اپنی رحمت سے معمور کر دے۔" (حیات طیبہ صفحہ ۳۰۳)

قرب وصال سے متعلق الہامات و رؤیا "الوصیت" کی تصنیف و اشاعت اور نظام خلافت کے قیام کی پیشگوئی:

اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر فرمایا کہ آخری حصہ زندگی کا یہی ہے جواب گزر رہا ہے۔ چنانچہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضور نے رؤیا میں

دیکھا کہ "ایک کوری ٹنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے۔ پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفّی اور مقطر پانی ہے۔" اس کے ساتھ ہی الہام ہوا "آب زندگی" پھر الہام ہوا "خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھاگئی" دسمبر ۱۹۰۵ء میں صاف بتایا گیا قرب اجلک المقدر (یعنی تیری اجل مقدر آ گئی ہے) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 435)

اس پر آپ نے "الوصیت" نام کے ماتحت ایک وصیت لکھ کر شائع فرمائی اور اس میں ان سارے الہامات کو درج کر کے اس بات کو ظاہر کیا کہ اب میری وفات کا وقت قریب ہے اور آپ نے اپنی تعلیم کا خلاصہ بیان کر کے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ آپ کے بعد آپ کی لائی ہوئی تعلیم پر قائم رہے اور درمیانی ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی سنت اللہ کے ماتحت ضروری ہوتا ہے۔ اور آپ نے لکھا کہ نبی کا کام صرف تخم ریزی تک محدود ہوتا ہے۔ پس میرے ذریعہ سے یہ تخم ریزی ہو چکی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ بسا اوقات ایک نبی کی وفات ایسے وقت میں ہوتی ہے جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے اندر رکھتا ہے اور مخالف لوگ ہنسی اور ٹھٹھا اور طعن و تشنیع سے کام لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بس اب یہ سلسلہ مٹ گیا۔ اور بعض کمزور مومن بھی ڈگمگانے لگتے ہیں۔ تب خدا اپنی دوسری قدرت کو ظاہر فرماتا ہے اور خلفاء کے ذریعہ بظاہر گرتی ہوئی عمارت کو سنبھال کر اپنی طاقت اور نصرت کا ثبوت دیتا ہے اور دشمن کی خوشی خاک میں مل جاتی ہے۔

دین واحد پر جمع کرنے کی وصیت

"الوصیت" میں حضور نے جماعت کو یہ وصیت بھی فرمائی کہ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۴۳۷)

بہشتی مقبرہ کا قیام

حضور نے خدائی بشارت کے ماتحت ایک مقبرہ کی تجویز بھی کی۔ جس کے متعلق حضور کا منشا تھا کہ اس میں ان صادق الارادت لوگوں کی قبریں ہوں۔ جنہوں نے اپنی زندگی نیکی، تقویٰ اور طہارت میں گزاری ہو اور مالی اور جانی قربانیوں میں ایک شاندار مثال قائم کی ہو اور اس مقبرہ کا نام حضور نے الٰہی منشا کے ماتحت بہشتی مقبرہ رکھا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تو ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے شرائط

اس مقبرہ میں دفن ہونے کیلئے حضور نے وحی خفی کے ماتحت چند شرطیں بھی لگا دیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا۔ جو یہ وصیت کرے کہ جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے، لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ ان شرائط کے علاوہ حضور نے آخر میں ایک امر کا اضافہ ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ:

"ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں۔ اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔"

انجمن کارپرداز ان مصالح قبرستان کا قیام

حضور نے اس مقبرہ کے انتظام کیلئے ایک انجمن بھی قائم فرمائی جس کا نام "انجمن کارپرداز ان مصالح قبرستان" رکھا۔ حضرت اقدس نے اس انجمن کا صدر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کو مقرر فرمایا۔ اور اس بات کو لازمی قرار دیا کہ کم از کم دو ممبر اس انجمن کے عالم دین ہونے چاہئیں۔ حضور نے اس امر کی بھی تصریح فرمائی کہ اس مقبرہ کے قیام کا یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ زمین کسی کو بہشتی بنا دے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسا تصرف کرے گا کہ بہشتی ہی اس مقبرہ میں دفن ہو سکے گا۔ (حیات طیبہ صفحہ ۳۰۶)

نظام نو کی بنیاد

تحریک الوصیت دراصل دنیا کے نظام نو کی بنیاد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نائب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۴۲ء میں اس کی وضاحت میں فرمایا تھا "جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔" (تاریخ احمدیت جلد دوم 441)

صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد

"بہشتی مقبرہ" کی آمد کی حفاظت اسے فروغ دینے اور خرچ کرنے کے لئے حضور نے ایک انجمن بنائی جس کا نام "انجمن کارپرداز ان مصالح بہشتی مقبرہ" تجویز فرمایا اور اس سلسلہ میں بعض خاص ہدایات دے کر الوصیت کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کر کے لکھا کہ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" یہ انجمن کوئی دنیوی یا جمہوری طرز کی کوئی انجمن نہیں تھی بلکہ ان اموال کی حفاظت اور توسیع اور اشاعت اسلام کی غرض سے بنائی گئی تھی جو نظام الوصیت کے نتیجہ میں جماعت کو عطا ہونے والے تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے مشورہ دیا کہ بہشتی مقبرہ والی انجمن کو قانونی وسعت دے کر دوسرے جماعتی اداروں (مثلاً ریویو آف ریلیجنز اور مدرسہ تعلیم الاسلام وغیرہ) کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور اس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا جائے۔ جماعتی تنظیم کے اعتبار سے یہ ایک معقول اور مفید تجویز تھی اس لئے حضور نے اسے قبول بھی فرمایا اور اس کے قواعد و ضوابط تجویز کر لئے گئے جو "الحکم" اور "بدر" میں جماعت کی اطلاع کے لئے شائع بھی کر دیئے گئے۔ اس طرح اصل "انجمن کارپرداز مصالح قبرستان" میں ہی دوسرے تمام جماعتی ادارے مدغم کر کے موجودہ صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ اور قواعد و ضوابط کے مطابق پہلی وصیت بابا محمد حسن صاحب اوجلوی کی منظور کی گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 441)

صدر انجمن کی جانشینی کا مطلب

حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ حضور کے اس فقرہ سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب حضور نے وصایا کے مال کی وصولی اور اشاعت و خدمت اسلام پر خرچ کرنے اور جماعت کے نظام کے لئے اپنے بعد ایک انجمن تجویز فرمائی۔ جسے اپنا جانشین قرار دیا اور جس کے فیصلہ کو جو کثرت رائے سے ہو جائے۔ اپنی وفات کے بعد قطعی قرار دیا تو ظاہر ہے کہ تمام جماعت کی مطاع وہی انجمن ہوئی اور اس کی کثرت رائے سے جو فیصلہ ہو اس کی اطاعت کرنا افراد جماعت کیلئے لازم ہوگا۔ معترضین کے اس استدلال کے جواب میں اس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدس نے رسالہ الوصیت میں جماعت کے نظام کو چلانے کیلئے دو چیزوں کو ضروری قرار دیا ہے۔

۱۔ قدرت ثانیہ کو جو حضور کی زندگی میں موجود نہیں تھی۔ کیونکہ اس کا آنا حضور کے وصال کے بعد ہی مقدر تھا اور اس نے وہی کام کرنا تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور ظاہر ہے کہ اسے خلافت کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ انجمن کو جو حضور کی زندگی میں قائم کی گئی۔ مگر حضرت اقدس نے اس کے سپرد صرف یہ کام کیا تھا کہ وہ چندوں کی وصولی اور ان کے خرچ کیلئے مناسب تجاویز سوچا کرے اور حسب ہدایت سلسلہ خرچ کیا کرے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے وصال کے موقعہ پر تمام جماعت میں سے کسی شخص کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ حضرت اقدس کے بعد سلسلہ خلافت جاری نہیں ہوگا بلکہ انجمن آپ کی خلیفہ ہوگی چنانچہ جن لوگوں نے بعد کو سلسلہ خلافت سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے بھی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے دست حق پرست پر حضرت اقدس کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی بیعت کی اور اسے مطابق "رسالہ الوصیت" قرار دیا اور انہوں نے اس امر کو اپنے دستخطوں کے ساتھ ساری جماعت میں شائع کیا۔ (حیات طیبہ صفحہ 307)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۸ویں جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ہر احمدی کو فکر اور کوشش کر کے نظام وصیت میں شامل ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس میں شمولیت کی برکت سے پاک روحانی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود کی ان دعاؤں کا بھی وارث بننا چاہئے۔ جو آپ نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس نظام میں تا حال شامل ہونے والوں کی رفتار کم ہے اور ۳۸۰۰۰ افراد اس میں شامل ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھے اور ۲۰۰۵ء تک جب اس نظام پر ۱۰۰ سال پورے ہو جائیں تو ۱۵۰۰۰ نئی وصایا ہو جائیں اور دوسری خواہش یہ ہے کہ ۲۰۰۸ء میں جب نظام خلافت کے قیام پر ۱۰۰ سال پورے ہوں تو دنیا کے ہر ملک میں جماعت کے چندہ دہندگان میں سے کم از کم ۵۰ فیصد افراد ایسے ہوں جو نظام وصیت میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے خدا کے حضور ایک نذرانہ ہوگا۔ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ کی صف دوم اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ (ماہنامہ انصار اللہ اکتوبر ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۸)

6/اگست 2004 کے خطبہ جمعہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اس شکرانے کے ضمن میں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ جلسے کی آخری تقریر میں میں نے احباب جماعت کو وصیت کرنے اور اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں اور احباب جماعت نے ذاتی طور پر بھی اس

سلسلہ میں وعدے کئے ہیں اور وعدے آ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ اس عہد کو جلد از جلد نبھا سکیں اور جتنی تعداد میں نے خواہش کی تھی اس سے بڑھ کر اس بابرکت نظام میں وہ شامل ہوں۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں جو دوسری جماعتی خدمات میں بعض دفعہ جب ان کو کوئی تحریک کی جائے تو پیش پیش ہوتے ہیں یا کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں اس میں حصہ لیں لیکن وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے محروم ہیں۔ ان میں سے بھی کئی لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اب اس نظام میں شامل ہونگے۔ ایسے صاحب حیثیت لوگوں کو ایسے احمدیوں کو تو سب سے پہلے چھلانگ مار کر آگے آنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمائے ہیں۔ ان کے شکرانے کے طور پر ہم اس نظام میں شامل ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے مزید کھلیں اللہ تعالیٰ نے جو ان پر نعمتیں نازل فرمائی ہیں ان کا اظہار ہونا چاہئے اور قربانیوں کی طرف توجہ دینے کا بھی اظہار ہونا چاہئے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے اختتام پر فرمایا:

"پس اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اس کا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے ہم بھی ان اعمال کو بجالانے والے ہوں پھر جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ یہ نظام وصیت بھی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کیلئے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت پڑے گی۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنادے۔ تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بنیں گے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہوسکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء تحریکات کرتے رہے ہیں کہ آئندہ بھی مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے پیدا ہوتے رہیں جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں۔" (روزنامہ الفضل ۲۸ ستمبر ۲۰۰۴ء)

۲۰ نومبر ۱۹۰۵ء

آجکل اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کا علی العموم معمول ہے کہ صبح کو دس بجے کے قریب نئے مہمان خانہ میں جہاں سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب نزیل ہیں تشریف لے آتے ہیں۔ دوسرے احباب بھی حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور بارہ بجے کے قریب تک وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ (الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء)

تصنیفات حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ السلام ۱۹۰۵ء

(۱) تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم:

براہین احمدیہ کے پہلے چار حصوں میں جن پیشگوئیوں کا ذکر تھا ان میں سے اکثر پوری ہو چکی تھیں۔ اول تو حضرت اقدسؑ نے ان کا اس کتاب میں ذکر کیا۔ دوم معجزہ کی اصل حقیقت اور ضرورت پر بحث فرمائی۔ سوم زلزلہ کی پیشگوئی پر جو اعتراضات پیسہ اخبار لاہور نے کئے تھے۔ ان کا مفصل جواب دیا۔ علاوہ ازیں چند آیات سورۃ مومنون کی ایسی لطیف تفسیر فرمائی ہے کہ اس کی نظیر نظر نہیں آتی۔ یہ کتاب آپ نے ۱۹۰۵ء کے ابتداء میں لکھنا شروع کی تھی اور اس کا نام براہین احمدیہ کے علاوہ نصرت الحق بھی رکھا تھا یہ کتاب حضور کے وصال کے بعد ۱۵/ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی۔

(۲) تصنیف واشاعت الوصیت

اس رسالہ کے متعلق اوپر مفصل ذکر ہو چکا ہے۔

(۳) لیکچر لدھیانہ

(جو حضرت اقدسؑ نے ۶ نومبر ۱۹۰۵ء) کو لدھیانہ میں دیا۔ (حیات طیبہ صفحہ ۳۰۶-۳۰۷)

(۴) احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے

۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمان خانہ جدید کے بڑے کمرے میں احباب جماعت کا ایک اجلاس اس غرض کے لئے منعقد ہوا کہ "مدرسہ تعلیم الاسلام" کی اصلاح کے مسئلہ پر غور وفکر کیا جائے۔ متعدد احباب نے اس اجلاس میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ ضمناً ایک احمدی نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا۔ حضرت اقدسؑ کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف مسئلہ حیات ووفات مسیح کا فرق ہے اس کے سوا کوئی امر اصولی طور پر موجب نزاع نہیں ہے۔

حضور نے اگرچہ اس اجلاس کے آخر میں دوپہر سے قبل ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں آپ نے زیر بحث سوال کے علاوہ جماعت کے مقام ومنصب اور بعض متفرق امور پر مبسوط روشنی ڈالی مگر خصوصاً اس شبہ کے ازالہ کے لئے دوسرے روز یعنی ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں ایک پر معارف تقریر فرمائی جو بعد میں "احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ اس تقریر میں حضور نے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ "وفات مسیح میں اسلام کی زندگی ہے" متعدد ایسی علمی اور عملی غلطیوں کی نشاندہی کی جن کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم فرمایا۔ اور واضح کیا کہ "بہت سی باتیں ہیں جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن سے خداتعالیٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں۔ اور اس مطلب کے واسطے خداتعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصل اسلام پھر دنیا میں قائم کروں۔ یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان۔ ان کی حالت وہ نہیں رہی جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہوگئے۔ ان کے دل ناپاک ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔" (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۴۴۴، ۴۴۵)

اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ 1905ء

(۱) الوصیت (۲۷ فروری ۱۹۰۵ء)

حضور نے فرمایا:-

آج سے تقریباً ۹ ماہ قبل خداتعالیٰ سے اطلاع پا کر وحی شائع کی تھی کہ یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے یہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت اس کی جگہ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت قریب آ گیا ہے میں نے بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ "موتا موتی لگ رہی ہے" کہ میں بیدار ہو گیا۔...... پس تم ایسے دردناک دعاؤں میں لگ جاؤ کہ گویا مر ہی جاؤ۔ تا دوسری موت سے خدا تمہیں بچائے۔ دنیا کے لئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں مگر دنیا نہیں سمجھتی لیکن کسی دن سمجھے گی۔ دیکھو میں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں میں نے اطلاع دے دی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۱۵)

(۲) الدعوت (۴ ر اپریل ۱۹۰۵ء)

حضور نے تحریر فرمایا...... "یہ سچ ہے کہ میں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کیلئے آیا ہوں بلکہ صلح کیلئے آیا ہوں مگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خوں ریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے نہ کوئی مسیح اترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آ چکا وہ میں ہی ہوں......

عزیزو!! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آگئے اور آسمان تمہیں وہ کرشمے دکھا رہا ہے جن کی تمہارے آباء واجداد کو خبر نہ تھی۔ مبارک وہ جو میرے بارے میں ٹھوکر نہ کھاویں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۲۰-۵۲۱)

(۳) الانذار (۸-اپریل ۱۹۰۵ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا:

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ثابت کر دے گا۔

آج رات تین بجے کے قریب خداتعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان۔ زلزلہ کا دھکہ۔ زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم۔ ان اللّٰہ مع الابرار۔ دنی منک الفضل۔ جاء الحق و زھق الباطل۔ ترجمہ مع شرح یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خداتعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سالوں کے بعد ظاہر فرمائے گا بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 522)

(۴) النداء من وحی السماء یعنی ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوئم وحی الٰہی سے (۱۸-اپریل ۱۹۰۵ء)

حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا

۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہو گا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس عظیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلا دے گا، دور نہیں ہے مجھے خدائے عز وجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوحؑ نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا۔ اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد ابھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کر لیں اور جس طرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا۔ اور جیسا کہ یوسفؑ نے اناج کے ذخیرے سے لوگوں کی جان بچائی۔ اسی طرح جان بچانے کیلئے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۲۵)

(۵) زلزلہ کی خبر بار سوم

(۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء)

'دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا'

حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا:۔

آج ۲۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے ۔سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی۔ جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے ۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرما دے گا۔ مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے۔ اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ ایسا کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے۔ وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں، وہ سب جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گزرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہیں ۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۳۵)

(۶) ضروری گزارش لائق توجہ گورنمنٹ

(۱۱ مئی ۱۹۰۵ء)

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈال دیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعویٰ ہے۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں۔ مگر اس دعویٰ کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بناء پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بناء پر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کئے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اس قدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شائع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں۔ جو شخص ان کے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شائع نہ کرتا۔ مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اس طرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شائع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شائع کر دوں۔ بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کر لیں اور ان کی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے۔ کیا مجھے کبھی مرنا نہیں یا اپنی جان سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 537)

(۷) اشتہار ''تبلیغ الحق''

8 اکتوبر 1905ء

حضرت مسیح موعودؑ کو کسی شخص نے حضور کے کسی نادان مرید کے متعلق یہ افسوسناک خبر دی کہ اس نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کو آنحضرت ﷺ سے عشق کامل تھا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے بے نظیر محبت اور عقیدت تھی اور آپ ان کے بارہ میں خفیف سی بے حرمتی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی الفت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے ایک مفصل اشتہار دیا جس میں اس نام نہاد مرید کی اس حرکت پر انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ''مجھے یہ امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راست باز کے منہ سے ایسے خبیث ...... نکلے ہوں ...... بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا ...... جو حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف ان کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے۔ جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم ۴۴۲)

۱۹۰۵ء کے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے بعض صحابہ کرامؓ

(۱) حضرت چوہدری احمد الدین صاحب پلیڈر گجرات

چوہدری احمد الدین صاحب پلیڈر گجرات ولادت ۱۸۷۸ء وفات ۲۴ مئی ۱۹۵۷ء صاحب کشف اور الہام بزرگ تھے آپ نے ایک خواب کی بناء پر احمدیت قبول کی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ گویا پیغمبر خدا ﷺ کا روضہ ہے اور حضور باہر تشریف لائے اور مجھ سے معانقہ کیا۔ آپ عمر میں بارہ سالہ نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے خیال کیا حضور ﷺ کس طرح زندہ ہو گئے ہیں تو خود ہی سوچا کہ مرزا صاحب جو بروز کا دعویٰ کرتے ہیں وہ یہی واقعہ نہ ہو۔ آپ برسوں تک گجرات کے امیر جماعت کے کامیاب فرائض سرانجام دیتے رہے۔ (الفضل ۲۳،۲۴ جولائی ۱۹۵۷ء، روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۶۔۷۰)

(۲) حضرت بابو فقیر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر

بابو فقیر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر والد جناب مولوی نذیر احمد علی صاحب رئیس التبلیغ افریقہ۔ ولادت ۱۸۷۹ء وفات ۱۳/دسمبر ۱۹۵۹ء منشی عبدالغنی صاحب اوجلوی نے ان کو حضور کا اشتہار ''الانذار'' بھجوایا۔ جس سے متاثر ہو کر بذریعہ خط انہوں نے بیعت کر لی۔ نومبر ۱۹۰۵ء میں پہلی مرتبہ قادیان آئے۔ اور حضرت اقدسؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۱۔۱۸۵) قادیان کے سب سے پہلے سٹیشن ماسٹر آپ ہی تھے نیکی تقویٰ دیانت داری اور راستبازی میں آپ ایک مثالی ریلوے ملازم مشہور تھے۔ (تفصیلی حالات اصحاب احمد جلد سوم طبع دوم مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے میں ملاحظہ ہوں)

(۳) حضرت چوہدری غلام محمد صاحب سیالکوٹی

چوہدری غلام محمد صاحب سیالکوٹی ولادت ۱۸۷۷ء وفات ۷/اگست ۱۹۶۱ء بیعت سے دو برس بعد مسیح موعودؑ کی قادیان میں زیارت کی۔ الہ آباد یونیورسٹی سے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۶/مئی ۱۹۰۹ء سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور مدرس متعین ہوئے اور ۱۹۳۸ء تک ابتداء بطور مدرس پھر ہیڈ ماسٹر بعد ازاں مینیجر نصرت گرلز سکول کی حیثیت سے تعلیمی و انتظامی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے مولوی محمد جی صاحب فاضل کی مدد سے ایک لغت ''تسہیل العربیۃ'' کے نام سے شائع کی جو مقبول ہوئی۔ (اصحاب احمد جلد ۸)

(۴) حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ولادت اکتوبر ۱۸۷۳ء وفات (۱۷/مارچ ۱۹۶۴ء) سلسلہ احمدیہ کے صاحب کشف و الہام بزرگ تھے جن کی پوری زندگی تبلیغ اسلام اور احمدیت میں گزری۔ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۲۲ء تک پنجاب میں تبلیغی خدمات بجا لاتے رہے۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۸ء تک سندھ کے پہلے امیر التبلیغ کی حیثیت سے سرفروشانہ کارنامے سرانجام دئے۔ اور ساٹھ کے قریب جماعتیں قائم کیں۔ حضور نے اس زمانہ میں آپ کو بیعت لینے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۸ء تک آپ مرکز میں ابتداءً مقامی پھر متفرق کلاس کے معلم اول رہے۔ ۱۹۳۸ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ نے اپنی سوانح اور تبلیغی جدوجہد کے حالات ''حیات بقاپوری'' کے نام سے اپنی زندگی میں شائع فرما دئے تھے۔ جو بہت ایمان افروز اور معلومات افزاء ہیں۔ (مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۲۱۱۔۲۳۴)

(۵) چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی

چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی ولادت ۱۸۹۲ء سن زیارت ۲۳/اگست ۱۹۰۷ء وفات ۱۴/جنوری ۱۹۷۹ء ماسٹر صاحب کو قریباً نصف صدی تک سلسلہ احمدیہ کی علمی خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ۱۹۱۳ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ملازم ہوئے۔ اور ۱۹۴۶ء میں سیکنڈ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس درمیانی عرصہ میں آپ کو پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، نائب ناظر تعلیم اور نائب ناظر امور عامہ وغیرہ عہدوں پر بھی وقتاً فوقتاً کام کرنا پڑا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد ایڈیٹر رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' افسر لنگر خانہ، نائب ناظر تالیف و تصنیف اور لیکچرار جامعہ نصرت کالج ربوہ کے فرائض بھی سرانجام دئے ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۴۵۳)

❁❁❁

❁❁❁❁❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حفظانِ صحت

طاہر احمد بیگ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت رسول کریم ﷺ نہ صرف روحانیات میں کامل ہادی تھے بلکہ آپ ایک بے مثل طبیب بھی تھے آپ ﷺ نے روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی جسمانی تربیت بھی اس رنگ میں کی کہ اس کی مثال تمام کائنات پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صحت کی قدر و قیمت کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ دو نعمتیں ہیں جن کی قدر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ایک تندرستی اور دوسری فراغت پھر اور ایک جگہ فرمایا:

اغنم صحتک قبل سقمک

یعنی بیماری آنے سے پہلے اپنی صحت کو غنیمت جانو اور اسی طرح فرمایا المومن القوی خیر من المومن الضعیف (قوی مومن ضعیف مومن سے بہتر ہے)

احادیث میں ذکر ہے کہ صحابہ (رضی اللہ عنھم) نے کہا کہ ہم رات بھر نماز پڑھیں گے اور ہمیشہ روزہ رکھیں گے اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطاری بھی کرتا ہوں اور شادی بھی کی ہے جو میری سنت پر عمل پیرا نہ ہوگا فلیس منی یعنی اس کا تعلق مجھ سے نہیں۔

اور پھر ایک جگہ آیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے بھائی کے شکم میں گرانی ہے فرمایا شہد پلاؤ۔ یہ شخص چلا گیا پھر دوبارہ حاضر ہوا عرض کیا حضور شکایت باقی ہے۔ فرمایا پھر شہد پلاؤ اسی طرح تین بار کرتا رہا۔ ہر بار حضور نے فرمایا کہ شہد پلاؤ لیکن جب چوتھی دفعہ آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا سچا ہے تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے پیشاب اور پاخانہ روکے رکھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے مختلف امراض میں انسان مبتلا ہوسکتا ہے اور اسی طرح فاحشہ اور مجنون عورتوں کے متعلق فرمایا کہ ان کا دودھ بچوں کو مت پلاؤ کیونکہ اس سے بھی امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے شراب پینے سے منع فرمایا کیونکہ شراب پینے سے انسان کو بیماری لاحق ہوتی ہے۔ ایک سانس میں پانی پینے سے منع فرمایا۔ مسواک کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ بیماری میں پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی۔

الغرض جب ہم موجودہ دور میں طبابت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور دیگر کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کی ہر بات میں حکمت معلوم ہوتی ہے۔ ہر بیماری کا علاج آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا اور ہر رنگ میں ہماری راہنمائی فرمائی کہ کسطرح آپ اپنے جسم کو قوی بنا سکتے ہیں

دُنیا علمی میدان میں کتنی ہی ترقی کرلے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنت پر عمل کرنا ہوگا اور ہر بات جو کہ آجکل ہمیں ڈاکٹر بتاتے ہیں جو کہ ہمیں نئی لگتی ہے لیکن جب ہم احادیث کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں وہ بات آج سے چودہ سال قبل ملتی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ احادیث کو اگر نظر عمیق سے پڑھا جائے تو ہمیں ہر بیماری کی دوا مل سکتی ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان یعنی اصل علم دو ہی ہیں ایک روح کا اور دوسرا بدن کا اور فرمایا: اے بندگان خدا دوا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کا علاج رکھا ہے۔ نیز فرمایا۔ ولکل داء دواء۔

روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور جسمانی غرض ہر بیماری کا علاج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا کر رحمۃ للعالمین کا بین ثبوت دیا ہے جس کی نظیر تمام کائنات پیش کرنے سے قاصر ہے۔

❁❁

صوبائی ایوان انصار کے متعلق ضروری اعلان

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ بھارت کی سال 04 کی مجلس شوریٰ کی منظوری عنایت فرماتے ہوئے اراکین شوریٰ کی اس تجویز کو از راہ شفقت منظور فرمایا ہے کہ صوبوں میں بھی ایوان انصار تعمیر کئے جائیں اس تعلق میں جن صوبوں میں ہماری مجالس کی تعداد زیادہ ہے انہیں بذریعہ سرکلر پورے پروگرام سے اطلاع دی جاچکی ہے لہذا مکمل اور جامع منصوبہ بنا کر دفتر انصار اللہ بھارت میں ارسال فرمائیں اگر آپ کو مرکز کی چٹھی نہ ملی ہو یا کوئی اور استفسار چاہتے ہوں تو دفتر انصار اللہ بھارت سے رابطہ کریں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ بھارت)

سالانہ صوبائی اجتماع مجلس انصار اللہ کرناٹک

سالانہ صوبائی اجتماع مجلس انصار اللہ کرناٹک مورخہ 28-27 مئی بمقام مرکرہ منعقد ہو رہا ہے جملہ زعماء کرام مجلس انصار اللہ کرناٹک اس اجتماع کو کامیاب بنانے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ نمائندوں کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت فرمائے (آمین)

(قائد عمومی انصار اللہ بھارت)

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوب خدا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ کے نعتیہ منظوم کلام میں سے چند اشعار

محمد پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

مِرا دل اس نے روشن کر دیا ہے — اندھیرے گھر کا میرے وہ دِیا ہے

مِرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمد — مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

اسی کے عشق میں نکلے مری جاں — کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود — مرا معشوق محبوب خدا ہے

سُنو اے دشمنانِ دینِ احمدؐ — نتیجہ بدزبانی کا بُرا ہے

محمدؐ کو بُرا کہتے ہو تم لوگ — ہماری جان و دل جس پر فدا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے — محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے

ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ — کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین — وہی آرام میری رُوح کا ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا — وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے — ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے

مزہ دو بار پہلے چکھ چکے ہو — مگر پھر بھی وہی طرزِ ادا ہے

خدا کا قہر اب تم پر پڑے گا — کہ ہونا تھا جو کچھ اب ہو چکا ہے

چکھائے گی تمہیں غیرت خدا کی — جو کچھ اس بدزبانی کا مزا ہے

شرارت اور بدی سے باز آؤ — دلوں میں کچھ بھی گر خوفِ خدا ہے

بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا
یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

معاصرین کی آراء

یہ فکر کی بات ھے کہ
بنگلہ دیس دہشت گردوں کی پناہ گاہ بنتا جارہا ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ افغانستان اور پاکستان سے کھدیڑے گئے دہشت گردوں میں سے بہتوں نے بنگلہ دیس کو اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔ ان دہشت گردوں کو بنگلہ دیس کی کٹر مذہبی جماعت سے نہ صرف تحفظ مل رہا ہے بلکہ انہیں پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی سے بھی مدد مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات کسی سے چھپی نہیں ہے کہ بنگلہ دیس میں شمال مشرقی بھارت کی کئی باغی جماعتوں کو اپنی نقل و حرکت جاری رکھنے کی چھوٹ ملی ہوئی ہے۔ اس تعلق میں بھارت سرکار متعدد دفعہ اپنے اعتراضات کا اظہار کر چکی ہے یہاں تک کہ اسے مختلف باغی جماعتوں کے ٹھکانوں کی فہرست بھی سونپ چکی ہے لیکن بنگلہ دیس ان ٹھکانوں کو برباد کرنے کے تئیں ذرا بھی سنجیدہ نہیں۔ وہ ان ٹھکانوں کو برباد کرنا تو دور ان ٹھکانوں کی موجودگی سے ہی انکار کر رہا ہے۔ یہ انکار تب کیا جا رہا ہے جبکہ بنگلہ دیس شمال مشرقی بھارت کی تمام دہشت گرد جماعتوں کو ہتھیار فراہم کرنے کا گڑھ بن گیا ہے۔ اس تعلق میں بھارتی خفیہ ایجنسی کے ذریعہ فراہم کی گئی یہ جانکاری چونکا دینے والی ہے کہ بنگلہ دیس کا 'کاکس' بازار مشرقی ایشیا میں دہشت گردی کی تعلیم میں ایک نئے اڈّے کے طور پر ابھرا ہے۔

یہ گہرے فکر کی بات ہے کہ بنگلہ دیس دہشت گردوں اور بھارت مخالف عناصر کی پناہ گاہ بنتا جارہا ہے اور بھارت سرکار اس پر کوئی دباؤ نہیں بنا پارہی ہے۔ یہ سمجھ پانا مشکل ہے کہ آخر شمال مشرقی بھارت کے دہشت گردوں کے ٹھکانوں کا صفایا کرنے کے معاملہ میں بنگلہ دیس سے کب تک درخواست کی جاتی رہے گی۔ بھلے ہی بنگلہ دیس بھارت سے تعلقات سدھارنے کی باتیں کرتا رہا ہو لیکن سچ یہ ہے کہ وہ اپنے یہاں ان عناصر کی کھل کر مدد کر رہا ہے جو بھارت کے خلاف زہر افشانی کرتے رہے ہیں۔ خطرناک بات یہ ہے کہ اکثر بنگلہ دیس سرکار بھی ایسی جماعتوں کی سُر میں سُر ملاتی نظر آتی ہے۔

(بحوالہ اخبار "دینک جاگرن" 6 دسمبر 2004)

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سب سے بڑے انسان تھے انہوں نے دنیا کی قرآن کی صورت میں عظیم رہنمائی کی''

پروفیسر منٹگمری واٹ

''میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سچا انسان سمجھتا ہوں جنہوں نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا''

پروفیسر کینتھ کریگ

بشیر احمد رفیق سابق امام مسجد فضل لندن

پروفیسر منٹگمری واٹ

''حضرت محمد ﷺ دنیا کے سب سے بڑے انسان تھے انہوں نے دنیا کی قرآن کی صورت میں عظیم رہنمائی کی اور کتاب دی ہے جسے میں روزانہ پڑھتا ہوں'' یہ الفاظ منٹگمری واٹ کے ہیں جو Muhammad at Medina اور Muhammad at Mecca سمیت تیس سے زائد مقبول عام کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور ایڈنبرا یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر تھے۔

طالب علمی کے زمانے میں مسٹر منٹگمری واٹ کا نام سنتے تھے۔ انگلستان آکر مجھے شوق پیدا ہوا کہ مسٹر واٹ کی کتابیں پڑھی جائیں۔ کتابیں پڑھنے کے بعد ان سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی کہ ایک عیسائی مصنف نے اسلام کا اتنی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ تو میں نے مسٹر واٹ کو خط لکھا اور اُن سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مسٹر واٹ ان دنوں ایڈنبرا یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر تھے۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ وہ عنقریب لندن کسی کام سے آرہے ہیں۔ پھر ہماری ملاقات لندن کے ایک ریسٹورنٹ میں ہوئی۔

دوران گفتگو میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ۱۹۳۷ء میں میری والدہ کا انتقال ہوا وہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا۔ جب مجھے مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو میں نے مجبوراً اخبار میں Paying Guest کا اشتہار دیا۔ ایک نوجوان Vetemery medicine کا طالب علم تھا۔ بطور کرایہ دار آنے کی خواہش ظاہر کی۔ یہ نوجوان میرے مکان میں منتقل ہوگیا۔ ناشتہ کی میز پر اور فارغ اوقات میں ہم میں خوب بحث و مباحثہ ہوا کرتا تھا۔ یہ نوجوان اسلام کے دفاع میں بڑی غیرت رکھتا تھا۔ درحقیقت اس نوجوان نے مجھے اسلام سے متعارف کرایا اور میری دلچسپی اس مذہب کا تفصیلی مطالعہ کرنے میں پیدا ہوئی۔ میں نے اسلام کا بغور مطالعہ کیا۔ پھر عرب ممالک میں بھی جا کر اسلام کا مطالعہ کیا۔ بعد میں اس قابل ہوا کہ اسلامی موضوعات پر کتابیں لکھ سکوں۔

مسٹر واٹ کی ذہنی سوچ کے معیار کی بلندی کا آپ اس طرح بھی اندازہ کرسکتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد میں نے انہیں یو کے مشن کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبی میں خطاب کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے بڑی خوشی سے یہ دعوت قبول کرلی۔ اور لندن تشریف لائے۔ ان کے قیام کا انتظام تو ایک قریبی ہوٹل میں تھا لیکن دونوں دن کھانے کا انتظام خاکسار کے گھر پر تھا۔ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب اُن دنوں مشن ہاؤس کے اوپر فلیٹ میں رہائش پذیر تھے اور دونوں وقت کھانے پر میرے گھر تشریف لاتے تھے۔ یہ دونوں اوقات طعام میں اُن کی زندگی کے واقعات بانی سلسلہ احمدیہ اور اُن کے خلفاء سے اُن کی روح پرور ملاقاتوں کا تذکرہ اور سیاسی امور پر بات چیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ کھانے پر میں اکثر بعض مہمانوں کو بھی اوپر بلا لیا کرتا تھا۔ جو حضرت چودھری صاحب کی صحبت سے مستفید ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ کئی سال جاری رہا۔

ایک دن جب پروفیسر منٹگمری واٹ میرے گھر کھانے پر مدعو تھے کہ اتفاقاً چودھری ظفر اللہ خان بھی تشریف لے آئے تو اُن سے بھی ملاقات ہوگئی۔ یہ ملاقات بڑی دلچسپ تھی کہ دُنیا کے دو صاحب علم دانشور ایک میز پر بیٹھے تھے۔ موضوع گفتگو اسلام تھا۔ دوران گفتگو چودھری صاحب نے مسٹر منٹگمری واٹ کو توجہ دلائی کہ آپ نے اپنی کتاب Muhammad at Mecca میں حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کو صحت کے ساتھ پیش نہیں کیا میں نے پڑھی تو مجھے بہت مایوسی ہوئی آپ نے محمد ﷺ کی ذات اقدس پر ناروا اور غلط اعتراضات کئے تھے۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب پڑھنے کے بعد یہ عہد کیا کہ اب آئندہ آپ کی کوئی کتاب نہیں پڑھوں گا۔

کچھ عرصہ بعد جب آپ کی کتاب Muhammad at Madina چھپ کر آئی تو ایک دوست یہ کتاب میرے لئے بطور تحفہ لے کر آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ میں مسٹر منٹگمری واٹ کی کوئی کتاب نہیں پڑھوں گا کیونکہ ان کی پہلی کتاب میں حضور ﷺ کا ذکر دیانت دارانہ انداز میں نہیں ہوا۔ اور مسٹر واٹ نے تعصب کی عینک لگا کر کتاب لکھی تھی۔ اس دوست نے بتایا کہ اس کتاب میں مصنف کا رویہ بالکل بدلا ہوا ہے۔ آپ اسے ضرور پڑھیں۔ چنانچہ میں نے کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو مجھے حیرت ہوئی کہ آپ کا انداز تحریر اس کتاب میں بالکل بدلا ہوا تھا۔ اور اس میں آپ نے واقعات کو بالکل صحیح انداز میں پیش کیا تھا۔

مسٹر واٹ نے کہا...... چودھری صاحب! آپ نے بالکل درست سمجھا۔

Muhammad at Mecca لکھتے وقت میری معلومات زیادہ وسیع نہیں تھیں۔ لیکن بعد میں مطالعہ سے مجھے حضور ﷺ کی اعلیٰ ارفع ذات کا ادراک ہوا اس لئے Muhammad at Medina لکھتے وقت میں نے صحیح اور درست حالات وواقعات کو بیان کردیا ہے۔ اور پچھلی کتاب کی کوتاہی کا ازالہ کردیا تھا۔

مجھے مسٹر واٹ کی انکساری نے بہت متاثر کیا کہ باوجود اس کے کہ وہ ۳۰ سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور عرب دنیا کے سربراہان مملکت بادشاہوں اور اعلیٰ حکام سے ان کے بے تکلفانہ ذاتی تعلقات ہیں ان کی شخصیت میں گھمنڈ یا بڑائی کا شائبہ تک نہیں۔ بہت پیار سے ملتے ہیں بات بڑے غور سے سنتے تھے۔ اور کبھی اس بات کا اشارۃً بھی اظہار نہ کرتے تھے کہ وہ بڑی علمی ہستی ہیں۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے ملاقات کے دوران تو ایسا لگتا تھا کہ مسٹر واٹ اپنے محترم استاد کے سامنے بڑے ادب سے بیٹھے ہیں۔

عام طور پر مستشرقین نے اسلام کا بہت غلط رنگ میں ذکر کیا ہے اور مغربی علوم کے لبادے اوڑھ کر بانی اسلام اور اسلام پر ناروا حملے کئے ہیں۔ لیکن جن اصحاب کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے میں نے انہیں اسلام اور بانی اسلام کے متعلق صاف دل پایا۔ واللہ اعلم بالصواب!

پروفیسر کینتھ کریگ

میں حضرت محمد ﷺ کو ایک سچا انسان سمجھتا ہوں جنہوں نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ اور کروڑوں لوگوں کو ان کی بدولت اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق ملی۔ انکا زمانہ انتہائی تاریکی کا زمانہ تھا۔ جسے انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیمات اور اعلیٰ نمونہ کے ذریعہ روشنی میں بدل دیا۔

یہ رائے Event of the Holy Quran کے مصنف ایک مشہور مستشرق Kenncth craig کی ہے جو سسیکس یونیورسٹی میں پروفیسر ہونے کے علاوہ چرچ آف انگلینڈ کے نامور پادری بھی ہیں۔ انہوں نے اسلام پر ایک درجن سے زائد کتب لکھی ہیں۔ جو بہت مقبول ہوئیں اور ان میں سے بیشتر کتب کا دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ ان کی ایک کتاب Call of the Minaret کو عوام میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ تاہم Event of the Holly Quran کتاب پڑھ کر مجھے ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا کہ مسٹر کریگ باوجود ایک پادری ہونے کے ان کا دل اسلام کے خلاف تعصب سے پاک ہے۔ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کی محبت وعقیدت موجود ہے۔ میں نے انہیں خط لکھا اور ان سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جو انہوں نے قبول کرلی۔ یوں ہماری ملاقات لندن میں ہوئی۔ دوران ملاقات مسٹر کریگ نے نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا ذکر کیا...... میرے نزدیک وہ ﷺ دنیا کے سب سے بڑے انسان ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے قرآن مجید کو کئی مرتبہ پڑھا ہے اور اسے علم ومعرفت کا خزانہ پایا ہے۔

مجھے ایک پادری سے ان خیالات کی ہرگز توقع نہ تھی۔ ان کی مختلف اسلامی مکتبہ فکر پر خاصی گہری نظر تھی جب میں نے ملاقات کے اختتام پر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' بطور تحفہ پیش کی تو انہوں نے بتایا کہ وہ جماعت احمدیہ کا بھی مطالعہ کرچکے ہیں۔ یہ ملاقات نہایت خوشگوار رہی اور ہم دونوں دوبارہ ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے کے وعدہ پر جدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد میں حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خاں کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جس کے پڑھنے سے آپ کی آنکھیں غمناک ہوگئی تھیں۔ تو چودھری صاحب نے فرمایا کہ یہ کتاب مسٹر کریگ کی لکھی ہوئی Event of the Holy Quran ہے اور فرمایا کہ حیرت ہے کہ مصنف کے باوجود عیسائی اور پھر پادری ہونے کے کتاب میں اس شخص نے قرآن کریم کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا جس پیارے انداز میں ذکر کیا ہے اُسے پڑھ کر اپنی طبیعت پر قابو نہیں رکھ سکا۔ پھر فرمایا...... حضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ اعجاز ہے کہ مسلمان تو مسلمان بیگانے بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

چودھری صاحب نے مصنف کریگ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار فرمایا میں نے عرض کیا کہ میرا ان سے رابطہ ہے چنانچہ میں نے برائٹن مسٹر کریگ کو فون کیا اور انہیں کھانے پر مدعو کیا اور بتایا کہ حضرت چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب ان سے ملاقات کے متمنی ہیں۔ مسٹر کریگ بے حد خوش ہوئے اور کہا کہ دو ایک دن میں وہ مجھے بتادیں گے کہ وہ کب آسکیں گے۔ مقررہ تاریخ پر مسٹر کریگ لندن تشریف لائے۔ میں نے انہیں اسٹیشن پر خوش آمدید کہا اور رائل کامن

باقی صفحہ { 30 } پر ملاحظہ فرمائیں

بھارت کی جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال 20 فروری کے موقعہ پر بھارت کی احمدی جماعتیں اور ذیلی تنظیمیں نہایت اہتمام کے ساتھ جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کرتی ہیں۔ جس میں تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد پیشگوئی کا متن اور حضور رضی اللہ عنہ کی سیرۃ کے مختلف پہلو بیان کئے جاتے ہیں دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوتا ہے امسال بھی متعدد جماعتوں کی طرف سے جلسوں کی تفصیلی اور خوشکن رپورٹیس موصول ہوئی ہیں جن کا خلاصہ نہایت اختصار کے ساتھ ھدیہ قارئین ہے۔

قادیان دارالامان:: مورخہ 20 فروری 05 کو لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام صبح ۹ بجے مسجد اقصیٰ میں جلسہ یوم مصلح موعود کا بابرکت انعقاد زیر صدارت مکرم مولانا کمال یوسف صاحب آف ناروے سابق مربی سلسلہ کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مکرم قاری نواب احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے متن پیشگوئی پیش کیا بعدہ مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے تقریر کی بعد ازاں ترانہ پیش کیا گیا اور مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد برائے تعلیم القرآن و وقف عارضی نے تقریر کی اس تقریر کے بعد اجلاس کے مہمان خصوصی مولانا عبدالوہاب صاحب آدم امیر و مشنری انچارج غانا نے سامعین سے خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ کے جسد اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر حضرت مصلح موعودؓ نے تبلیغ اسلام و احمدیت کی قسم کھائی تھی اور اس کے بعد اس قسم کو سچا بھی کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا کہ حال ہی میں مجھ کو کوریا جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مجھے A.I.I.P کی طرف سے امن کا امبیسڈر ایوارڈ دیا گیا وہاں 180 ممالک سے دانشور و مفکرین مذاہب حاضر تھے۔ ان تمام نے یک زبان ہو کر کہا کہ مذہب کے نام پر جبر جائز نہیں۔

یہ آواز اسلام کی ہی آواز ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شدت کے ساتھ مسلمانوں کو سمجھانے کی کوشش کی جس پر آپ کو کافر و ملحد کہا گیا وہاں موجود دانشوروں کا یک زبان اقرار کرنا مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بین ثبوت بھی ہے۔ ان دانشوروں میں فلسطین کے مفتی اور دیوبند کے ایک عالم بھی تھے اب تیزی کے ساتھ دنیا احمدیت کے عقائد اپنا رہی ہے۔

جلسہ کے آخر میں مکرم مولانا کمال یوسف صاحب آف ناروے سابق مربی سلسلہ نے صدارتی خطاب کیا آپ نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے آخری حصہ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا کی بہترین وضاحت فرمائی۔ صدر جلسہ کی اختتامی دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

گینٹوک سکم:: احمدیہ مسلم مشن گینٹوک (سکم) میں مکرم ناصر احمد شاہ صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں ۴ تقاریر ہوئیں جلسہ میں سکم کے جملہ احمدی احباب نے شرکت کی جلسہ کے اختتام پر سب کو کھانا کھلایا گیا۔

چندہ پور: جماعت احمدیہ چندہ پور کا ماریڈی (آندھرا) نے مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ساڑھے گیارہ بجے جلسہ کیا جس میں مقامی افراد کے علاوہ کاماریڈی کے ۵۵ مرد و زن شریک ہوئے صدر اجلاس کے خطاب کے علاوہ ۵ تقاریر ہوئیں۔ لجنہ اماء اللہ کا جلسہ بھی علیحدہ ہوا۔

کھڑگپور: کھڑگپور (ویسٹ بنگال) میں جلسہ زیر صدارت فروز احمد خان صاحب صدر جماعت احمدیہ ہوا مبلغ سلسلہ کے علاوہ صدر اجلاس نے خطاب کیا۔

مونگھیر: مسجد احمدیہ مونگھیر میں جلسہ زیر صدارت مکرم عین العارفین صاحب ہوا صدارتی خطاب کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں احباب میں شیرینی بھی بانٹی گئی۔

جمشیدپور: جماعت احمدیہ جمشید پور نے زیر صدارت مکرم سید جمیل احمد صاحب صدر جماعت جلسہ کیا جس میں ۴ تقاریر ہوئیں دعا کے بعد حاضرین کی تواضع کی گئی۔ جلسہ میں تمام احباب شریک ہوئے۔

فرید پور: حصار زون (ہریانہ) فرید پور میں جلسہ بکرم رشید احمد صاحب معلم فرید پور کی زیر صدارت ہوا دو تقاریر ہوئیں ۱۹ کے قریب مرد و زن نے شرکت کی حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

حصار: آزاد نگر میں بعد نماز ظہر مکرم ایوب علی خان صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جلسہ میں ایک تقریر ہوئی۔

دھلی: مسجد بیت الہادی دہلی میں زیر صدارت مکرم مولانا برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشر و اشاعت قادیان جلسہ ہوا صدر اجلاس کے خطاب کے علاوہ ۴ تقاریر ہوئیں۔ کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے سب کو کھانا کھلایا گیا۔

بھدرک: جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ) نے زیر صدارت مکرم شیخ عبدالقادر صاحب صدر جماعت احمدیہ بعد نماز عشاء مسجد میں جلسہ کیا ۱۰ افراد نے تقریر کی۔ آخر پر حضرت مصلح موعود کی سیرۃ پر کوئز مقابلہ ہوا۔ درست جواب دینے والے کو خدام الاحمدیہ بھدرک کی جانب سے انعام دیا گیا۔ ۱۰۰ سے زائد حاضری تھی۔ سپورٹس سیکرٹری کی طرف سے خدام الاحمدیہ واطفال کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے پوزیشن لینے والے بچوں کو بھی انعام دیا گیا آخر پر تمام حاضرین کی مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے کھانے کی تواضع کی گئی۔ رات ۱۰ بجے جلسہ کا پروگرام ختم ہوا۔

چھتیس گڑھ: احمدیہ مشن بسنہ پردا میں بعد نماز ظہر و عصر زیر صدارت مکرم مولوی حلیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ جلسہ ہوا جلسہ میں ۴ تقاریر ہوئیں۔ جلسہ کے اختتام پر نو مبائعین بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ جماعت کی طرف سے تمام حاضرین کے کھانے کا انتظام کیا گیا ۶۰ کے قریب افراد نے شرکت کی۔

بنارس: احمدیہ مسجد بنارس (یوپی) میں بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ ہوا مکرم ظفر الاسلام صاحب صدر جماعت احمدیہ نے صدارت کی جلسہ میں ۵ تقاریر ہوئیں صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا تمام حاضرین کی چائے و شیرینی سے تواضع کی گئی پردہ کی رعایت سے مستورات نے بھی شرکت کی۔

سونگھڑہ: مسجد احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ) میں بعد نماز مغرب وعشاء مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جلسہ میں ۴ تقاریر ہوئی صدارتی خطاب کے ساتھ جلسہ ختم ہوا تمام حاضرین کی چائے و شیرینی سے تواضع کی گئی۔

دوران جلسہ عزیز سید اعزاز الدین وقف نو ابن مکرم سید انوار الدین احمد صاحب کی تقریب آمین بھی ہوئی۔

کانپور: بعد نماز مغرب وعشا شفیع حال چمن گنج میں زیر صدارت مکرم محمد شعیب صاحب صدر جماعت جلسہ ہوا۔ ۴ تقاریر کے علاوہ صدر اجلاس نے خطاب فرمایا جملہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بنگلور: مسجد احمدیہ ولسن گارڈن (کرناٹک) میں بعد نماز عصر زیر صدارت مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ جلسہ ہوا۔ ۵ تقاریر ہوئیں آخر پر صدارتی خطاب ہوا۔ جلسہ میں مرد و زن نے شرکت کی سب کی چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

بمبئی:: الحق بلڈنگ ممبئی میں بعد نماز عصر زیر صدارت مکرم شاہ محمود احمد صاحب جلسہ ہوا جلسہ میں ۵ تقاریر ہوئیں آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا نماز مغرب وعشاء کے بعد کھانا کھلایا گیا جس میں کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔

نرسنگھ پور:: احمدیہ مشن نرسنگھ پور (ایم پی) میں جلسہ ہوا ۲۰ کے قریب مرد و زن نے شرکت کی صدارتی خطاب کے علاوہ ایک تقریر ہوئی۔

بھونیشور:: مسجد احمدیہ بھونیشور (اڑیسہ) میں زیر صدارت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جلسہ ہوا۔ صدارتی خطاب کے علاوہ ۷ تقاریر ہوئیں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی سب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

لکھنؤ:: مسجد احمدیہ لکھنؤ (یوپی) میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب صوبائی امیر جلسہ ہوا جلسہ میں دو تقاریر ہوئیں آخر پر متن پیشگوئی سنانے والے طلباء کو انعامات دئے گئے۔

بھیمے کلاں:: جماعت احمدیہ بھیمے کلاں (پنجاب) میں زیر صدارت مکرم صدیق محمد خان صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ ہوا ایک تقریر ہوئی جلسہ میں نو مبائعین کے علاوہ دیگر افراد بھی شامل ہوئے۔

مانسہ:: جماعت احمدیہ مانسہ (پنجاب) نے زیر صدارت مکرم شیر خان صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ کیا۔ جلسہ میں ایک تقریر ہوئی نو مبائعین اور دیگر افراد نے شرکت کی۔

امروھہ:: مسجد احمدیہ امروہہ میں زیر صدارت مکرم راشد احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ ہوا۔ جلسہ میں دو تقریریں ہوئیں کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔

کیرنگ: جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) نے تین روز تک جلسہ کا پروگرام نہایت شاندار طریق پر بنایا پہلے روز جامع مسجد کیرنگ میں دوسرے روز محلہ محمود آباد اور تیسرے روز محلہ دارالفضل کیرنگ کی مساجد میں جلسہ زیر صدارت مکرم شیخ ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیرنگ جلسہ کیا۔ جلسہ میں ۷ تقاریر ہوئیں کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی ہر اجلاس کے آخر پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

کاسرلہ پہاڑ: مسجد احمدیہ کاسرلہ پہاڑ (آندھرا) میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم سعید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ ہوا۔ ایک تقریر ہوئی آخر پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اندورہ:: جماعت احمدیہ اندورہ (کشمیر) نے مسجد احمدیہ میں جلسہ کیا جلسہ میں ۴ تقاریر ہوئیں ۳۰ کے قریب احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔

حیدر آباد:: جماعت احمدیہ حیدر آباد (آندھرا) کے زیر اہتمام بعد نماز عصر مسجد احمدیہ فلک نما میں زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد سہیل صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ آندھرا جلسہ ہوا صدر اجلاس کے خطاب کے علاوہ ۵ تقاریر ہوئیں حیدر آباد کے کثیر تعداد میں شامل ہونے والے مرد و زن کے علاوہ سکندر آباد کے احباب جماعت نے بھی شرکت کی جلسہ سے پہلے واقفین نو آندھرا پردیس کا صوبائی اجتماع ہوا۔

یادگیر: جماعت احمدیہ یادگیر نے مسجد کے باہر جلسہ کیا کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی دوران جلسہ خدام کی طرف سے چائے و شیرینی تقسیم کی گئی جلسہ کے آخر پر خدام واطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے مجلس سوال و جواب بھی ہوئی۔

خانپور ملکی:: مسجد احمدیہ خانپور ملکی میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم ڈاکٹر انور حسین صاحب صدر جماعت جلسہ ہوا جس میں ۵ تقاریر ہوئیں دعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

کوریل: (کشمیر) موسمی حالات کی خرابی کے باعث 23 فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت مکرم ایاز

رشید صاحب عادل ہوا صدر اجلاس کے علاوہ دو تقاریر ہوئیں۔

ہوگلہ :جماعت احمدیہ ہوگلہ بنگال میں زیر صدارت مکرم رمضان علی صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ کیا صدر اجلاس کے خطاب کے علاوہ ایک تقریر ہوئی۔

بانسرہ: جماعت احمدیہ بانسرہ (بنگال) نے مکرم روشن علی صاحب کی زیر صدارت جلسہ کیا۔ ۴ تقاریر کے علاوہ صدر جلسہ نے خطاب کیا ۵۰ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

ہوبی چاک :: جماعت احمدیہ ہوبی چاک (بنگال) نے مکرم شیخ انصار علی صاحب کی زیر صدارت جلسہ کیا جس میں صدارتی خطاب کے علاوہ دو تقاریر ہوئیں ۲۷ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

موہن پور بسنت پور :: موہن پور (بنگال) میں مکرم عبدالرشید صاحب کی زیر صدارت جلسہ ہوا اس میں دو تقاریر ہوئیں ۱۸ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

چنتہ کنٹہ:: جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ (آندھرا) نے مکرم صوبائی امیر صاحب کی زیر صدارت جلسہ کیا۔ جلسہ میں تین تقاریر ہوئیں اور صدر اجلاس نے خطاب فرمایا جلسہ میں ۸۰ خدام و اطفال کے علاوہ ممبرات لجنہ و ناصرات اور بچے شامل ہوئے سب حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔

مسکرا: جماعت احمدیہ مسکرا (یوپی) نے مسجد احمدیہ میں بعد نماز عشا مکرم عبدالجبار صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ کیا۔ ایک تقریر کے علاوہ صدر اجلاس نے خطاب کیا مردوزن نے شرکت کی۔

سیتاپور سرکل یوپی :: جماعت احمدیہ سیتاپور نے مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب صوبائی امیر کی زیر صدارت جلسہ کیا پورے سرکل کی 38 جماعتوں سے نومبائعین مردوزن شریک ہوئے جن کی تعداد 300 سے زائد تھی تین تقاریر کے علاوہ صدر اجلاس نے خطاب کیا حاضرین جلسہ کی چائے سے تواضع کی گئی۔

اندورہ :: جماعت احمدیہ اندورہ نے شدید برف باری کی وجہ سے 27 فروری کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں جلسہ کیا 30 سے زائد افراد نے شرکت کی جلسہ بہت کامیاب رہا ۴ تقاریر ہوئیں جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ شدید برفباری میں خدام و اطفال نے مسجد اور مشن ہاؤس سے برف اٹھائی نیز آنے جانے کا راستہ صاف کیا اور شارع عام کی ضروری جگہوں سے برف اٹھا کر مثالی کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ناگہانی آفت سے احباب جماعت کو محفوظ رکھا احباب نے غیر از جماعت افراد کی مدد بھی کی۔ میوہ جات اور باغات کو بہت نقصان پہنچا اللہ تعالیٰ اس کی تلافی فرمائے۔

ایرڈاپلی :جماعت احمدیہ ایرڈاپلی آندھرا نے جلسہ کا انعقاد زیر صدارت محترم یعقوب صاحب صدر جماعت کیا جلسہ میں دو تقریریں ہوئیں۔

ملم پلی :جماعت احمدیہ ملم پلی آندھرا نے زیر صدارت محترم راج محمد صاحب صدر جماعت جلسہ کیا مکرم احمد صاحب نے تلگو زبان میں تقاریر کا خلاصہ پیش کیا دو تقاریر ہوئیں۔

کٹاکشہ: جماعت احمدیہ کٹاکشہ آندھرا نے جلسہ زیر صدارت محترم محمد مولیٰ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کٹاکشہ پور بعد نماز جمعہ کیا جلسہ میں ایک تقریر ہوئی۔

میرکنڈہ: بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ میرکنڈہ نے جلسہ کا انعقاد زیر صدارت محترم محبوب علی صاحب صدر جماعت کیا جلسہ میں تین تقریریں ہوئیں۔

گنگی ریتی گوڑم: جماعت احمدیہ گنگی ریتی گوڈم آندھرا نے جلسہ زیر صدارت محترم محمد ناصر صاحب صدر جماعت کیا جلسہ میں دو تقریریں ہوئیں۔

بدارم :جماعت احمدیہ بدارم آندھرا نے جلسہ زیر صدارت محترم غوث الدین صاحب صدر جماعت کیا جس میں تین تقاریر کے علاوہ صدر اجلاس نے خطاب کیا۔

نرسم پیٹ :جماعت احمدیہ نرسم پیٹ آندھرا نے زیر صدارت محترم شیخ حسین صاحب صدر جماعت جلسہ کیا جس میں تین تقاریر ہوئیں۔

وینکٹاپور:: جماعت احمدیہ وینکٹاپور آندھرا نے بعد نماز مغرب زیر صدارت محترم انکوس صاحب سابق صدر جلسہ کیا جلسہ میں ۴ تقاریر ہوئیں

تمڑاپلی:جماعت احمدیہ تمڑاپلی نے جلسہ ۲۶ فروری کو کیا جس میں دو تقریریں ہوئیں۔

لجنہ اماء اللہ بھارت کے تحت ہونے والے جلسوں کی تفصیل

قادیان: لجنہ کے جلسہ مصلح موعود کے پروگرام میں ناصرات نے بھی حصہ لیا معیار اول کے سپرد جلسہ گاہ کی تزئین کا کام تھا جوان بچیوں نے بخوبی انجام دیا پیشگوئی مصلح موعود کا متن 16 ممبرات نے یاد کیا ناصرات معیار اول کا نظم خوانی کا مقابلہ کرایا گیا اور دو بچیوں نے جلسے میں تقریر کی۔

کوڈیاتھور: لجنہ کا جلسہ یوم مصلح موعود مورخہ 24.2.05 کو منعقد کیا گیا جس میں ملیالم زبان میں تقاریر کی گئیں جلسے میں غیر از جماعت ممبر بھی حاضر ہوئیں۔

کرڈاپلی :بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ مصلح موعود مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ کرڈاپلی کی صدارت میں منعقد ہوا پیشگوئی کے بارے میں تقاریر کی گئیں۔ صدر لجنہ کے خطاب کے بعد دعا کے ساتھ کارروائی ختم ہوئی۔

دھوان ساھی :مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ دھواں ساہی کی زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت کے بعد نظم اور پھر پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کی گئیں دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

شموگہ: مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت، نعت پیشگوئی کا متن، اور احادیث کے بعد تین ممبرات نے تقاریر کیں۔ سوال و جواب کی مجلس بھی لگائی گئی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

کیرنگ :: کے جلسہ مصلح موعودؓ میں پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر لجنہ اور ناصرات کی ممبرات نے تقاریر کیں۔ جلسے میں حاضری 260 تھی شیرینی تقسیم کی گئی بعد دعا جلسہ کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

بنگلور: مورخہ 27 فروری کو مکرمہ یاسمین سمین اللہ صاحبہ صدر لجنہ بنگلور کی زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت احادیث، نظم کے بعد ۲ تقاریر ہوئیں نظم کے بعد کوئیز پروگرام کیا گیا۔ جس میں لجنہ بنگلور کے حلقہ جات کی ٹیموں نے حصہ لیا حلقہ ولسن گارڈن اور احمنڈ ٹاؤن اول حلقہ دارالفضل دوئم اور حلقہ سوانگر سوئم رہے دعا کے ساتھ کارروائی ختم ہوئی۔

پنکال :: مورخہ 18.2.05 کو ناصرات اور 20.2.05 کو لجنہ نے جلسہ منعقد کیا تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر ممبرات نے تقاریر کیں اڑیہ نظم بھی پڑھی گئی شیرینی بھی تقسیم کی گئی بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

کانپور: زیر صدارت مکرمہ یاسمین خلیل صاحبہ صدر لجنہ کانپور جلسہ کا انعقاد ہوا، تلاوت عہد نامہ کے بعد ۸ تقریریں ہوئیں دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

شاہ جہانپور :جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا تلاوت کے بعد ترجمہ اور عہد نامہ و نظم اور پھر پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں اور تربیت کے تعلق سے بھی تقاریر کی گئیں۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مونگھیر :مکرمہ فرحت آرا صاحبہ صدر لجنہ مونگھیر کی صدارت میں جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت قرآن کریم کے بعد پہلے ناصرات کی ۵ بچیوں نے تقریریں اور نظمیں پڑھی بعدہ لجنہ کی ۷ ممبرات نے تقاریر کیں دعا کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔

کوسمبی :: جلسہ مصلح موعود مسجد کوسمبی میں منعقد کیا گیا مکرمہ ساجدہ خاتون صاحبہ نے صدارت کی تلاوت نظم کے بعد تین ممبرات نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

کیندرا پاڑہ:: سیدہ ام الابرار صاحبہ کی صدارت میں جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت اور نظم کے بعد ۵ ممبرات نے تقاریر کی نظمیں پڑھیں ناصرات کی بچیوں نے بھی نظمیں پڑھیں ایک ممبر نے سب میں مٹھائی تقسیم کی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

بلاری :مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی صدارت میں لجنہ و ناصرات کا جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت عہد نامہ کے بعد بچیوں نے نعت پڑھی تقاریر اور نظمیں ہوئیں چائے سے تواضع کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

بھونیشور :مکرمہ کوثر سلطانہ صاحبہ صدر لجنہ کی صدارت میں جلسہ ہوا تلاوت قرآن کریم کے بعد ناصرات کی چار بچیوں نے نظمیں پڑھیں بعدہ لجنہ کی ممبرات نے پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی بعد دعا کے جلسہ برخاست ہوا۔

بالسو: مجلس خدام الاحمدیہ بالسو (کشمیر) کے زیر اہتمام بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ میں جلسہ ہوا۔ برف باری بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے 25 تاریخ کو جلسہ کیا گیا صدارت مکرم غلام رسول صاحب راتھر نے کی۔ جلسہ میں تین تقریریں ہوئیں اور صدر جلسہ نے خطاب کیا۔

گلبرگہ :: مجلس خدام الاحمدیہ گلبرگہ کے زیر اہتمام مکرم ظفر احمد صاحب شحنہ کے مکان پر جلسہ ہوا جس کی صدارت مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم انسپکٹر وقف جدید نے کی۔ جلسہ میں ۴ تقاریر ہوئیں اور صدر اجلاس نے خطاب فرمایا آخر پر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

جڑچرلہ :مجلس خدام الاحمدیہ جڑچرلہ کے زیر اہتمام بعد نماز ظہر و عصر احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم صوبائی امیر صاحب آندھرا پردیش جلسہ ہوا۔ جلسہ میں دو تقاریر کے علاوہ صدر جلسہ نے خطاب کیا کثیر تعداد میں مردوزن نے شرکت کی۔ دو مخیر احباب نے تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔

تیماپور :: مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ نے جلسہ یوم مصلح موعود شاندار رنگ میں منعقد کیا۔ صبح ۱۰ بجے خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو جلسہ کے اختتام پر صدر جلسہ کے ہاتھوں انعام تقسیم کئے گئے بعد نماز مغرب و عشاء مکرم مولوی سید خلیل احمد صاحب عجب شیر معلم کی زیر صدارت اطفال کا جلسہ ہوا۔ صدارتی خطاب سے پہلے چار تقریریں ہوئیں بلاری اور یادگیر کے احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی دو دن قبل اطفال کی کھیلیں اور ورزشی مقابلے ہوئے اسی طرح علمی مقابلہ جات بھی ہوئے پوزیشن لینے والے ممبران کو انعام دئے گئے خدام الاحمدیہ کی طرف سے نماز مغرب و عشاء کے بعد تمام افراد و لجنات کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ کھانے کے بعد جلسہ ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم سید محمود احمد صاحب عجب شیر صدر جماعت احمدیہ تیماپور نے کی۔ اس موقعہ پر ۵ تقاریر ہوئیں اور صدر اجلاس نے خطاب کیا۔

::وصایا::

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15441:: میں نور فہد شریف ولد مکرم شریف عالم قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن شریف علی ڈاکخانہ جموئی ضلع جموئی صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22-8-04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد شیخ مسعود احمد مبلغ سلسلہ　　العبد نور فہد شریف　　گواہ شد محبوب حسن معلم جموئی

وصیت نمبر 15442:: میں رحمت النساء بیوہ مکرم مرحوم ایم نور احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 62 سال پیدائشی احمدی ساکن سورو ڈاکخانہ سورو ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15-10-04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے مرحوم خاوند کی جائیداد کا بٹوارا تا حال نہیں ہوا بٹوارے میں جس قدر کوئی جائیداد مجھے ملے گی اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی اور جس کی اطلاع میں مجلس کارپرداز قادیان بھارت کو دینے کی پابند ہوں میری منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی قیمت درج ہے۔ میں نے اپنا حق مہر مبلغ 700 روپے بذمہ خاوند مرحوم ایم نور احمد صاحب معاف کردیا ہے۔ زیورات طلائی:۔ لچھا ایک عدد 17.700 گرام قیمت 9700 روپے۔ کان کے ٹاپس مع چین سات گرام -/3990 کوکہ ایک عدد قیمت -/240 زیورات نقرئی انگوٹھی ایک عدد -/70 روپے۔ میزان -/14000 میرا گذارہ خورونوش ماہانہ تین صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد ایس ناصر احمد سورب　　الامۃ رحمت النساء　　گواہ شد ایم ناصر احمد سورب

وصیت نمبر 15443:: میں ہدایت اللہ خان ولد مکرم پی محمد حاجی قوم مسلم پیشہ معلم عمر 35 سال تاریخ بیعت 7-5-96 ساکن مریاکی ڈاکخانہ شروژام کنو ضلع پالگھاٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 10-10-04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3051 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد اے عبدالرحمن آترا پورم　　العبد۔ ہدایت اللہ خان　　گواہ شد ٹی محمد منزل مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 15444:: میں بی اے محمد نجیب ولد بی ایچ عبدالقادر قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر 32 سال تاریخ بیعت 4.8.89 ساکن ایرناکلم ڈاکخانہ ایرناکلم ضلع ایرناکلم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 16.10.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ والدین بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت سالانہ -/31800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد شاہ الحمید پی کے　　العبد بی اے محمد نجیب　　گواہ شد۔ محمد نجیب خان مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 15445:: میں منصورہ فضل زوجہ مکرم عبدالحسن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 24.10.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر 25000 روپے بذمہ خاوند۔ زیور طلائی دو عدد سیٹ وزن 72.740 گرام 23 کیرٹ۔ چین طلائی ایک عدد وزن 8.920 گرام 23 کیرٹ۔ انگوٹھیاں 3 عدد طلائی وزن 12.040 گرام 23 کیرٹ۔ انگوٹھیاں 4 عدد وزن 6.260 گرام 22 کیرٹ۔ دو جوڑی بالیاں وزن 5.920 گرام 23 کیرٹ۔ ہار طلائی ایک عدد (سونے کے موتی) قیمت -/4450 روپے۔ کڑا طلائی ایک عدد وزن 10.300۔ 23 کیرٹ زیور نقرئی 5 جوڑی پازیب 146.450 چابی کا گچھا ایک عدد قیمت اندازاً -/1727 نگوں والا نقرئی سیٹ مع پازیب قیمت -/900 کل وزن طلائی 116.180 قیمت اندازاً -/67500 میرا گذارہ خورونوش ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1.11.04 سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمد عبدالحسن قادیان　　الامۃ منصورہ فضل　　گواہ شد عبدالمومن قادیان

وصیت نمبر 15446: میں محمود احمد چوہدری ولد مکرم چوہدری غلام نبی صاحب درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27.9.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ موضع کاہلواں میں اہلیہ صاحبہ کے ساتھ مشترکہ زرعی زمین سات کنال ہے۔ اس زمین پر ایک کنال ایریا میں مکان بنایا ہوا ہے مکان کی قیمت اندازاً ایک لاکھ روپے ہوگی۔ گویا زرعی زمین ۶ کنال اور ایک کنال زمین پر مکان مشترکہ اہلیہ صاحبہ کے ساتھ ہے زمین کا خسرہ نمبر 16/8 ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2815 روپے ہے۔ آمد مشترکہ زرعی زمین سے سالانہ -/12000 روپے ہے۔ مشترکہ زمین کی آمد پر خاکسار ہی حصہ آمد ادا کرے گا اہلیہ صرف اپنے حصہ زمین و مکان کا حصہ جائداد ادا کریں گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت مورخہ یکم اکتوبر 04 سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمد مقبول ملک قادیان　　العبد محمود احمد چوہدری　　گواہ شد جاوید اقبال اختر چیمہ قادیان

وصیت نمبر 15447: میں طارق شریف ولد ایم شریف عالم قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن شاہی منزل تاتارپور روڈ ڈاکخانہ بھاگلپور ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 7.10.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ دو صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محبوب حسن معلم وقف جدید　　العبد طارق شریف　　گواہ شد محمد شریف عالم شاہی منزل تاتارپور

وصیت نمبر 15448: میں گلزار علی احمد ولد مکرم نصیر الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم جماعت احمدیہ عمر 31 سال تاریخ بیعت 26.01.00 ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.11.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ والدین بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2815 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمود احمد ملکانہ قادیان　　العبد گلزار علی احمد　　گواہ شد عنایت اللہ منڈاشی قادیان

وصیت نمبر 15449: میں طاہر احمد عرف پورن داس ولد مکرم کونو داس قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 63 سال تاریخ بیعت 17.11.99 ساکن دیگاؤں ڈاکخانہ دیگاؤں ضلع رائے گڑھ صوبہ چھتیس گڑھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28.10.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از تجارت ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد حلیم احمد مبلغ سلسلہ　　العبد طاہر احمد　　گواہ شد انیس احمد دانی پردا

وصیت نمبر 15450:: میں منور احمد شاد ولد مکرم بشیر احمد شاد قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2.11.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں

ہے میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2715 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت ماہ نومبر ۲۰۰۴ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد شریف احمد ابن قادیان　　العبد منور احمد شاد　　گواہ شد جاوید اقبال اختر چیمہ قادیان

وصیت نمبر 15451: میں کبریٰ بیگم زوجہ مکرم الحاج مولوی محمد عبدالرحیم بدر مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 79 سال پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ کاٹے دن ضلع رنگہ ریڈی صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17.7.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ایک پلاٹ جس کا کل رقبہ 750 گز بمقام شورام پلی ریلوے سٹیشن کے نزدیک مذکورہ رقبہ پر 6 کمرے رہائشی نوعیت کے ہیں اور 2 کمرے کمرشل نوعیت کے تعمیر کئے گئے ہیں تعمیر شدہ مکان اور دوکانیں جن کی چھت شیٹ کی ہے علاوہ ازیں میرے پاس طلائی زیورات ہیں۔ چندن ہار ایک عدد۔ پتیوں کا لچھا ایک عدد۔ تین جوڑے کڑے۔ ایک جوڑی کان کے پھول۔ ایک زنجیر۔ موتیوں کا چھڑا ایک عدد۔ کل وزن طلائی زیورات 200 گرام۔ اسکے علاوہ میری کوئی اور منقولہ و غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد ماہانہ 2500 روپے ہے جو کہ میرے خاوند کا وظیفہ مجھے ملتا ہے اس کے علاوہ مکان کا ایک حصہ کرایہ پر دیا ہوا ہے۔ جس کی ماہانہ آمد 1200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ شد مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ　　الامۃ کبریٰ بیگم　　گواہ شد احمد عبدالحکیم حیدر آباد

وصیت نمبر 15452: میں عطاء الاوّل ولد مکرم نورالدین خان قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 18.11.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ والدین بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از وظیفہ ماہانہ تین صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت دسمبر ۲۰۰۴ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد شریف احمد ابن قادیان　　العبد عطاء الاوّل　　گواہ شد جاوید اقبال اختر چیمہ قادیان

وصیت نمبر 15453: میں محمد فاروق عارف ولد مکرم محمد صادق صاحب عارف مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.12.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/2935 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت دسمبر ۲۰۰۴ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد فاروق احمد فضل قادیان　　العبد محمد فاروق عارف　　گواہ شد سہیل احمد سوز قادیان

وصیت نمبر 15454: میں نصرت جہاں بیگم زوجہ وسیم احمد صاحب صدیق قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری پیدائشی احمدی ساکن کرولائی ڈاکخانہ کرولائی ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17.12.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر -/10,000 روپے (وصول شد) زیور طلائی 12 گرام اندازاً قیمت -/7000 روپے۔ اس کے علاوہ کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں والدین حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ تین صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ شد وسیم احمد صدیقی انسپکٹر　　الامۃ نصرت جہاں بیگم　　گواہ شد محمد انور احمد قادیان

وصیت نمبر 15455: میں موئی الدین بابو ولد مکرم سی کے ظفر اللہ قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم جامعہ احمدیہ عمر 21 سال تاریخ بیعت 1998 ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 10.10.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ تین صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمد انور احمد قادیان　　العبد موئی الدین بابو　　گواہ شد کے اے محی الدین

وصیت نمبر 15456: میں شیخ سرور احمد ولد مکرم شیخ دیدار احمد صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم جامعہ احمدیہ عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 10.10.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ والدین بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ تین صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمد انور احمد قادیان　　العبد شیخ سرور احمد　　گواہ شد سلطان احمد انجینئر قادیان

وصیت نمبر 15457: میں کے طارق احمد ولد ایم خلیل احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم جامعہ احمدیہ عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.10.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ والدین بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ تین صد روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد شیخ محمود احمد قادیان　　العبد کے طارق احمد　　گواہ شد مظفر احمد ناصر قادیان

وصیت نمبر 15458: میں خواجہ عطاء الغفار ولد مکرم خواجہ محمد عبداللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.9.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ والدین بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2975 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد خواجہ عبدالستار قادیان　　العبد خواجہ عطاء الغفار　　گواہ شد خواجہ محمد عبداللہ قادیان

جلد وصیت کرو

''پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے اس کے ساتھ ہی میں اُن سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لیکر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں۔ اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جس کو ردہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دُنیا کی جہالت کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی''۔　　سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وہ احباب و مستورات جو ابھی تک اس الٰہی نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اُن سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس میں شامل ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں اور اس کی فیوض و برکات سے متمتع ہوں آمین۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

بقیہ صفحہ (32)

فرمایا لا تحزن ان الله معنا پھر فرمایا اے ابوبکر تم ان دو شخصوں کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ کفار نے آپ پر جنگ ٹھونسی تو آپ معمولی تعداد کے ساتھ جس کے پاس پوری طرح ہتھیار بھی نہ تھے اللہ پر توکل کرتے ہوئے ان کے مقابلہ پر نکل کھڑے ہوئے جنگ بدر کے روز صحابہ کی صف بندی کروا کے اور ضروری ہدایات عطا فرما کر یہ دعا کی اللھم ان اھلکت ھذہ العصابة فلن تعبد فی الارض ابداً یعنی اے اللہ اگر تو اس گروہ کو ہلاک کردے گا تو پھر زمین میں کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی سیرۃ طیبہ سے توکل کی عظیم الشان مثالیں دینے کے بعد حضور ﷺ کی توکل کے متعلق دعائیں بھی بیان فرمائیں پھر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ خدا پر اسقدر توکل کرتے تھے کہ آپ نے اپنی آخری بیماری کے موقعہ پر حضرت عائشہؓ کو فرمایا جو سونا تمہارے پاس ہے اس کو صدقہ کردو چنانچہ وہ صدقہ کردیا گیا اور پھر اسی روز آپ کی وفات ہوگئی وفات سے قبل آپ نے فرمایا محمد کا اپنے رب پر توکل کیا ہوا کہ جب اس کی وفات ہو تو اس کے پاس سونا یا دینار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے توکل کے متعلق اپنی امت کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو گے جس طرح اسپر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ ضرور تمہیں اسطرح دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے وہ صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو بھر پیٹ لوٹتے ہیں خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توکل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایمان افروز اقتباسات پیش فرمائے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعات حضرت خاتم الانبیاء پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ خدا پر توکل کرنے میں بے مثال تھے۔ آپ نے کبھی اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ توحید کی منادی میں کیا کیا مشکلات آپ کو پیش آئیں۔ توکل کا عملی نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں متوکل بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان پہلے متبتل ہو آخر پر حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

بقیہ صفحہ (10)

نے فرمایا کہ جو کھجوریں زمین پر ٹپکتی ہیں انہیں مالک سے پوچھ کر کھالیا کرو۔ ڈھیلے نہ مارا کرو۔ یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور دعا دی۔

ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی ساتھ تھیں۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ وہی اٹھا کر دیدی۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے۔ اور دونوں میں برابر تقسیم کر دئے۔ آنحضرت ﷺ باہر سے تشریف لائے۔ تو حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

”اللہ تعالیٰ جس کے دل میں اولاد کی محبت ڈالے، اور وہ ان کا حق بجالائے وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ دیر میں ختم کروں کہ دفعۃً نماز میں کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی ہوگی۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں جب کوئی نیا پھل پیش ہوتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا اس نے کہا کہ تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں؟

حضرت جابر بن سمرہؓ ایک صحابی تھے۔ وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا، کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ سامعین کرام! آج اگر ہم نے اپنے گھروں کی، اپنے معاشرہ کی اور اپنی دنیا کی اصلاح کرنی ہے تو ہمیں سیدنا حضرت محمد ﷺ کی سیرت اور اسوہ کو دل و جان سے اپنانا ہوگا۔ ان کی پیروی کے بغیر ”کل جگ“ کے ظلماتی پردے چاک نہیں ہوں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں، جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہاں میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے۔ اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے“ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵) آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسوہ نبویؐ کے مطابق اپنی اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❁❁❁❁❁ ❁

114 واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 26-27-28 دسمبر 2005ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 114 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2005ء (بروز سوموار، منگل، بدھ) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للّٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کردیں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

ضروری اعلان بابت چندہ انصار اللہ بھارت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ بھارت کی تجاویز کو منظور فرماتے ہوئے آئندہ سے مجلس انصار اللہ کا چندہ درج ذیل تفصیل سے منظور فرمایا ہے۔

چندہ ممبری: کل آمد پر ایک پیسہ فی روپیہ یعنی 100 روپے پر ایک روپیہ ماہانہ

چندہ اجتماع: چندہ سالانہ اجتماع، ماہانہ آمد پر ڈیڑھ فیصد سال میں ایک بار

چندہ اشاعت: ہر ناصر سے کم از کم دس روپیہ سالانہ ذی حیثیت انصار حسب توفیق ادا کریں۔

جو مجالس اپنے بجٹ بھجوا چکی ہیں وہ اب چندہ اجتماع و چندہ اشاعت کا ضمیمہ بجٹ ایک ماہ کے اندر اندر یعنی 25 اپریل تک بھجوادیں۔ ناظمین کرام و زعماء حضرات سے درخواست ہے کہ اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

(قائد مال انصار اللہ بھارت)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ کنیزہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم ماسٹر عبدالحمید صاحب مرحوم امروہہ میں بعمر تقریباً اسی سال لمبی بیماری کے بعد مورخہ 25 نومبر 04 کو وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک ملنسار اور مرکزی نمائندگان کی خدمت کرنے والی تھیں اپنی بیماری کا لمبا عرصہ صبر وشکر کے ساتھ گذارا والدہ صاحبہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

مرحومہ نے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

(فرید احمد قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ

بزرگوں کی تعظیم کرو

طالب دعا کیے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 مینگولین کلکتہ 70001

دکان 2248.1652, 2248.5222

2243.0794

رہائش: 2237-8468, 2237-0471

تبصرہ کتاب

نام کتاب	صحیفۂ عشق	نام شاعر	مبارک احمد ظفر
تعداد صفحات	182	سائز	23*36/16
سن اشاعت	2004ء	پبلشر	مبارک احمد ظفر

صحیفۂ عشق مبارک احمد ظفر صاحب کا منظوم مجموعۂ کلام ہے جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے منسوب کیا ہے

اس حوالے سے ان کی زیادہ تر نظمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کی عکاسی کرتی ہیں اور یہ ایک فطری بات ہے کیونکہ انہوں نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عرصہ تک رہ کر آپ کی محبت اور شفقت کے زیر سایہ انتظامی خدمات سرانجام دی ہیں اور جہاں تک ہم سمجھ پائے ہیں خلافت احمدیہ سے ہی محبت اور عشق آپ کے اس صحیفۂ عشق کا نچوڑ ہے اور اگر اس کے علاوہ کسی اور موضوع پر آپ نے کچھ لکھا ہے تو وہ بھی دراصل اسی محبت کے راستے سے گزر رہا ہے۔

جہاں تک آپ کی شعری صلاحیتوں کا تعلق ہے تو دراصل یہ صلاحیت ایک خداداد ملکہ ہوتی ہے لیکن اگر اس کو جلا بخشنے کے لئے صحیح ماحول میسر آجائے تو یہ خوب پھولتی پھلتی ہے۔ آپ خود لکھتے ہیں:

"1982ء میں شعر کہنے شروع کئے اور اسی سال زندگی وقف کرنے کی توفیق پائی 1991ء میں انگلستان میں میرا تقرر ہوا اور یہاں میرے مرشد کے قرب نے میرے ہنر کو خوب جلا دی"

مکرم ظفر صاحب کے مرشد نے بھی حوصلہ افزائی کی خاطر ان کے کلام کی ہمیشہ ہی سچائی اور سادگی کے ساتھ تعریف کی ایک نظم کے متعلق حضور نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"بہت اچھی کہی ہے انہوں نے نظم، مجھے بہت پسند آئی ہے بعض دفعہ بہت اچھا کہتے ہیں۔ بہت سچا کلام ہے...... بالکل" (ٹائٹل پیج صفحہ 2)

ظفر صاحب کے کلام کا جہاں تک شعر و ادب کے حوالے سے تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شعر و شاعری میں مشکل قسم کے الفاظ اور تشبیہات کو چھوڑ کر آپ نے سادگی کے راستہ کو اپنایا ہے اور اپنے دردانگیز جذبات کو آسان اور سادہ زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ خدا آپ کی ان شعری صلاحیتوں کو بہت بہت ابھارے۔ آپ کے کلام کا ایک نمونہ بھی اسی شمارہ میں شائع کیا جارہا ہے۔

اک گزارش کروں عاجزانہ سجن   اپنے قدموں میں دیدے ٹھکانہ سجن
میرے "اجداد" نے کی غلامی تری   تجھ سے ناطہ ہے "برسوں" پرانا سجن
تیرے قول و عمل پہ ہے ظلّ الٰہ   ہم نے "مرد خدا" تجھ کو مانا سجن
تجھ کو بخشا خدا نے عصائے دُعا   تجھ کو موسیٰ زمانے کا جانا سجن
تیرے انصاف کا بول بالا بہت   تیرا دربار ہے عادلانہ سجن
تیری باتوں میں حکمت ہے لقمان سی   تیرے خطبات ہیں عارفانہ سجن
تجھ کو حاصل ہے سطوت سلیمان کی   تجھ کو خبریں ملیں غائبانہ سجن
کر گئی تازہ روحِ براہیم آج   تیری تحریکِ نو واقفانہ سجن
تیرے دم سے ملے اب دمِ زندگی   تجھ سے پائیں شفاء معجزانہ سجن
اب فضاؤں میں ہر سو تری باز گشت   یہ زمانہ ہے تیرا زمانہ سجن
اک نظرِ کرم مجھ ظفؔر پہ تری   میرے بختوں کا ہے جاگ جانا سجن

مبارک احمد ظفؔر لندن

شکریہ احباب و درخواست دعا

میری اہلیہ کی وفات پر بہت سے بھائیوں اور بہنوں نے میرے ساتھ اور بچوں کے ساتھ ہمدردی و غمخواری کرتے ہوئے تعزیتی خطوط اور فیکس بھجوائے ہیں اعلان ہذا کے ذریعہ میں ان سب کا شکرگزار ہوں نیز دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اہلیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام قرب سے نوازے اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو اور صبر جمیل کی توفیق دے (مبارک احمد بٹ قادیان)

درخواست دعا

خاکسار کے والدین ضعیف العمر اور مختلف عوارض میں مبتلا ہیں ان کی شفایابی کیلئے نیز خاکسار کے سسر صاحب بھی اکثر بیمار رہتے ہیں ان کی صحت یابی اور مالی وسعت کیلئے خاکسار کی شادی ہوئے عرصہ ہوگیا ہے اولاد کی نعمت عطا ہونے کیلئے اسی طرح خاکسار کی پریشانی کے ازالہ کیلئے اور خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے اعانت بدر 50 روپے۔ (قریشی محمد رحمت اللہ قادیان)

تیرے پانے سے ہی خدا پایا

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا نعتیہ کلام آپ کے لمبے منظوم کلام میں سے دو بند پیش ہیں

میرے آقا مرے نبی کریم   بانیٔ پاک باز دینِ قویم
شان تیری گمان سے بڑھ کر   حسن و احسان میں نظیرِ عدیم
تیری تعریف اور میں ناچیز   گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم
تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا   سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم
مدح تیری ہے زندگی تیری   تیری تعریف ہے تری تعلیم
ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے   سب پہ جاری ہے تیرا فیض عمیم
بند کر کے نہ آنکھ منہ کھولے   کاش سوچے ذرا عدو لئیم
حق نے بندوں پہ رحم فرمایا   اک نمونہ بنا کے دکھلایا
اُسوہ پاک خُلق ربانی   منتہائے کمال انسانی
صَلِّ علیٰ نبیِّنَا   صَلِّ علیٰ محمّدٍ

کیا کہیں ہم کہ کیا دیا تو نے   ہر بلا سے چھڑا دیا تو نے
آدمی میں نہ آدمیت تھی   اس کو انساں بنا دیا تو نے
لے کے آبِ حیات تو آیا   مر رہے تھے جلا دیا تو نے
سخت گرداب گمرہی میں تھے   پار ہم کو لگا دیا تو نے
ہو کے اندھے پڑے بھٹکتے تھے   ہم کو بینا بنا دیا تو نے
تا بہ مقصود جو کہ پہنچائے   وہی رستہ بتا دیا تو نے
روح جس کے لئے تڑپتی تھی   اس کا جلوہ دکھا دیا تو نے
تیرا پایہ تو بس یہی پایا   تیرے پانے سے ہی خدا پایا
مصحفِ دید عکس یزدانی   منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ علیٰ نبیِّنَا   صَلِّ علیٰ محمّدٍ

رپورٹیں مضامین اور اعلانات وغیرہ ایڈیٹر بدر کے نام
اور مالی معاملات کے تعلق سے خط و کتابت مینجر کے نام کریں

بقیہ صفحہ (24)

سوسائٹی میں جہاں میں نے دعوت کا انتظام کیا تھا انہیں لے آیا۔

دوران گفتگو حضرت چودھری صاحب نے مسٹر کریگ سے پوچھا کہ آپ نے باوجود عیسائی ہونے کے آنحضرت ﷺ کو گل ہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے مسٹر کریگ نے جواب دیا کہ میں حضرت محمد ﷺ کو ایک سچا انسان سمجھتا ہوں اور انہیں نہایت پاک باز عظیم مصلح سمجھتا ہوں جنہوں نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا ہے اور کروڑوں لوگوں کو ان کی بدولت اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ان کا زمانہ انتہائی تاریکی کا زمانہ تھا جسے انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیمات اور اعلیٰ نمونہ کے ذریعہ روشنی میں بدل دیا اگرچہ عقیدۃً مجھے بعض باتوں سے اختلاف بھی ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں کی طرف سے لگنے والے الزمات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پاک قرار دیا ہے۔

مسٹر کریگ سے ملاقاتوں کا سلسلہ کافی عرصہ قائم رہا اور میری اور ان کی خط و کتابت بھی ہوتی رہی۔ وہ مجھ پر ہمیشہ شفقت کا اظہار فرماتے تھے اور جب بھی انہیں لندن آنا ہوتا تھا مجھے اطلاع کرتے تھے۔

(بحوالہ ہفت روزہ "لاہور" ۵ مارچ 1905ء)

بقیہ صفحہ (15)

کریں کہ آج ہر خیر و برکت اس کے قدموں سے وابستہ کردی گئی ہے۔ پس اے محمد عربی کے غلامو! جو اس کی محبت کو اپنے سینوں میں بسانے والے ہو! اپنے اس دعویٰ محبت کو سچ کر دکھاؤ اور اس کی روشن کی ہوئی راہوں پر چلتے ہوئے توکل علی اللہ کی منازل کو طے کرتے چلے جاؤ۔ یاد رکھو کہ اسی راہ سے تمہیں حقیقی نجات نصیب ہوگی اور اسی راہ سے خدا تعالیٰ کی محبت تمہیں عطا ہوگی۔ دیکھو ہمارے محبوب نے ہمیں یہ نوید سنائی ہوئی ہے: ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۳۲) کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ خدا کرے کہ محمد عربی ﷺ کے نقوشِ پا کی برکت سے ہم سب کو خدا کی محبت کی یہ لازوال دولت نصیب ہوجائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ایک عرب سے زیادہ کیتھولک عیسائی دنیا اپنے مذہبی رہنما سے محروم ہوگئی۔

دنیا کے ایک عرب سے زیادہ کیتھولک عیسائی فرقے کے مذہبی رہنما پوپ جان پال دوئم کا 2 اپریل کو انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال سے دنیا بھر میں ماتم چھا گیا۔ ویٹیکن میں سینٹ پیٹر کی گدی کے 246 ویں پوپ کے طور پر جب انہوں نے 1978ء میں چارج لیا تھا تو اس وقت غیر اطالوی پوپ کے طور پر ان سے عیسائی فرقے کو بڑی توقعات تھیں۔

1920ء کو پولینڈ میں وارڈووائس میں آسٹریلین ہنگیرین فوج کے سابق فوجی کے دوسرے بیٹے 'کیرول ووزتلا' کے بارے میں اکثر یہ کہا جاتا تھا کہ وہ بے حد انوکھی شخصیت کے مالک ہوں گے ان کی ماں ایملا کہا کرتی تھی کہ ان کا بیٹا ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا اس کی ماں کی یہ پیشگوئی سچ ثابت ہوئی لیکن وہ اپنے بیٹے کو اس اونچے عہدے پر پہنچتے ہوئے نہیں دیکھ سکی اور اس کی موت اس وقت ہوگئی جب کیرول ابھی بچپن کی دہلیز کو پار کر رہے تھے۔ ہٹلر کے زوال اور دوسری عالمی جنگ کے خاتمے کے بعد 1946ء میں کیرول ووزتلا پادری بنے اور اپنے کیتھولک عیسائی مذہب کی تبلیغ میں مختلف چرچوں میں لگے رہے اور رفتہ رفتہ اونچے عہدوں کی طرف بڑھ رہے۔

1978ء میں تب کے پوپ جان پال اول کی وفات کے بعد پوپ جان پال دوئم پوپ بنے وہ ویٹیکن کی تاریخ میں پہلے غیر اطالوی پوپ تھے انہوں نے پوپ کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد چرچ کی روایات کو برقرار رکھنے کی کوشش کی اور 20ویں صدی کے نئے چیلنجوں کے لئے خود کو تیار کیا۔ جہاں ان کے کئی بیانات نے انہیں مختلف حلقوں میں متنازعہ بنایا وہیں انہوں نے اسقاط حمل، ہم جنسی اور جنگ جیسے اعمال کی مخالفت کی انہوں نے عراق جنگ کے لئے امریکہ پر تلخ نکتہ چینی کی۔

جان پال دوئم نے دنیا کے 129 سے زیادہ ممالک کا دورہ کیا اور وہاں عام لوگوں سے ملاقات کی وہ کئی غریب ممالک کی بھاری غریبی پر بے حد تشویش مند تھے انہوں نے امیر ممالک کو کال دی کہ وہ غریب ممالک کے ساتھ اپنی خوش حالی کو بانٹیں۔

1986ء میں وہ بھارت کے دورے پر آئے تھے اور کولکتہ میں مدر ٹریسا سے ملاقات بھی کی تھی۔ 1997ء میں پوپ نے انہیں سینٹ کا رتبہ دینے کا عمل شروع کیا تھا۔ پوپ جان پال کی وفات سے ایک عرب کیتھولک عیسائی دنیا اپنے مذہبی لیڈر سے محروم ہوگئی جو اپنے متحرک خیالات کے لئے جانے جاتے تھے ان کا جانشین کون اور کیسا بنتا ہے اس طرف سبھی کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔☆

چار گھنٹے سے زیادہ ٹی وی دیکھنا موٹاپے کے لحاظ سے خطرناک

ریسرچ سکالروں نے بچوں میں موٹاپے کے پیچیدہ ہوتے مسئلے کے لئے آرام طلبی کو اہم سبب قرار دیا ہے جیسے جیسے بچوں میں آرام طلبی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے وہ موٹاپے کی گرفت میں آتے جارہے ہیں۔ گلاسکو یونیورسٹی کیطرف سے کروائی گئی ایک ریسرچ کے مطابق ٹی وی سیٹ سے دیر تک چپکے رہنا، آرام دہ کاروں میں زیادہ وقت گزارنا، جنک فوڈ کھانا اور جسم کو حرکت میں لانے والے کھیلوں میں بھاری کمی وغیرہ کم عمر کے بچوں میں موٹاپے کی اہم وجوہات ہیں۔ ریسرچ سکالروں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہفتہ میں 4 گھنٹے سے زیادہ ٹی وی دیکھنا بھی موٹاپے کے لحاظ سے خطرناک ہے۔ پورے برطانیہ میں 12 ہفتوں تک 7 ہزار بچوں پر ریسرچ سکالروں نے ریسرچ کی بچوں کی زندگی کے 20 سے زائد پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔☆

قدرت کا قہر

تین ماہ بعد انڈونیشیا میں ایک اور بڑا زلزلہ

تین ماہ قبل 26 دسمبر 2004 کو انڈونیشیا کے ساترا علاقے سے اٹھنے والے زلزلہ کے صدمہ سے ابھی دنیا ابھری بھی نہ تھی کہ گزشتہ دنوں 28 مارچ کو ایک اور زبردست زلزلہ انڈونیشیا ہی کے مغربی ساحل سے دور نیاس جزیرہ میں آیا جس کی طاقت 8.7 ناپی گئی۔ ماہرین نے اسی کڑی کے تیسرے شدید زلزلہ کی بھی وارننگ دی ہے جو بدیر یا جلد کسی بھی وقت آسکتا ہے۔ اس زلزلہ کے باعث انڈونیشیا میں مرنے والوں کی تعداد 2000 بتائی جارہی ہے

یہ زلزلہ بھی سمندر میں اسی فولٹ لائن پر آیا جس پر گزشتہ سال 26 دسمبر کو زلزلہ آنے کے بعد سمندری سیلاب کی پہاڑ جیسی اونچی لہریں اٹھی تھیں اور پورے ایشیائی ساحل پر ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد لوگ ہلاک ہوگئے تھے۔ چنانچہ اس زلزلہ میں بھی سونامی کے خطرہ کے باعث سرکار نے تمام جنوبی ریاستوں کو سونامی کی وارننگ دی تھی۔ چنیئی سے لے کر کنیا کماری تک ساحلی علاقوں میں رہنے والوں کو محفوظ مقامات تک پہنچادیا گیا تھا۔ لوگ اپنے اپنے بچوں اور سازوسامان کے ساتھ دہشت زدہ اپنے اپنے مکانات سے باہر نکل آئے بیشتر افراد نے پوری رات سڑکوں پر گزاری۔ سونامی خطرہ کے ٹلنے پر حکومت نے چین کی سانس لی۔

اس کے بعد مزید دو دنوں کے اندر متعدد زلزلوں کے جھٹکے اٹھتے رہے جن کی تعداد ایک درجن سے زائد بتائی جاتی ہے۔ ان زلزلوں کی طاقت ریختر پیمانہ پر 6.0 اور اس کے آس پاس ناپی گئی۔☆

یورپ میں مسلمانوں کے تئیں بے اعتمادی۔ انہیں شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یورپی ممالک میں کئے گئے ایک سروے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اب تک یہاں یہودیوں کے تئیں مخالفت کا جذبہ پایا جاتا تھا لیکن اب اس میں مسلمان بھی شامل ہوگئے ہیں۔

امریکہ میں کئے گئے ایک سروے کے مطابق 44 فیصد امریکیوں کا ماننا ہے کہ ملک میں بسنے والے مسلمانوں کی شہری آزادی پر پابندی لگنی چاہئے۔ سروے میں سویڈن کے 75 فیصد شہریوں نے مسلمانوں کے تئیں عدم اعتماد کا اظہار کیا جبکہ انگلینڈ میں اس طرح کی رائے 39 فیصد لوگوں نے دی۔ 19 یوروپی ملکوں کے 1000 شہریوں سے سوالات کئے گئے ہالینڈ میں 72 فیصد لوگوں نے اور ڈینمارک میں 67 فیصد لوگوں نے مسلمانوں کے تئیں گہری ناراضگی ظاہر کی۔ مغربی یوروپ میں 52 فیصد کی رائے تھی کہ وہ مسلمانوں پر بھروسہ نہیں کرتے۔☆☆

10.6 ملین بچے اور 529000 مائیں ہر سال موت کو گلے لگاتی ہیں

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق ہر منٹ میں ایک عورت حمل یا ولادت کے دوران فوت ہوجاتی ہے جبکہ ہر ایک منٹ میں 20 بچے باوجود اس کے کہ ان کی بیماریاں قابل علاج ہوتی ہیں موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ خاص طور پر افریقہ کے ممالک میں ولادت کے دوران شرح اموات بہت زیادہ ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے مطابق کئی سالوں کی بہترین کوشش کے باوجود 10.6 ملین بچے اور 529000 مائیں ہر سال موت کو گلے لگا رہی ہیں۔ خاص طور پر ایسی بیماریوں سے جن سے بچا جاسکتا ہے۔ ڈبلیو ایچ او نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ نصف سے زیادہ بچوں کی اموات 6 ممالک میں ہوتی ہیں جن میں چین کانگو، ایتھوپیا، انڈیا، نائیجیریا اور پاکستان شامل ہیں۔

سرینگر مظفر آباد بس سروس دونوں ملکوں کے مابین قیام امن کی خاطر ایک اچھی کوشش

خدا کرے کہ سری نگر مظفر آباد بس سروس نہ صرف ہر دو ملک کے کشمیری بچھڑے خاندانوں کو ملانے والا ہو بلکہ یہ ہر دو ملکوں کے درمیان قیام امن کی خاطر ایک خوش آئند قدم ثابت ہو اور یہ ہر دو ملک کے باشندوں کے دلوں کو جوڑنے کا باعث بنے۔

سرینگر سے مظفر آباد کے لئے بس شیر کشمیر سٹیڈیم سے کنٹرول لائن کی طرف مورخہ 7 اپریل کو روانہ ہوئی۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے دور دراز علاقوں سے سینکڑوں پر جوش کشمیری سٹیڈیم پہنچے ہوئے تھے۔

یہاں پر وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ، کانگرس صدر سونیا گاندھی کے علاوہ متعدد سرکردہ سیاست دان موجود تھے۔ سرینگر سے جانے والے بس میں 24 مسافر تھے جن میں 5 عورتیں شامل تھیں۔ بس کے روانہ ہونے سے پہلے وزیر اعظم نے وہاں جمع لوگوں سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت اور پاکستان اپنے تمام مسائل بات چیت کے ذریعہ حل کرسکتے ہیں 58 برسوں کے بعد دونوں ملکوں نے یہ دلیرانہ قدم اٹھایا ہے جس سے دونوں کے درمیان تجارتی رابطے بھی بڑھنے کی امید ہے۔

کنٹرول لائن کے اس پار سے روانہ ہونے والی بس کو پاکستانی کشمیر کے وزیر اعظم سردار سکندر حیات خان نے مظفر آباد میں ہری جھنڈی دکھائی۔ ہندوستان اور پاکستان نے جس سفری ضابطے سے اتفاق کیا ہے اس کے مطابق دونوں طرف کے مسافر بذریعہ بس سرحدی مقام تک آئیں گے اور پھر پیدل چل کر کنٹرول لائن پار کریں گے۔ کنٹرول لائن پار کرنے کے بعد دونوں جانب کھڑی منتظر بسیں مسافروں کو منزل تک لے جائیں گی۔

سرینگر سے روانہ ہونے والی بس کو کمان پوسٹ تک تقریباً 120 کلومیٹر کا راستہ طے کرنا پڑے گا اور پاکستان کی آخری چوکی چکھوٹی تک مظفر آباد سے آنے والی بس کو تقریباً 50 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا ہوگا۔

سرینگر مظفر آباد روڈ کو 1947ء میں 27 اکتوبر کو بعض وجوہات کی بناء پر بند کر دیا گیا تھا۔ سفر کی اجازت صرف کشمیریوں تک محدود نہ ہوگی بلکہ دونوں ملکوں کے کسی بھی حصہ کے شہری یہ سفر اختیار کر سکتے ہیں۔☆

درخواست دعا

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن کی والدہ محترمہ بیمار ہیں اور 4 مارچ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ شوگر، انفیکشن اور خون کی کمی وغیرہ مختلف عوارض لاحق ہیں۔ بہت زیادہ کمزوری ہے۔ ان کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)
Vol - 54 Tuesday, 5.12.APRIL 2005 Issue No 14.15

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے درخشندہ پہلو توکل علی اللہ پر بصیرت افروز خطبہ جمعہ

توکل کا عملی نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں متوکل بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان پہلے متبتل ہو

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9/اپریل 2005ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت قرآنی وتوکل علی الله وكفى بالله وكيلا کی تلاوت فرمائی اور ترجمہ ارشاد فرمایا:-''اللہ پر توکل کر اور اللہ کارساز ہونے کے اعتبار سے کافی ہے''

پھر فرمایا کہ یہ قرآنی فرمان اصل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تسلی کا پیغام تھا کہ اے نبی تو بھی بے فکر رہ اور اپنے صحابہ کو بھی تسلی دلا کہ جیسے بھی حالات ہوں دشمن تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے اللہ تمہارا کارساز رہا ہے اور آئندہ بھی وہی کارساز ہے فرمایا یہ تسلی خدا تعالیٰ نے اسلئے نہیں دی تھی کہ خدا نخواستہ آپ خوف زدہ تھے یا توکل میں کمی آگئی تھی بلکہ یہ صحابہ کے حوصلہ بڑھانے کیلئے تھا اور پھر یہ بھی کہ دشمن کو بھی اظہار ہو جائے کہ مومنین کسی بھی طرح ان کے سامنے جھکنے والے نہیں ہیں وہ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے ہیں اور اس یقین سے پُر ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکا مددگار ہے اور دشمن ہمیشہ کی طرح ناکام ونامراد ہوگا اور اس کی یہ خواہش کبھی بھی پوری نہیں ہوگی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا اسلام کو کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔

قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان توکل کا اعلان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا ہے قل هو ربى لا اله الا هو عليه توكلت واليه متاب پس یہ آپ کے توکل کی قرآنی گواہی ہے پھر سابقہ کتب میں بھی آپ کی اعلیٰ صفات اور آپ کے کامل توکل علی اللہ کا ذکر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو متوکل کا خطاب عطا فرمایا ہے آپ نے توکل کے نہ صرف خود اعلیٰ نمونے دکھلائے بلکہ اس وصف کو مومنین کے دلوں میں بھی راسخ کر دیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا قبل اس کے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل کے چند نمونے پیش کروں توکل کی تعریف بتا دینا چاہتا ہوں فرمایا توکل کے معنی ہیں کہ تمام وسائل کو بروئے کار لا کر پھر اللہ پر انحصار کرنا اور اس کے آگے جھکنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق توکل یہی ہے کہ اسباب جو خدا نے بنائے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو پھر تدبیر میں لگ جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ جب کبھی مشکل گھڑی آتی تمام ظاہری کوششیں کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقعہ طائف واقعہ ہجرت مدینہ اور پھر غار ثور اور غزوات کے موقعہ پر آپ کے توکل کے بے نظیر نمونے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے واقعہ طائف کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اور تن تنہا اپنے ایک غلام کے ساتھ وحدانیت کی تبلیغ کیلئے نکل کھڑے ہوئے طائف کے سرداروں نے آپ کے پیچھے اوباشوں کو لگا دیا جس سے آپ کا تمام جسم لہولہان ہو گیا اور مکہ میں بھی آپ کا واپس جانا مشکل ہو گیا لیکن اللہ پر توکل کرتے ہوئے آپ نے مکہ کے سرداروں کو امان دینے کیلئے کہا چنانچہ ایک سردار مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی پناہ میں مکہ میں داخل کرایا۔

پھر فرمایا ہجرت کے وقت دیکھیں کہ خدائی وعدوں پر توکل کی وجہ سے دشمن کے سامنے بلا خوف وخطر آپ مدینہ سے نکل گئے دشمن آپ کا پیچھا کرتے ہوئے غار ثور کے دہانہ تک پہنچ گیا کہ آپ کو اور حضرت ابوبکر کو ان کی باتوں کی آواز بھی سنائی دیتی تھی اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو نہایت شان سے

باقی صفحہ (29) پر ملاحظہ فرمائیں

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA INTERNATIONAL

The First Islamic Digital Satellite Channel

mta

NOW ON ASIA SAT 3S FOR ASIA MIDDLE EAST AND FAR EAST

SATELLITE	:	Asia sat 3S
POSITION	:	105.5 Deg. East
FREQUENCY	:	3760 MHz
MIN DISH SIZE	:	1.8 Metre
POLARISATION	:	Horizontal
SYMBOL RATE	:	2600Mbps
FEC	:	7/8
VIDEO PID	:	......
MAIN AUDIO PID	:	Auto
ENGLISH / URDU	:	Auto

Broadcasting Round The Clock

AUDIO FREQUENCY

URDU	:	FRENCH	:
ENGLISH	:	TURKISH	:
ARABIC	:	INDONESIAN	:
BENGALI	:	RUSSIAN	:

e-mail : info@alislam.org

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Muslim Television Ahmadiyya International

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اب آپ کا پسندیدہ ٹی وی چینل مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹر نیشنل ڈیجیٹل ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔ ☆-۱ اگر آپ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ ☆ اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی وروحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹر نیشنل ڈیجیٹل سروس ہی دیکھئے۔ اس میں امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس کے خطبات جمعہ اور وقف نو بچوں کے ساتھ آپ کی علمی وروحانی کلاسز گلشنِ وقف نو اور بستان وقفِ نو کے نام سے نشر ہوتی ہیں **جبکہ** سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان اردو، انگریزی اور عربی میں اور آپ کی بیان فرمودہ تعلیم القرآن کلاسز کے اسباق باقاعدگی سے نشر ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ زبانیں سکھانے، کمپیوٹر سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لندن۔ الفضل انٹر نیشنل لندن۔ ہفت روزہ بدر، البشریٰ اور جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Intemet پر دیکھ سکتے ہیں۔ اور ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں **نوٹ**: ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

اب ایشیا سیٹ 3S پر

MTA International, P.O. Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 874 8344
Website: http: www.alislam.org/mta

MTA QADIAN
Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-220749 Fax : 01872 - 220105